باسمہ تعالےٰ

عرضِ ناشر

"پیشِ نظر کتاب الموسوم بہ "عزاداری از دیدگاہ مرجعیت شیعہ" حضرت حجۃ الاسلام علی ربانی دام عزہ کی تالیف ہے۔ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی عزاداری، اس کی دینی افادیت، اس کی ترویج واشاعت کے بارے میں تقریباً ایک سو سے زائد علماء اعلام کے ارشادات گرامیقدر درج کیے گئے ہیں اس دورِ پرآشوب میں جب کہ عزاداری حضرت سیّد الشہداء علیہ السلام پر چاروں طرف سے مخالفانہ یورش ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کا ایک طبقہ اس کو بدعت تصور کرتا ہے اور نوجوان لوگ اس میں ترمیم وتنسیخ چاہتے ہیں میری دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب ترجمہ کی صورت میں شائع ہو سکے۔ اس کتاب کا حاصل کرنا بھی مشکل تھا مگر بفضلہ تعالےٰ باآسانی دستیاب ہو گئی اور اردو ترجمہ بھی حسب منشا ہو گیا۔ اور ہمارا ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ اس کتاب کو بصورت اردو ترجمہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

میں نے اس کتاب کو جاذبِ نظر بنانے کے لیے متعلقہ علماء اعلام کی تصاویر بھی شامل کتاب کی ہیں عزاداری امام حسین علیہ السلام سے متعلق یہ کتاب ایک ایسی دستاویز ہے کہ جس پر علماء اعلام کی مہر تصدیق ثبت ہے

عزاداری کے متعلق حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قتل حسینؑ کے سبب سے مومنین کے دلوں میں ایک ایسی (درد و غم) حرارت ہے جو کبھی ٹھنڈی نہ ہوگی۔ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد مبارکہ عزاداری امام حسینؑ کی طرف راجع ہے۔ بس عزاداری کے خلاف زبان کھولنا۔ حرف گیری کرنا۔ واجب ومستحب کی بحث کرنا کوئی دینی کام نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مخالفین کے نظریات کو تقویت پہنچتی ہے جس کا تصور بھی خطرات آمیز ہے ہمارا دینی فریضہ ہے کہ عزاداری امام حسین علیہ السلام کو اپنی سابقہ روایات کے ساتھ جاری رکھیں۔ عزاداری کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور ہم زندہ ہیں تو عزاداری زندہ ہے اور اسی چیز کو یہ کتاب اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ میں یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ولی العصر ٹرسٹ کی طرف سے جو کتاب بھی شائع ہوتی ہے اس میں ترجمہ کرنے والوں اور ٹرسٹ کے دوسرے لوگوں کو ان کا حق خدمت ادا کر دیا جاتا ہے۔ اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے جملہ حقوق مستقلاً ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ کے حق محفوظ ہیں۔ میں مولانا محمد حسین اکبر فاضل قم کا ممنون ہوں کہ موصوف نے مولانا اثیر صاحب کی زیارات کی روانگی کے بعد بے لوث اس اردو ترجمہ پر نظر فرمائی اور کتاب ہذا کی زیبائش اور جاذبیت کو نمایاں کرنے کے لیے علماء اعلام کی تصاویر بھی عنایت فرمائی۔ جو کہ شامل کی گئی ہیں۔

خداوند تعالےٰ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے کہ اس کتاب عزا کا نام روشن سے روشن تر ہو اس کی افادیت عام ہو۔ اور اس کا ثواب میرے والدین اور بزرگوں کی ارواح کو پہنچے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ "سید محمد شبر عباس"

"ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ"

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	
۲	صدائے مؤلف	
۳	عزاداروں سے ضروری گزارش۔	
۴	عزاداری اور آیت اللہ خمینی	
۵	طالقانی بنظر آیت اللہ خمینی	
۶	خاک شفا اور سجدہ	
۷	خاک شفا اور نماز	
۸	درس گاہ حسینؑ	
۹	فکر حسین بنظر فقہ	
۱۰	رونے والے اور حسینؑ	
۱۱	عزاداری کیوں؟	
۱۲	سوالات اور اعتراضات	
۱۳	حسین بنظر اجتماع اور فلسفہ	
۱۴	تعمیر مزارات آئمہ	
۱۵	ذاکری اور آیت اللہ خمینی	
۱۶	حسین ابن علیؑ	
۱۷	فتاوائے علماء کا ترجمہ	
۱۸	آیت اللہ نائینی کے "فتویٰ ترجمہ"	
۱۹	مراجع شیعیت کے دستخط	

خصوصی توجہ

زیر نظر کتاب میں علمائے اعلام سے جو فتاوی پوچھے گئے ہیں اور علمائے اعلام نے اپنے جوابات مرحمت فرمائے ہیں وہ سب کے سب غیر شیعہ افراد کی طرف سے کیئے گئے اعتراضات ہیں۔ بلکہ تمام اعتراضات ظاہر ہیں شیعہ اور باطن میں مخالفین مذہب شیعہ کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں۔ علمائے اعلام اور مراجع عظام کے جوابات سے دشمنان عزاداری سید الشہداءؑ بھی راہ حق کو تلاش کر سکتے ہیں۔ اور عزاداران امام مظلومؑ بھی اپنے ایمان وایقان میں اضافے کا سامان تلاش کر سکتے ہیں!

دوسری اشاعت کا مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین الی قیام یوم الدین۔

زیر نظر کتاب۔ مراسم عزا کی طرف متوجہ کرنے کی خاطر علمائے اعلام کے فتاوی کا ترجمہ ہے۔ البتہ عزاداری کے سلسلہ میں چند ضروری اضافہ جات ہم نے از خود کیئے ہیں۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۹۹ھ کی عید الاضحی پر ہم نے شائع کیا تھا اور دوسرے ایڈیشن کی اشاعت بر مراجع تقلید علمائے اعلام اور حوزہ علمیہ قم کے قابل فخر اساتذہ کے حکم نما ارشادات کے بعد شائع کیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۴۰۰ھ کی دوسری محرم جو پندرہویں صدی ہجری کا نقطہ آغاز معلوم ہوتی ہے کہ موقع پر آیت اللہ العظمیٰ آقائے خمینی کے اس پیغام کا عزاداری سے متعلق حصہ بھی پیش خدمت ہے جو انہوں نے یکم محرم الحرام کو قم کے واعظین۔ اور مذہبی خطباء کو دوران ملاقات دیا ہے جس میں عزاداری کی عظمت، ذاکری کی اہمیت اور سید الشہداءؑ پر گریہ کی قیمت پر تبصرہ فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں سرکار آیۃ اللہ آقائے گلپائیگانی مجاہد کبیر کے اس خطاب کا عزاداری سے متعلق کچھ حصہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ جو انہوں نے قم کی مسجد اعظم میں عشرہ محرم کے لیے جانے والے فاضل اور مبلغ طلبہ کو فرمایا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری اس حقیر سی خدمت کو حضرت سید الشہداؑ اپنے دربارِ عالی میں شرفِ قبولیت سے نوازیں گے۔

۳ محرم ۱۴۰۰ھ

علی ربانی خلخالی

سیّد الشہداء علیہ السلام نے مذہب کا بیمہ کرایا ہے

آیۃ اللہ خمینی کے خطاب کا حصّہ:

(شبِ اوّل محرم ۱۴۰۰ھ واعظین و ذاکرین قم کے اجتماع میں)

یہ تو مسلم ہے کہ حق غالب اور کامیاب ہے۔ ہمیں صرف اس نعرہ تک محدود نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیں غلبہ حق کے سربستہ راز کو معلوم کرنا چاہیئے۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری کامیابی کا راز کیا ہے ہمارے سامنے اپنی تاریخ کا ایک طویل ترین دور ہے جو حضرت علی کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک پھیلا ہوا ہے ایک وہ وقت بھی تھا جب ہماری تعداد کم تھی۔ بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی اب بحمد اللہ ہماری تعداد کافی ہے۔ لیکن دیگر مذاہب کے مقابلہ میں تو زیادہ نہیں البتہ سابقہ ادوار کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ملت شیعہ کی بقاء ممالک اسلامیہ کی بقاء اور شیعہ حکومتوں کی بقاء کا کیا راز ہے؟ ہمیں یہ راز معلوم کر لینے کے بعد اسے یاد رکھنا ہوگا۔

ملت مسلم بالعموم اور مسلک شیعہ بالخصوص کی بقا کے اسباب میں سے عظیم اور اہم ترین سبب نواسہ رسول کا واقعہ کربلا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ فرزند زہراؑ نے مذہب کا ہمیشہ کے لیے بیمہ کرا لیا ہے۔ برادر زینب نے اپنے عمل سے

اسلام کا بیمہ کرالیا ہے۔ اسلام کو ہر لحاظ سے تحفظ دے دیا ہے۔

جس قیام اور تحریک کا آپ نے آغاز کیا اور جس جنگ میں خود شہید ہوئے ہیں۔ لیکن اموی نظریات کا تختہ الٹ کر رکھ دیا ہے۔ اس جنگ تحریک اور آپ کے قیام کا تحفظ ضروری ہے۔ اگر ہم الٰہی مملکت اور اس کی آزادی کو مستقل بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس راز کا تحفظ کرنا ہوگا۔ اور ہمارے بعض اشتباہ زدہ نوجوان کے اس واہمہ کے علی الرغم کہ۔۔۔۔ ایک وقت تھا جب مجالس عزا کا انعقاد سیاسی ضرورت تھی اب اس کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اب رونا دھونا ختم ہونا چاہیئے ہمیں اپنی طویل تاریخ میں ان مجالس عزا کو برقرار رکھنا ہوگا۔ یہ مجالس عزا حکم آئمہ سے منعقد کی جاتی تھیں اور اب بھی رہنا چاہیئے۔ انہیں بلا ضرورت سمجھنے والے لوگ اشتباہ اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام کی وصیت؛

امام محمد باقرؑ زندگی کے آخری لمحات میں وصیت فرماتے ہیں کہ میری شہادت کے بعد دس برس تک ہر سال ایام حج میں مقام منی پر نوحہ خوانی کرائی جائے یہ کیا ہے؟ کیا امامؑ باقر کو گریہ کی ضرورت تھی؟ ایام حج کے دوران مقام منی پر گریہ کو امام باقرؑ کیا کرنا چاہتے تھے؟

یہی بنیادی اور قابل توجہ نقطہ ہے اور یہی عین فطرت ہے کہ جب بعد از شہادت ایام حج میں دس برس تک گریہ کیا جائے گا۔ دور دراز کے ممالک سے لوگ آئیں گے وہ رونیوالوں کو روتا دیکھیں گے تو وہ پوچھیں گے رونیوالے کیسے رو رہے ہیں؟ اور کیوں رو رہے ہیں؟ جب انہیں بتایا جائے گا۔ تو انہیں ظلم ظالم۔ اور مظلوم سے آشنائی ہوگی۔ اس سے مظلوم کو قوت ملے گی اور ظالم ذلیل و

رسوا ہوگا۔ کربلا کی طرح ہم نے بھی جوان بیٹے دیئے ہیں ہمیں بھی اس نقطہ کو سامنے رکھنا ہوگا۔

کچھ کہتے ہیں کہ اس طرح رونا بیسود ہے۔ وہ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ کیا یہ صرف گریہ ہے؟ ہرگز ایسا نہیں مع یہ ایک معاشرتی اور اجتماعی مسئلہ ہے۔ بھلا کیا غریب کربلا محتاج گریہ ہے؟ آخر آئمہ نے عزاداری پر اس قدر اصرار کیوں فرمایا ہے کہ۔ اجتماعات منعقد کرو۔ غریب کربلا کی غربت پر آنسو بہاتہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ عزاداری کے ذریعہ شیعہ ہمارے مسلک کا تحفظ کریں۔ یوم عاشور جلوس ہائے عزا ہمیں کسی قسم کی تبدیلی کا سوچنا بھی مت۔ ان جلوسوں کو کسی قسم کے لانگ مارچ کی شکل مت دینا۔ انہیں اپنی سابقہ روشن اور روایات کے مطابق۔ اسی سینہ ہائی ماتم اور نوحہ خوانی کے ساتھ بلکہ اگر ہو سکے تو سابقہ روایات سے بھی زیادہ ہر عظمت طریقہ سے برقرار رکھا جائے۔ یہی کامیابی کا راز ہے۔ لانگ مارچ ایک سیاسی مقام ہے اسے الگ رہنے دیں۔ پورے ملک کو امامبارگاہ ہونا چاہیئے۔ ہر شخص کو ذاکر اور ہر شخص کو عزادار ہونا چاہیئے اس سے زیادہ اتحاد کہاں ملے گا؟ دنیا میں سے کون ایسی قوم جو ہماری طرح متحد ہو؟ یہ اتحاد کس کی پیداوار ہے؟ یہ غریب کربلا کی نوازش ہے۔

تمام اسلامی ممالک۔ اور مسلم اقوام میں یوم عاشور۔ یوم نہم۔ یوم ہشتم وغیرہ میں جلوس ہائے عزا کا تحفظ انتہائی ضروری ہے۔ ہاں ان جلوسوں میں غیر شرعی امور کا اچھے طریقے سے محاسبہ کیا جائے اور شرعی امور برقرار رکھے جائیں۔ ایسے باعظمت عظیم جلوس آپ کو اور کہیں بھی نہ ملیں گے۔ دنیا کا وہ کون سا حصہ ہے جس میں اتنے عظیم جلوس منظم ہوں؟ آپ ہندوستان پاکستان، افغانستان اور عراق وغیرہ کسی ملک میں چلے جائیں اور ان جلوسوں کی عظمت و شکوہ ملاحظہ فرمائیں

اور غور کریں یہ ہم آہنگی کس نے پیدا کی ہے۔ اس ہم آہنگی کو ضائع مت کرو۔ کچھ لوگ استعمار کے ایجنٹ ہیں جو ہمارے جوانوں کو اس ہم آہنگی سے غافل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے یہ صاف دل اور عزیز جان نوجوان ان لوگوں کے ان شیطانی ہتھکنڈوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیں گے۔ ایک وقت تھا جب ان غیر ملکی لوگوں نے ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ علماء اور نسل جوان کو ایک دوسرے سے دور کیا۔ ان لوگوں کے مخصوص مقاصد تھے۔ ان کا مقصد ہمیں غفلت سے دوچار کرنا تھا۔ علماء میں اپنے ایجنٹ چھوڑے جنہوں نے علماء کو جوانوں سے جدا کرنے کے لیے کہنا شروع کیا کہ یہ داڑھی منڈے بیدین ہیں۔ دوسری طرف نوجوانوں میں ان کے ایجنٹوں نے کہنا شروع کیا۔ یہ علماء انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ دونوں طرف اسی قسم کی نفرت انگیز باتیں کر کر کے باہمی نفرتوں میں اضافہ کیا۔ اب آپ خود سوچیں اس کا نفع کسے حاصل ہوا۔ انہی لوگوں کو جو چاہتے تھے کہ ہمارے تیل کی دولت پر عیاشیاں کریں۔ یوں یہ لوگ ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں۔ ہمارے درمیان نفرتوں کے بیج بوتے ہیں تاکہ ہمارا باہمی اتحاد لخت لخت ہو جائے جب اتحاد ختم ہو گیا پھر یہ لوگ من مانی کریں گے اور ہم کچھ بھی نہ کرسکیں گے۔ جب کہ محرم قریب ہے کچھ باتیں سننے میں آرہی ہیں خدا کرے یہ باتیں غلط ہوں ان کی طرف کہا جارہا ہے کہ ہماری نسل کے یا کوئی نوجوان جو دوسروں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں کہہ رہے ہیں کہ اگر ایک عام آدمی عزا پڑھ دیتا ہے تو کہتے ہیں اب کسی دوسری مجلس کی ضرورت نہیں انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ جو لوگ عزاداری کی مخالفت کرتے ہیں یہ وہی ہیں جو علمائے دین کے دشمن تھے۔ یونیورسٹی میں تعلیم کے مخالف تھے۔ کارخانوں میں مزدور کے مخالف تھے۔ کھیتوں میں کاشتکاروں کے مخالف تھے۔ یہی وہ

لوگ ہیں جو ہمیں لوٹنا چاہتے تھے۔ ہمیں ذلیل کرنا چاہتے تھے۔ واقعہ کربلا میں ہماری ہم آہنگی عالمی سطح پر ہمارا بنیادی مرکز ہے۔ عالمی سطح پر ایک زندگی ہے یہ وہ مبارک واقعہ ہے جس سے ہم دلی طور پر متحد ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس اتحاد کو صحیح راہ پر لگائیں تو ہم کامیاب ہوں گے ہمیں چاہیئے کہ ہم اس اتحاد کی قدر و منزلت کی عزت کریں اور ہمارے نوجوانوں کو اس طرف توجہ دینا چاہیئے!

ہمارے جوانوں کو اس طرف خصوصی توجہ دینا چاہیئے۔ ابھی تک معاملات ہمارے ہاتھ میں ہیں لیکن استعماری ایجنٹ ہمارے موثر ترین اور کام کے آدمیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کر کے ختم کرنا چاہتے ہیں ہماری مجالس عزا مساجد میں اجتماعات ہماری ہفتہ وار مجالس عزا وغیرہ جیسے تمام مراکز اتحاد کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ اگر دوسرے ممالک اپنی ملت کے ہر طبقہ فکر میں کلی طور پر اتحاد و یگانگت پیدا کرنا چاہیں تو ان کے لیے قطعاً ناممکن ہے۔ اگر ہمارے جیسا اتحاد پیدا کرنے کی خاطر یہ لوگ اربوں ڈالر بھی خرچ کر ڈالیں تو بھی ان کے لیے ممکن نہیں ہے۔ ہمارا یہ اتحاد و غریب کربلا کا مرہون منت ہے۔ شہید کربلا نے ہمیں متحد کر دیا ہے۔ وہ سیّد الشہداء جن کی وجہ سے ہمیں یہ اتحاد نصیب ہوا ہے کیا ہم انہیں رونا بند کر دیں۔ ان پر اظہار غم نہ کریں (حالانکہ اسی گریہ ہی نے ہمیں اتحاد کی عظیم تر دولت سے نوازا ہے۔ یہ شیطانی ہتھکنڈے ہیں۔ اور شیطانی چپاٹے ہوئے لقمے ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ یہ عظیم اتحاد ہم سے چھین لیں ان کے جال میں نہ پھنسو اے جوانو! اسی عزاداری نے آج تک ہمیں تحفظ دیا ہے۔ اسی عزاداری نے ہمارے ملک کو محفوظ رکھا ہے علماء و ذاکرین کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مجالس عزا پڑھیں اور انہیں کا شرعی وظیفہ ہے کہ اپنے جلوسوں کو پر عظمت بنائیں۔ ماتمی دستے سینہ زنی کریں۔ خلاف شریعت امور سے پرہیز کریں لیکن

ہر نوع ماتمی دستے سڑکوں پر آئیں ماتم کریں جو کچھ پہلے کیا کرتے تھے وہی کریں اپنے اجتماعات کا تحفظ کریں۔ انہی اجتماعات نے تو آج تک ہماری نگرانی کی ہے۔ اسی وحدت میں ہماری زندگی ہے۔ ان لوگوں کے فریب میں نہ آؤ جو کہتے ہیں کہ اب ہم کیوں روئیں؟ یاد رہے اگر ہم تاقیامت غریب کربلا پر آنسو بہاتے رہیں تو بھی سید الشہداء کو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں البتہ ہمیں ضرور فائدہ پہنچے گا آپ اخروی نفع کو الگ رکھیں صرف دنیاوی فائدہ ہی دیکھ لیں۔ ہمارا اتحاد اسی غریب پر رونے کی وجہ سے ہے۔ یہ ان استعماری ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ یہ مورچہ ہم سے چھین لیں۔ ظاہراً یہ لوگ ہم میں سے ہیں۔ اور نیک مزاج اور سادہ فیشن ہیں یہ ان کے فریب میں آچکے ہیں۔ لیکن یہ سادہ لوح افراد کیا جانیں کہ ان کی پشت پر کس کا ہاتھ ہے۔ انہی لوگوں کا ہاتھ ہے جو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں خواب غفلت سے جاگنا چاہیے ہماری پوری قوم کو بیدار ہونا چاہیئے۔ ایک اور بات جس کی میں پوری قوم سے خواہش کروں گا۔ قوم کے ہر طبقہ سے گزارش کروں گا کہ ہمیں ایک ایسے اجنبی دشمن سے واسطہ پڑا ہوا ہے جو ہماری اس آزادی اور مملکت کو تار تار کرنا چاہتا ہے۔

آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے گلپائیگانی

اور عزاداری

۲۳ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ مسجد اعظم قم میں بعد از درس عشرہ محرم کی تعطیلات کے موقعہ پر مبلغ طلبہ قم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الارض ولا فساداً والعاقبة للمتقين۔

دار آخرت ہم نے لوگوں سے مخصوص کر رکھا ہے جو روئے ارض پر نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ تخریب کاری کرتے ہیں انجام خیر متقین کے لیے ہے۔

ہر طبقہ فکر کے ہر فرد کو اپنے عمل اپنے اخلاق اپنے مال، اپنے قلم اور اپنی زبان سے جمہوری اسلامی ایران کی مدد کرنا چاہیئے۔ مگر سب سے پہلے مصائب غریب کربلا از آغاز تا انجام بیان کیئے جائیں۔ اور سنے جائیں تاکہ مذہب شیعہ لوگوں کے دلوں سے مٹ نہ جائے، ایک وقت تھا جب ایران یا دیگر اسلامی ممالک میں جہاں کہیں شیعہ آبادی تھی مراسم عزاداری بجا نہیں لائے جاتے تھے۔ تو دشمنان اسلام ہماری اس غفلت سے خوش تھے۔ کیونکہ اس عزاداری کی برکت سے لوگ اپنے حقوق سے آگاہ ہوتے ہیں۔ مبلغین بہت سے فراموش امور یاد دلاتے ہیں۔ خطباء عوام کو دین کے ساتھ دنیا میں رہنے کا سلیقہ بتاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ استعمار ہمارے ساتھ کیا کر رہا ہے اور ہمیں کس طرح لوٹ رہا ہے۔

عوام کو خبردار کیا جاتا ہے کہ ظلم برداشت کرنے کے بجائے ظلم کے خلاف آواز بلند کریں۔ چونکہ یہ تمام امور دشمنان اسلام کے بنیادی مقاصد کے خلاف جاتے ہیں اسی لیے رضا شاہ اول کے دور میں عزاداری کو ختم کرنے کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی اور ایران میں عزاداری کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دیا گیا۔ عزادار اپنے گھروں کے اندر عزاداری کرنے لگے۔ سرکاری جاسوس آتے مجلس عزا دیکھتے۔ جاکر رپورٹ کرتے پھر پولیس آتی عزاداروں کو گرفتار کرتی تھانہ میں لے جاتی اور جسمانی تشدد کرتی حتیٰ کہ عزادار مجلس عزا کے لیے حکمران جیسے دیہاتوں میں چلے جاتے۔ لیکن وہاں بھی مجلس عزا کو تحفظ نہ ہوتا۔ یو۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے لوگ سائیکل پر سوار ہو کر جاتے اور مجلس عزا کی نگرانی کرتے تھے کہ کہیں ذاکر یا مقرر امام حسین کا نام نہ لے۔ پورے ملک میں اس سے بھی بدتر صورت حال تھی۔ بحمداللہ وہ تمام پابندیاں ختم ہو گئیں اور لوگ اپنی فطرت کے مطابق عزاداری جو مشن امام حسین اور مقصد رسالت کے احیاء کا ایک ذریعہ تھی کو ایک خاص فکر اور پہلے سے زیادہ اہتمام کے ساتھ ازسرنو مرتب کر لیا۔

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ طاقت اور تشدد سے یہ لوگ عزاداری سے باز نہیں آتے اور ذکر اہلبیت مظلوم کی حمایت اور ظالم سے جنگ نہیں کرتے تو انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اپنی طرف سے غلط صغریٰ کبریٰ مرتب کر کے ناپختہ اور خام فکر نوجوانوں کو یہ کہہ کر اپنے جال میں پھنسایا۔ امام حسین رونے کے لیے تو شہید نہیں ہوا۔ رونے سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ یہی رونا ہی تو تھا جس کے لیے آئمہ نے تاکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ (ظلم و جور کا مقابلہ کرنے کے لیے امام حسین کی عزاداری کرو) اسی عزاداری نے اموی حکومت کے ایوان جبر و استبداد کی چولیں ہلائیں۔ اسی عزاداری نے بڑے بڑے

انقلابات کو جنم دیا ہے۔ اسی عزاداری نے ظلم کے خلاف لشکر آرائی کی مع اسی عزاداری نے مظلوم کی دادرسی اور ظالم کی بیخ کنی کی۔ اب یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مذکورہ بالا استدلالی سے سادہ لوح اور کم نظر لوگوں کو اس عزاداری سے روکیں جو ننگے ظلم کے خلاف خاموش تلوار ہے۔ حالانکہ اسی عزاداری سے ظلم کے خلاف ذہن تیار ہوتا ہے اور اسی عزاداری سے لوگ اس بات پر تیار ہوتے ہیں کہ۔ دین مقاصد دین اور اجتماعی و شخصی آزادی کیلئے لوگ متحد ہو کر قربانیاں دیں۔ اگر ایک معمولی سا عرصہ بلا عزاداری بیت جائے تو آپ دیکھیں گے کہ لوگوں اور دین کے مابین ایک وسیع خلیج حائل ہو جائے گی۔ لوگ اسلام اور مقاصد اسلام سے بے بہرہ ہو کر رہ جائیں۔ اگر عزاداری کی جگہ صرف تقاریر کا سلسلہ تقاریر اور خطابت کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو جو ثمرات ہم عزاداری سے حاصل کر رہے ہیں ان کا عشر عشیر بھی ہمیں نہ مل سکے گا۔ اگر مطلوبہ فوائد حاصل ہو بھی جائیں تو یہ سلسلہ زیادہ دیر تک چل نہ سکے گا اس کی تاثیر ختم ہو جائے گی۔ ہر دیہات، ہر شہر اور ہر جگہ ہر ترویج اصول و مجالس عزا کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اگر عزاداری نہ اسے تو اجتماعات میں یہ عمومیت نہ رہے عزاداری لوگوں کا دین بن چکی ہے۔ عزاداری دین ہے۔ عزاداری لوگوں کے گوشت پوست اور خون میں شامل ہو چکی ہے اگر عزاداری کو رد کرنے کی کوشش کی گئی تو دوسری قسم کی مجالس کو بند کرنے میں بہت جلد کامیاب ہو جائے گی آج کل دوسرے ممالک مثلاً ہندوستان، پاکستان افغانستان اور عراق وغیرہ میں جہاں کہیں چار شیعہ بھی ہوں ایام عزا میں ایسے کام کرتے ہیں کہ تمام لوگ دین اور مقاصد دین کی طرف متوجہ ضرور ہو جاتے ہیں اور امام حسین کے جہاد کی عظمت واضح تر ہو جاتی ہے۔ ہم نے مسلسل سنا ہے کہ ہندوستان (اور پاکستان) میں عزادار یا حسین کہہ کر دہکتے انگاروں پر چلے جاتے

ہیں اور ان کے پاؤں پر حرارت کی معمولی سی نشانی بھی نظر نہیں آتی۔ آگ میں داخل ہوتے کے اس حیرت انگیز کام سے لوگوں کے دلوں میں ظلم کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے۔ بھلا یہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اور کس لیے کرتے ہیں؟ اس سوال کا صرف اور صرف ایک جواب ہے اور وہ یہ کہ۔ امام حسین کے لیے کرتے ہیں۔ آگ میں کیوں جاتے ہیں۔ ماتم اور سینہ زنی کیوں کرتے ہیں صرف اس لیے کہ امام حسین نے ظلم کے خلاف قیام کیا ہے۔ امام حسین نے ظالم کے ظلم کو آشکارا کرنے کی خاطر ایسا کیا ہے۔ مگر آج کل ہم سنتے ہیں ان مراسم عزا کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور ازراہ مذاق کہا جاتا ہے۔ اور سینہ زنی کر کے ماتم کر کے اور آنسو بہا کر ظلم کا مقابلہ کریں۔ اگر ہم عزاداری کے تمام انفرادی اور اجتماعی مفادات سے حرف نظر بھی کرلیں تو یہی فائدہ ہی کیا کم ہے کم ہر سال عزاداری سے متاثر ہو کر کتنے افراد حلقہ بگوش شیعیت ہو جاتے ہیں بعض مقامات پر بالخصوص ایسے معجزات بھی رونما ہوتے ہیں جن سے انہیں مسلک شیعہ کی حقانیت کا یقین ہو جاتا ہے۔ اب ہمارے بعض عزیز نوجوان جو خود فریب خوردہ ہیں دوسروں کو فریب دیتے ہیں۔ عزاداری نہ واجب ہے نہ مستحب یاد رکھو اگر کوئی شخص منبر پر جائے اور مصائب نہ پڑھے تو وہ منکر کا مرتکب ہوا ہے۔ اسے سرزنش کریں۔ بطور نہی عن المنکر سے منع کر کے اس کی بازپرس کیجئے کہ آپ نے مصائب کیوں نہیں پڑھا؟

انشاء اللہ اب جب کہ آپ شہروں اور ضلعوں میں جائیں گے سابقہ روایات کے مطابق بلکہ ان سے زیادہ عظمت و شکوہ سے مجالس عزا کا انعقاد کرنا۔ نسل نو کو خوش اخلاقی سے اپنے قریب کر کے سمجھایئے کہ عزاداری کی مخالفت استعماری طاقتوں کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ وہ لوگ چاہتے ہیں

کہ عزاداری ختم ہو جائے۔ بالخصوص اس نقطہ پر زیادہ توجہ دینا اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالنا، دوران مجالس احکام شریعت کے ساتھ استحکام عقائد پر زیادہ زور دینا۔ استعماری ایجنٹوں کی دسیسہ کاریوں اور ان کی خباثتوں سے سادہ لوح عوام کو مطلع کرتے دینا لوگوں کو بیدار کرو۔ اسلامی اقدار کے تحفظ پر زور دو۔ سرور انبیاء کا اخلاق بتاؤ اخلاق آئمہ سے لوگوں کو آگاہ کرو (بالخصوص مصائب آئمہ بیان کرو مصائب ہی سے ان کے مقاصد کا احیاء ہوتا ہے۔) رحم اللہ من احیا أمرنا " جو ہمارے حکم کو زندہ کرے خدا اس پر رحمت کرے؟ الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافراً

الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یشم را ئحۃ الجنۃ

(مولف کامل بھائی عماد الدین طبری)

بسم الله الرحمن الرحیم

حضرت آیة الله العظمی فقیه عالیقدر آقای حاج شیخ حسینعلی منتظری [illegible]

با ابلاغ عرض اخلاص پس از شهادت مولینا و مولای کونین حضرت سید الشهداء الحسین [illegible]

[illegible] همیشه مجالس عزا و سوگواری برای حضرتش [illegible]

همین مجالس مظالم ظالمین و ستم ستمگران [illegible] استعمارگران نیز [illegible]

[illegible]

مجالس مخالفت [illegible]

راجع باقامه چنین مجالس تعزیه و سوگواری مرقوم فرمائید تا در مقابل معاندین [illegible]

[illegible] ادام الله ظلکم الشریف [illegible]

۲۸ ذی الحجه [illegible]

آیت اللہ آقائے منتظری سے سوال

حضرت فقیہ عالی قدر آقائی الحاج شیخ حسین علی منتظری مدظلہ السامی

مخلصانہ تسلیمات کے بعد!

گزارش ہے کہ مولائے کونین امام حسین کی شہادت کے بعد بطور یاد مجالس عزا اور سوگواری منعقد کی جاتی ہیں ان مجالس عزا کے ذریعہ ظالمین کے مظالم اور ستمگروں کے کیئے گئے ستم سے عزاداروں کو آشنا کرایا جاتا ہے۔ استعماری طاقتوں کے ہتھکنڈوں سے بھی انہی مجالس عزا میں پردہ اٹھایا جاتا ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ لوگ غیر شعوری طور پر اور کچھ دانستہ مخصوص مقاصد کے پیش نظر مجالس عزا کی نہ صرف مخالفت کرتے ہیں بلکہ رسمی طور پر منعقدہ مجالس عزا کو خرافات اور فضول کہتے ہوئے ہیں۔ براہ نوازش موجودہ رسمی مجالس عزا کے متعلق کچھ تو فرما دیجئے تاکہ ان مفسرین اور مفکرین کے خلاف بطور دلیل پیش کی جاسکے۔

(اللہ آپ کا مبارک سایہ دائمی رکھے)

(ربانی خلخالی - ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ)

نظر مبارک مجاهد بزرگ و مبارز نستوه و فقیه عالیقدر حضرت آیت الله العظمی
آقای حاج شیخ حسینعلی منتظری دام ظله العالی در باره مجالس سوگواری حضرت سالار شهیدان

امام حسین علیه السلام

بسم الله الرحمن الرحیم

برکات مجالس عزاداری حضرت سید الشهداء روحی وارواح العالمین له الفداء و سایر ائمه اطهار علیهم السلام
علیهم اجمعین برای کسی مخفی و پوشیده نیست و احتیاج به سؤال و جواب ندارد - این مجالس همیشه
پایگاه ارشاد و تبلیغ احکام دین مبین اسلام و سنگر مبارزه با استبداد و استعمار بوده
است. بر برادران و خواهران مسلمان است که با اقامه این مجالس و شرکت در آنها
در آنها مراتب ارادت و اخلاص خود را نسبت به سالار شهیدان ابراز دارند و بر وعاظ و خطبا
و گویندگان است که هدف مقدس آن حضرت را که همانا اعلاء کلمه اسلام و امر به معروف و
نهی از منکر و مبارزه با ظلم و استبداد بوده است تعقیب نمایند و مردم را به مسائل روز و دینی
اسلامی خود آگاه سازند جعلنا الله تعالی من شیعته و رزقنا الاقتداء بسیرته والسلام علی جمیع
اخوان المسلمین و رحمة الله و برکاته ۲۹ ذی الحجه ۱۴۰۱ قم — حسینعلی منتظری

۲۹ ذی الحجه ۱۴۰۱ قم

مجاہد بزرگ فقیہ عالی قدر آیت اللہ آقائی الحاج شیخ حسین علی منتظری کا سید الشہداء علیہ السلام کی مجالسِ عزا کے بارے میں نظریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جہاں تک مجالس عزا خواہ ان کا تعلق ذکر غریب کربلا سے ہے یا دیگر ائمہ کرام سے کی افادیت کا تعلق ہے تو یہ نہ کسی سے پوشیدہ ہے اور نہ محتاج سوال وجواب ہے۔ یہی مجالس عزا ہمیشہ سے ذریعہ ہدایت و تبلیغ احکام دین مبین اسلام اور ظلم واستبداد کی استعماری ہتھکنڈوں سے نبرد آزمائی کے لیے مضبوط اور مستحکم مورچہ زنی رہی ہیں۔

تمام مومن بہن اور بھائیوں کا فریضہ ہے کہ انتہائی خلوص اور عقیدت کے ساتھ شہید نینوا کے نام سے منعقدہ مجالس عزا میں شرکت کریں اور ذاکرین واعظین اور مقررین کا فریضہ ہے کہ وہ دوران بیان مظلوم کربلا کے مقدس مشن اعلائے کلمہ اسلام امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ظلم وجور سے جنگ کو نہ بھولیں اور لوگوں کو روز مرہ کے مسائل سے آگاہ کریں اللہ تعالےٰ ہمیں شیعیان حسینؑ سے بنائے۔ اللہ ہمیں آپ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ تمام مسلمان بھائیوں کو سلام ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ۔ (حسین علی منتظری) (قم المقدسہ)

آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے خمینی کا تہران و قم کے علماء سے خطاب

۲۹ شعبان ۱۴۰۲ھ

(• مجالس عزا ہی ہے جو سپر طاقت کا رخ موڑ سکتی ہیں۔)

یہ مت سمجھو کہ اگر یہ مجالس عزا نہ ہوتیں۔ یہ سینہ زنی۔ ماتم اور نوحہ خوانی نہ ہوتی تو اب ۱۵ فرداد کی کامیابی حاصل کر لیتے۔ کوئی طاقت ۱۵ فرداد کو اس صورت میں کامیاب نہیں کر سکتی تھی جس صورت میں کامیاب ہوا ہے یہ صرف خون غریب کربلا کی طاقت کا نتیجہ ہے۔ آئندہ کے لیے بھی یاد رکھو کہ عالمی طاقتیں جو اس وقت اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ آپ کے خلاف متحد ہو چکی ہیں اگر انہیں شکست دی جا سکتی ہے تو صرف مجالس عزا کے ذریعہ۔۔۔ یہ عزاداری غریب کربلا۔ آپ کی بے مثالی قربانی اپنے عزیز و اقارب کی فداکاری کا تذکرہ ہی تو ہے جو آپ کے جوانوں کو میدان جنگ میں جانے پر آمادہ کرتا ہے۔ اور جس جوان کو سعادت نصیب نہ ہو وہ غم زدہ ہو جاتا ہے۔ عزاداری میں مخدرات کربلا کا تذکرہ ہی تو ہے جو ماؤں کو وہ جذبہ عنایت کرتا ہے جس کے نتیجہ میں مائیں اپنے جگر گوشوں کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے پاس لاتی ہیں اور یہ کہہ کے جاتی ہے کہ ابھی تک۔ ایک یا دو اور باقی ہیں۔ دعائے کمیل۔ دیگر دعاؤں اور عزاداری کے ہی اجتماعات کی برکت ہی تو ہے کہ آپ کی جمعیت اور اتحاد نے اسلام

کو نشأۃ ثانیہ دی ہے۔ لہٰذا ان مجالس عزا کو ایسے سابقہ دستور کے مطابق جاری رکھا جائے۔ اگر یہ سمجھ اور سمجھا گیا کہ یہ سب کیا ہے۔ بعد عزاداری کس لیے ہے اور یہ رونا کس فائدے کا ہے تو پھر ہمیں کوئی بھی رونے والی قوم نہیں کہے گا بلکہ ہمیں جانباز قوم کہا جائے گا۔

ہماری قوم کو مجالس کی عظمت و اہمیت اور افادیت سے مطلع رہنا چاہیئے کہ عزاداری میں قوم کی زندگی ہے۔ عشرہ محرم کے دن ہوں یا ان کے علاوہ ہفتہ وار مجالس عزا ہوں اگر اس کی مرکزی افادیت کو سمجھ لیا جائے۔

توجہ اپنی مملکت کا کما حقہ تحفظ کر لے گی۔ مجھے امید ہے کہ مجالس عزا کو بہتر سے بہترین بنانے کی ممکن کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ

بڑے بڑے خطیبوں سے لے کر چھوٹے چھوٹے نوحہ خوانوں تک ہر ایک کا اپنا مقام اور اپنا اثر ہے ایسے افراد جو منبر سے نیچے کھڑے ہو کر ایک یا چند اشعار پڑھتے ہیں اور ایسے افراد جو بر سر منبر خطبہ دیتے ہیں ہر ایک کا اپنے مقام پر مخصوص اثر ہے اور یہ جعلی اثر نہیں بلکہ فطری اور طبعی اثر ہے۔ ممکن ہے ان میں سے بعض افراد خود اپنے اس اثر سے آشنا نہ ہوں۔

اس وقت ہم ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ ہماری قوم نے ایک حیرت انگیز انقلاب کو جنم دیا ہے۔ ایسا انقلاب جس کی نظیر تاریخ عالم میں بہت کم ملے گی ہمارا ملک ایک ایسا ملک تھا جو اپنا سب کچھ اغیار کے حوالہ کر چکا تھا حتی کہ انسانی شرافت بھی اغیار کے قدموں میں ڈال چکا تھا۔ ہماری ہر چیز گروی رکھی جا چکی تھی۔

اسی ملک میں ہماری قوم نے اپنی عظمت رفتہ کو اگر حاصل کیا ہے تو اس میں کسی کا کوئی کمال نہیں ہے فقط اور فقط مجالس عزا کا فیض ہے۔ انہی مجالس عزا

میں افراد کو جمع کیا جاتا تھا اور انہی مجالس عزا میں ایک وحدت پیش کی جاتی تھی

میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کو خطیب اور آئمہ جمعہ و جماعت مجھ سے بھی بھی زیادہ بہتر سمجھتے ہیں وہ اپنے مخصوص انداز میں اس کی مزید تشریح کر کے لوگوں کو بتائیں کہ ہمارے آنسوؤں کو تر دیکھو ان کے اثر کو دیکھو اگر ہم چاہیں تو ہماری آنکھ سے گرنے والا ایک قطرہ سیل بلا بن کر ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہی کے محلات کو غرق کر دے۔

مقدّمہ

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ قیام سیّد الشہداء اور آپ کے اقدام کی تعریف کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ امام حسین تاریخ انسانیت کا معروف ترین فرد ہے امت مسلمہ کا وہ کون فرد ہے جو آپ کی ذات سے ناواقف ہو بلکہ غیر مسلم افراد میں سے بھی کوئی کم نصیب ہی امام حسین سے ناآشنا ہوگا واقعہ کربلا تاریخ اسلام نہیں بلکہ تاریخ انسانیت کا رنگین ترین صفحہ ہے۔ امام حسین نے اپنی مظلومانہ شہادت کی بدولت عالم انسانیت کے انسانی ضمیر پر قبضہ کر لیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مذہبی علماء تعصب کی عینک اتار کر سیرت امام حسین کو اپنے لیے مشعل راہ قرار دے کر، اتحاد۔ یگانگت۔ فکری ہم آہنگی، اور ملی وحدت پیدا کرنے کی کوشش کریں تو بہت کم عرصہ میں بہت بڑے مفادات حاصل کر لیں، اور پورا کرہ ارض گہوارۂ امن بن جائے۔

اگر صدیوں پر محیط حیات امام حسین کا راز تلاش کیا جائے تو بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک طرف ایثار امام حسین منطقی ایثار سے اور دوسری طرف انسانی ضمیر کے تمام جذبات کی گہرائیوں میں اس کے اثرات اترے ہوئے ہیں...

آئمہ اہلبیتؑ نے عزاداری غریب کربلا کی وصیت فرمائی ہے آئمہ کی اس وصیت

میں جو حکمت و دانش پنہاں تھی اس کا اندازہ آج اس مشاہدہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ عزاداری ہی وہ حقیقت ہے جس نے عالم انسانیت کے ضمیر پر حکمرانی کر رکھی ہے [1]۔

جرمنی کا معروف ڈاکٹر موسیو ماربن کہتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگرچہ ظاہر بین نگاہوں کے مطابق یزید نے امام حسین اور آپ کے انصار کو "تیغ جفا" سے شہید کر ڈالا ہے۔ لیکن فی الواقع امام حسین نے نہ صرف یزید کو بلکہ پورے اموی خاندان کو اپنی تیغ مظلومی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا ہے [2]۔

میسور ماربین جرمن ایک دوسری جگہ پر اشارہ کرتا ہے کہ یہ درست ہے۔ کہ امام حسین کا تعین نسبت عرب سے تھا لیکن امام حسین صرف عرب نہیں بلکہ ہر قوم کی آواز کی روح۔ اور معیار حق و باطل ہو چکا ہے۔ آج عربوں کی نسبت غیر عرب حسین کو زیادہ چاہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں یزید عرب کا حکمران تھا لیکن از مشرق تا مغرب عالم عرب نے یزید کو عرب بدر کر دیا ہے اور اس کی نسبت کو عرب کے لیے ننگ و عار سمجھتے ہیں۔

[1] قیام و انقلاب مہدی تالیف استاد شہید مطہری۔

[2] سیاستہ الحسینیہ علامہ کاشف الغطاء ص ۲۴

صدائے مؤلف

انقلاب ایران کے بانی آیت اللہ خمینی بھتے تو ایرانی اور آغاز انقلاب مدرسہ فیضیہ سے حضرت امام جعفر صادق ؑ کے یوم شہادت سے بر ۱۵ افراد ۱۳۴۲ کو کیا تھا لیکن آج وہ صرف ایران کے قائد نہیں ہیں۔

بلکہ ان کی رہنمائی پر آج انقلاب کی مشعل راہ اور معیار حق و باطل بن چکی ہے۔ ہر ملک اور ہر مذہب کے افراد انہیں ایک بہادر اور دلسوز راہنما کے عنوان سے پہچانتے ہیں۔ جب کہ ان کے مقابلہ میں یزید وقت محمد رضا پہلوی مملکت ایران کا حکمران تھا لیکن آج کوئی بھی شریف ایرانی اسے ایرانی کہنے پر تیار نہیں بلکہ شاہ ایران کو ایران سے نسبت دینے میں بھی خجالت محسوس کرتے ہیں۔

دعا ہے ذات احدیت دنیا اور آخرت میں جمہوری اسلامی کے بدخواہوں کو رسوا کرے۔ آمین

متوکل نے بھی عظمت امام حسین ؑ کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ شیعیان حسین ؑ کے ہاتھ اور سر قلم کئے۔ لیکن اس کور باطن کو کیا معلوم تھا کہ ان لوگوں کے لیے ہاتھ اور سر دینا آسان ہے لیکن امام حسین ؑ سے دست بردار ہونا ناممکن ہے۔

متوکل نے اپنے ایام اقتدار میں اعلان عام کر دیا کہ کوئی شخص امام حسین ؑ

اور حضرت علی کی زیارت کو نہ جائے۔ اس نور خدا کو بجھانے پر اپنے تمام وسائل صرف کر دیئے۔ قبر حسین پر ہل چلوائے تاکہ اس زمین پر کاشتکاری کی جائے اور قبر حسین کے آثار تک مٹ جائیں۔ کربلا کے راستہ پر پہرے بٹھا دیتے کہ جو کوئی زیارت امام حسینؑ کے ارادہ سے آئے۔ اسے جسمانی اذیتیں دے دے کر قتل کر دیا جائے۔

(تتمۃ المنتہی ص ۲۴۰)

جب ان لوگوں نے دریائے فرات کا رخ قبر شبیر کی طرف موڑا تو کبھی قبر زمین سے اٹھ کر فضا میں معلق ہو گئی اور کبھی بیلداروں پر غیب سے تیر اندازی شروع ہو گئی۔ لیکن یہ نور خدا نہ بجھایا جا سکا۔

(تتمۃ المنتہی ص ۲۴۱)

اپنے وقت کا فرعون منش شاہ اور اس کا نمرود مزاج باپ بھی ایرانی قوم کے شرفا پر ہر قسم کے مظالم توڑتے رہتے۔ علماء و کلاء۔ اور خطباء میں سے ہر ایک کی زبان اور قلم پر پہرے بٹھائے گئے۔ ہر طبقہ سے متعلق افراد کو پس دیوار زندان رکھا گیا۔ شکنجہ کے تشدد سے قتل کیا گیا ان دونوں باپ بیٹوں نے اپنے پچاس سالہ دور اقتدار میں شرفائے ملت کے سر پر کتنے مصائب توڑے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ رضائے کبیر علماء کے سر سے عمامے اتار کر پاؤں میں مسل ڈالتا تھا۔ علماء کی مخالفت کو اپنے اقتدار کا جز سمجھتا تھا مجالس عزا پر پابند لگا رکھی تھی جو لوگ مجالس عزا برپا کرنا چاہتے تھے۔ تہہ خانوں میں چھپ کر کرتے تھے۔ سرکاری حلقوں میں مجالس عزا کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔

بے حیا رضائے کبیر سے ۱۳۱۴ھ شمسی صدی میں امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر پر توپوں کے گولے برسائے مسجد گوہر شاد میں نماز پڑھنے والے

مردوں اور عورتوں کا خون بہا دیا۔ پھر اس کا بیٹا باپ کے یہ داغ دھونے کی خاطر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے شہر میں زیارت کو آتا تھا حرم میں جاروب کشی کرتا تھا۔ کچھ بھیڑ نما بھیڑیے علماء اس خبیث کا احترام کرتے تھے۔ لیکن ذات احدیت کو اس کی یہ منافقت ناپسند تھی۔ آخر اس کی قلعی کھل گئی۔ عوام الناس نے اس وقت اس کی عقیدت کو دیکھ لیا جب اس نے ۳۰ آبا ماہ ۱۳۵۷ھ ہجری شمسی کے دن اپنے باپ کی تقلید میں حرم امام رضا علیہ السلام پر توپوں سے گولہ باری کی۔ اور یوں نام نہاد عزت کا بت پاش پاش ہو گیا۔ گوے حرم اور صحن میں آئے زائرین اپنے خون میں نہا گئے۔

مجالس عزا کے ذریعہ عوام کو ظالم کے ظلم سے آگاہ کیا جا سکتا ہے۔

مجالس عزا میں اسلامی اقتصادیات زراعت اور اسلامی سرحدوں کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔

اگرچہ استعماری ایجنٹوں نے قدم قدم پر یہ کوشش کی ہے کہ ترقی پذیر روحانیت جو سامراجیت کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے کو یونیورسٹی کی جدید تعلیم سے دور رکھا جائے لیکن ان کا کوئی ہتھکنڈہ کامیاب نہیں ہوا اور نہ ہی زندہ ہو گا انشاءاللہ۔ جب سامراج کے ایجنٹ دیکھتے ہیں کہ روحانیت اور یونیورسٹی دونوں ہمارے مقاصد کے مابین دیوار بنے پڑے ہوئے ہیں۔ تو ان کے انہیں اپنا وجود خطرے میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ دشمنان اسلام کے آزمودہ ہتھکنڈوں کی طرح انہی دو طبقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مکتب حسین جو ہر ظالم سے مقابلہ کرتا ہے اور ہر مکتب فکر میں ہم آہنگی پیدا کر کے ملی وحدت کی تخم ریزی کرتا ہے اس کا نمونہ نویں محرم اور دسویں محرم

۱۳۹۹ھ کے وہ جلوس ہیں جن کا نتیجہ آیت اللہ خمینی کی حکومت کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

مذکورہ یوم عاشور سامراجیت کا نجس ہاتھ شاہ کی آستین سے برآمد ہوا گولیاں چلیں ٹینک دوڑے، عزادار گاجر مولی کی طرح کٹے لیکن ہر ایک نے دیکھا کہ شاہ کی ہر تدبیر اعلیٰ الٹ گئی اس کا ہر اقدام نقش برآب ثابت ہوا اور عزاداری کے وحدت آخریں جلوس کامیاب ہوئے۔ اس طرح یوم القدس کے جلوس وغیرہ یہ تمام ایت اللہ خمینی کی قیادت میں کامیاب ہوئے۔

بقول ایۃ اللہ خمینی ہمارا انقلاب انقلاب سفید ہے اور عالم بشریت کے لیے مشعل راہ ہے۔ بیرونی طاقتوں۔ امپیریلازم، کمیونزم۔ اور وہابیوں کے ایجنٹوں غرض تمام مخالفین دین وقرآن کے تمام سہتے لوٹ گئے۔ ایوان اقتدار لرز گیا۔ پھر ان لوگوں کے ایجنٹوں نے ہفت روزوں اور روزناموں میں لغویات بکنا شروع کئے۔ مفسدانہ تنقیدات کا جال پھیلایا۔ انقلابی عدالتوں پر بے سروپا الزامات عائد کئے۔

دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے سامراجیوں نے عباس ہویدا اور اس کے گروہ جنرل نصیری اور اس کے پرستاروں کا ایک ایک انچ پر دفاع کیا لیکن یہ وحدت سے بھرپور جلوس تھا ایک ایسا سیل وحدت تھا جس کے سامنے جو آیا تنکے کی طرح بہہ گیا۔ ایران کی شریف "قوم" تا حال بیدار ہے۔ اسی اثنا میں ایۃ اللہ خمینی نے نماز جمعہ کا حکم دیا۔ نماز جمعہ جو اسلامی وحدت کی نمائش کا ہفتہ وار ذریعہ بنے تہران میں ایۃ اللہ خمینی نے یہ بوجھ مجاہد ملت ایۃ اللہ طالقانی کے کندھوں پر ڈال دیا۔ انہوں نے اپنی ولولہ انگیز تقاریر سے تہران یونیورسٹی اور بہشت زہرا کے اجتماعات میں قومی اور ملی ہم آہنگی کو مزید تقویت بخشی۔ ان کا

مقصد احکام الہٰی کا پرچار اور شریعت محمدیہ کی تبلیغ تھی۔ آخری نماز جمعہ بھی انہوں مزار شہداء کے قریب اپنے لحن میں نہا کر ادا کی۔ پھر بیگانے اور یگانے ہر ایک نے دیکھا کہ ایۃ اللہ طالقانی کے سوگ میں پورا ایران سیاہ پوش ہو گیا۔ ہر گلی اور ہر کوچہ میں سینہ زنی اور زنجیر زنی کی گئی اور ہر نوجوان نے یہ شعر ضرور پڑھا ؎

عزا عزا است امروز — آج غم کا دن ہے
روز عزا است امروز — آج یوم غم ہے
خمینی بت شکن — بت شکن ایۃ اللہ خمینی
صاحب عزا است امروز — آج صاحب عزا ہے

ان کی شہادت کے بعد ایۃ اللہ خمینی کے حکم سے نماز جمعہ کا فریضہ آقائے منتظری کے سپرد کر دیا گیا۔ یہ ایران کی باہمت اور حوصلہ مند ملت کا کام تھا کہ اس نے بہشت زہرا۔ یونیورسٹی، اور مساجد وغیرہ کے اجتماعات میں اپنے ولولہ انگیز نعروں سے پہلوی خاندان اور اس کے بدطینت ہمنواؤں کو تاریخ کے بدترین کباڑ خانہ پر جا پھینکا۔

اس میں شک نہیں کہ ملت ایران نے بے شمار شہداء دیئے ہیں لیکن ان شہداء کی سرخی نے ملت ایران کی آزادی میں مانگ بھر دی ہے اور کامیابی نے بڑھ کے ملت کے پاؤں چوم لئے ہیں۔

میرا اسلام ہو تمام شہداء پر
میرا اسلام ہو تمام ایثار کنندگان پر

جنہوں نے اس لیے قربانی دی ہے کہ کرہ ارض کے کمزور اور ناتواں انسانوں کو خونخواروں کے چنگل سے نجات دلائیں۔ ہماری نگاہ میں تمام

شیعہ شہدا محترم ہیں۔

لیجیئے اب چند باتیں آیت اللہ مطہری کی بھی سن لیجیئے۔

شہید کون ہے؟ شہید وہ ہے جو اپنی جان سے گزر کر آگ میں جل کر اپنی خاکستر کو دوسروں کی آزادی کا ضامن بنا دے۔

شہید شمع سوزاں کی مانند ہوتا ہے جو خود جل کر دوسروں کو روشنی مہیا کرتی ہے تاکہ اس کے جل کر کالعدم ہوتے ہوئے وجود کی روشنی میں دوسرے سکون کا سانس لے سکیں۔ شہداء محفل بشریت کی شمع ہیں خود جل گئے اور بزم بشریت کو منور کر گئے۔ اگر بشریت کی یہ بزم آراستہ تاریکی میں ڈوبی رہتی تو کوئی کارخانہ اپنا کام نہیں کر سکتا تھا۔ انسان جو دن سورج کی روشنی میں تلاش معاش کرتا ہے۔ یا وقت شب چراغ یا شمع جلا کر اپنے کام کرتا ہے ہر چیز پر توجہ دیتا ہے لیکن جس کی روشنی میں سب کچھ کرتا ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ حالانکہ اگر روشنی مہیا کرنے والے جسم کی روشنی نہ رہے تو پوری دنیا کا پہیہ جام ہو جائے تمام جذبات سرد پڑ جائیں۔ شہداء شمع بزم ہستی ہیں۔ اگر ظلم و استبداد کی تاریکی میں شہدا کی ضوافشانی نہ ہوتی تو انسانیت کے لیے راہ نجات کا تلاش کرنا ناممکن ہوتا۔

نبی اکرم کے متعلق قرآن کریم نے کتنی لطیف تعبیر فرمائی ہے اور آنحضور کو سراج منیر کیا ہے اس تعبیر میں واضح سا مفہوم ہے کہ ظلمت کفر و شرک میں تو سراج منیر سے بھی خود جل کر اذیتیں برداشت کر کے دوسروں کو نور توحید کی روشنی فراہم کرنے والا ہے۔ ارشاد قدرت ہے۔ اے نبی ہم نے تجھے شاہد اعمال امت، مبشر، نذیر، اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے

عزاداروں سید الشہداء سے ضروری گزارش:-

تمام ان عزاداروں سے جو جلوس ہائے عزا۔ مجالس عزا اور اجتماعات نوحہ خوانی میں شرکت کرتے ہیں خواہ یہ ہفتہ وار اجتماعات ہوں یا آئمہ کے ایام وفات کے اجتماعات ہوں اور اپنے کو ملت حنیف سے مربوط سمجھتے ہیں۔ انہیں وصیت کی جاتی ہے کہ:-

امام حسین کے اس مقدس انقلاب کے بالخصوص دو مرکزی نقاط تھے۔

- دین اور ناموس قرآن کا دفاع۔ ایسی خود مختار اور خود سر حکومتوں اور حکمرانوں کی مخالفت جو راہ حق سے مٹ گئے تھے۔ آپ نے اپنے انقلاب کے ذریعہ قرآن اور آئین قرآن کا تحفظ کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا ہے۔
- نماز زکواۃ اور حق مظلوم وغیرہ جیسے الہیٰ انسانی احکام کی بقاء کے لیے اپنی جان قربان کی حتیٰ کہ خود یوم عاشور بھی نماز با جماعت ادا کی ہے۔

جب آپ کے صحابی ابو ثمامہ صیداوی نے یوم عاشور عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ نماز کا وقت ہو چلا ہے۔ اگرچہ ابو ثمامہ شہدائے کربلا سے تھا لیکن با ایں ہمہ آپ نے اسے یوں دعا دی تو نے نماز یاد دلائی ہے اللہ تجھے نمازیوں میں محشور فرمائے۔ آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کتنی اہم ہے۔۔۔

عزاداران امام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر انہوں نے نماز کو اہم نہ سمجھا تو عزاداری ترک نماز کے گناہ کو معاف نہ کرا سکے گی۔ مراجع عظام کے عملیہ جات میں یہ حدیث مذکور ہے کہ۔ اگر نماز بارگاہ خالق میں قبول ہو گئی تو تمام اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر نماز مسترد ہو گئی تو تمام اعمال مسترد ہو جائیں گے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا ہے جو لوگ نماز کو اہم نہیں سمجھتے ہماری شفاعت سے محروم رہیں گے۔

عزاداران امام حسینؑ کو اپنی زندگی کے ہر قدم پر سیرت غریب کربلا کو پیش نظر رکھنا چاہیئے تاکہ دنیا اور آخرت کی کامیابی نصیب ہو۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

۱۱ ذیقعد ۱۳۹۹ھ علی ربانی حلغالی

من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ؛ حج آیت ۳۲

جو بھی شعائر اللہ کا احترام کرے یہ اس کے قلبی تقویٰ کی علامت ہوگی۔ یہ حقیقت ہے۔ جس پاکیزہ اور نورانی دل میں خدائے بزرگ و برتر کی عظمت ہوگی وہ لامحالہ شعائر اللہ کو اہم اور عظیم تر سمجھ کر ان کا احترام کرے گا۔

شعائر اللہ میں سے جلیل القدر شعار وہ ہوگا جو عظمت اللہ کی علامت عبادت خدا کے مقام اور وہاں آنے والوں کے لیے رغبت عبادت کا باعث ہو۔ کون نہیں جانتا کہ روزانہ لاکھوں مسلمان مزاروں شعائر اللہ میں شب و روز عبادت خدا۔ ذکر خدا۔ اور مدح و ثنائے الٰہی کرتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ عالیہ میں نیازمندانہ دعاؤں کے علاوہ نماز خالق ادا کرتے ہیں اگر عبادت الٰہی کے لیے ایک عظیم الشان اور فلک آشنا قبہ بنا لیا جائے یا اعلیٰ شان مسجد تعمیر کر لی جائے جس میں لوگوں کے لیے کشش ہو اور بڑے بڑے سرمایہ دار اور جاگیردار جو اعلیٰ شان محلات میں رہنے کے عادی ہیں ان مساجد اور قبوں میں نماز کے لیے آئیں تو یہ تو یہ شرک ہوگا اور نہ وہ مقام شرک کا اڈہ ہوگا۔

(بحوالہ کشف اسرار اٰیۃ اللہ العظمیٰ خمینی) ص ۶۲

عزاداری اور اٰیۃ اللہ خمینی :-

ذات احدیت نے جب دیکھا کہ صدر اسلام کے طالع آزماؤں نے دین کی بنیادیں ہلا دی ہیں چند افراد کے علاوہ راہ حق پر کوئی نہ رہا۔ ذات احدیت نے

زہرا علیہا السلام کے لال کو بذریعہ الہام دین پر قربانی اور ملت مسلم کے لیے قربانی پر آمادہ کیا۔

اس قربانی کی یاد تازہ کرنے والے عزاداروں کے لیے بہت زیادہ اجر مقرر فرمایا۔ تاکہ لوگ ہر دور میں بیدار رہیں اور کربلا کی بنیاد برابر تازہ ہوتی رہے کیونکہ یاد کربلا کا مقصد ظلم و جور کی بیخ کنی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو توحید اور عدل الٰہی کا برکار بندر رکھا جائے۔ ان حالات میں عقل کا تقاضا ہے کہ عزاداری جس کی اساس ظلم و جور کی بیخ کنی کے ساتھ توحید و عدل الٰہی کی ترویج ہو پر ایسے اجر کا اعلان کیا جائے کہ لوگ ہر سختی۔ ہر مصیبت اور ہر اذیت برداشت کر کے بھی عزاداری سے دست بردار نہ ہوں۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو آج تک شہادت حسینؑ استبداد زمانہ کی گرد کے نیچے دب چکی ہوتی اور شہادت حسینؑ کے مٹ جانے سے پیغمبر اسلام کی وہ تمام تعلیمات جن میں آپ نے اپنی زندگی میں اپنی زبان مبارک سے مسلک تشیع کی بنیاد رکھ دی تھی کالعدم ہو جاتیں۔

عزاداری کے مسلسل عمل سے جو فائدہ ہوا ہے اور جو آئندہ ہوگا وہ مذہب حقہ اور دین حق کی بقا ہے۔ جس میں دنیا اور آخرت کی سعادت ہے۔

یقین کیجیئے تاریخ کا ایک ادنیٰ سا طالب علم بھی اس حقیقت سے واقف ہے کہ جو مصائب و آلام شیعیان علی نے مخالفین علی کے ہاتھوں اٹھائے ہیں ہمارے لیے ان کا صرف تصور کرنا بھی ممکن نہیں ہے اور جو قیمت شیعیان علی نے دین حق کے تحفظ کی ادا کی ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے ذات احدیت نے ان لوگوں کے لیے ایسا اجر مقرر فرمایا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا۔ اور یہی عدالت الٰہیہ کا تقاضا تھا۔ (کشف الاسرار تالیف

امام خمینی مدظلہ) آیۃ اللہ طالقانی بنظر آیۃ اللہ العظمیٰ الخمینی)

طالقانی کی شہادت کے روز لوگ کیا کہہ رہے تھے۔ کیا نعرے لگا رہے تھے۔ یہی نعرے تھے اے نائب نبی تیری جگہ خالی ہے۔ لوگ طالقانی کو نائب نبی کے عنوان سے پہچانتے تھے۔ معنوی اعتبار سے ظلم و بربریت اور جور و جفا سے نبرد رہنے کا کنایہ ہے۔

تم لوگوں نے جس بیلچے اور تیشے سے قبر کھودی ہے لوگ اس بیلچہ اور تیشہ کو عزت و احترام اور عشق و عقیدت سے ایک دوسرے کو پیش کرتے تھے اور لوگ اس بیلچے اور تیشے کو چومتے تھے۔ حالانکہ بیلچہ اور تیشہ ایسی چیز نہ تھی جسے چوما جائے۔ آخر لوگ کیوں چومتے تھے۔ کیا اس لیے کہ آقائے طالقانی ڈیموکریٹ تھے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ جو جذبہ ضریح آئمہ کو بوسہ لیتے وقت ایک زائر کا ہوتا ہے۔ اسی جذبہ عقیدت سے لوگ بیلچے اور تیشے کو چوم رہے تھے۔ یہ عقیدت آقائے طالقانی کی روشن فکری سے نہ تھی۔۔۔۔ دختر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام حضرت معصومہ بھی جانتی ہے کہ لوگ بی بی کے آستانہ عالیہ کے بوسے لیتے ہیں۔ اس ضریح میں کیا ہے؟ سونا اور لوہا ہی تو ہے۔ جب زائر اس سونے اور لوہے کا بوسہ لیتے ہیں تو یہ زائرین کی ارکان دین سے عقیدت کے جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ لوگ حجر اسود کے بوسے کیوں لیتے ہیں حجر اسود کو کیوں چھوتے ہیں؟ کیوں حجر اسود کے چھونے اور چومنے کو تبرک سمجھتے ہیں۔ پتھروں اور چند لکڑیوں سے بنے ہوئے ایک مکان (بیت اللہ) کے گرد کیوں طواف کیا جاتا ہے۔ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں زائرین بیت اللہ کیوں اس مکان کے گرد طواف کرتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ اس میں یاد خالق ہے۔ اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ جہاں کہیں یاد خالق ہوگی۔ لوگ اس کا احترام کریں گے۔ ہر شخص اس چمڑے کو چومتا ہے جو قرآن کی جلد پر ہوتا ہے اسے آنکھوں سے لگاتا ہے۔ صرف اس لیے کہ

ہر شخص اس چمڑے کے اندر احکام خدا ہیں۔ اسی طرح ہر شخص کا احترام اللہ ہونا چاہیئے (روز جمعہ ۲۲ شوال ۱۳۹۹ھ) مدرسہ حنفیہ قم میں امام خمینی کا خطاب

اے کوتاہ اندیشو! مغرب زدگی کے قول سے باہر نکلو۔

پچاس برس سے تم نے اپنے کو مغربیت کے خول میں بند کر رکھا ہے اب اس سے باہر نکل کر دیکھو۔ یہی مغرب ہی تو ہے جس نے ہمیں گرفتار مصائب کر رکھا ہے۔ عقل کے ناخن لو اور ایک نظر اسلام پر بھی ڈالو۔ یہ عظیم بند جس نے بڑے بڑے بتوں کو زمین بوس کر دیا ہے اسے نہ توڑو۔ ویسے مزید کوشش کر کے دیکھ لو ایسا یہ بند تم سے لوٹ نہ سکے گا اپنی آبرو لٹوا رہے ہو۔ روٹی کے چند ٹکڑوں کے عوض اغیار کے ہاتھوں میں کھلونا نہ بنو یقین رکھو۔ ایرانی قوم کا مشن رابطہ ذات احدیت سے ہے ہماری قوم ان افراد کے سامنے جھکی ہے جو اللہ کے سامنے جھکتے ہیں۔ ہماری قوم نے تم لوگوں کو دھتکار دیا ہے۔ یہ قوم روحانیت سے وابستہ ہے۔ اب گھروں میں نہ بیٹھیں۔ جو کچھ اس قوم پر بیت رہی ہے اس کے برعکس لکھتے رہو۔ اور یقین رکھو تمہاری ان تحریروں کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن باایں ہمہ تم لوگ کیوں اپنی قوم سے مربوط نہیں ہو جاتے۔ جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ کیوں نہیں کہتے علماء رجعت پسند ہیں کی رٹ لگاتے ہو۔ مگر تم نے نہیں جانتے کہ رجعت پسند تو وہ دشمنان اسلام ہیں جن کے تم وظیفہ خوار ہو وہ قلم رجعت پسند ہیں جو علما کو رجعت پسند لکھتے ہیں۔

تم لکھتے تو ہو لیکن تم میں یا تو شعور نہیں ہے اور تم نے علماء کا مطالعہ نہیں کیا یا تمہاری مخصوص اغراض ہیں۔ تمہارے قلم بکے ہوئے ہیں۔ چند ٹکے اجرت میں لیتے ہو۔ تمہیں علماء کے خلاف لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ سرزمین عراق کو انگریز کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے والے علماء ہی تھے۔ سید محمد تقی شیرازی جس نے تمہا کو نوشی

کو حرام کر کے عراق کو انگریز کے منہ سے نکالا رجعت پسند تھا یا تم لوگ جنہوں نے یہ لکھا کہ سید محمد تقی شیرازی خوارج کا آلہ کار ہے۔ تمباکو نوشی کو حرام کہنا ہے امام زمانہ سے برسرِ پیکار رہے۔

تمہارے اس ایک جملہ نے چند سر پھروں کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ تمہیں ایک قوت حاصل ہے اپنی اس طاقت کو اپنے ہاتھوں کیوں نابود کرتے ہو۔ آخر تم بھی تو انسان ہی ہو۔ وہ علما ہی تھے، عراق میں جنگ کے لیے سینہ سپر ہوئے تھے۔ یہی مرحوم آقائے تقی خوانساری ان افراد میں سے تھے جو میدان جنگ میں لڑے گرفتار ہوئے اور ایک عرصہ تک پسِ دیوار زندان رہے۔ اپنی اس طاقت میں رخنہ اندازی نہ کرو۔ قوم اور ملک کے حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس طاقت کو مزید مضبوط کرو۔

جب ایک طاقت دوسری بڑی طاقتوں کے خلاف متحد ہو جاتی ہے اور انہیں اپنے خول سے باہر نکالتی ہے۔ تو حق بنتا ہے کہ اس کو مزید مستحکم کرو۔ جب کہ تم لوگ اسی طاقت کو کمزور کرنے پر آمادہ ہو یہ اسلام کی عظیم طاقت، یہ روحانیت کی ناقابلِ شکست قوت دونوں غیر مسلموں کی نگاہ میں قابلِ نفرت ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کو اسلام نے اصول شکست دی ہے۔ ان لوگوں نے اسلام سے تکلیف اٹھائی ہے۔ یہ دونوں قوتیں اغیار کو اپنی بیخ کنی کی اجازت نہیں دیں گی۔ تمام لوگ روحانیت کے مخالف ہیں۔ اور روحانیت کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ روحانیت کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ رضا خان بھی انہی خیالات سے "لیس" اقتدار پر آیا تھا۔ وہ چاہتا کہ علماء کی قوت کو نابود کر دے اسے حکم یہی ملا تھا۔ لیکن وہ مجذور نہ تھا۔ اس نے انہی تمام تر قوت روحانیت کو مٹانے میں صرف کر دی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ جسم علماء سے لباس علم چھین لے

مدرسہ دار الشفا میں میرا کمرہ تھا۔ جب ایرانی قوم اور علماء رضا خان کے شکنجہ استبداد میں جکڑے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھی اپنے ضروری کاموں سے فارغ ہو کر میرے کمرہ میں جمع ہوتے تھے۔ ایک دن ایک واقف اسرار مملکت آیا، کمرہ میں بیٹھا اور بتانے لگا کہ شاہی طور پر یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ پورے ایران میں صرف چھ افراد ایسے رکھے جائیں جو معمم ہوں، یہ لوگ ہمارے ہمسایوں سے خوفزدہ نہیں۔ کیونکہ عوام کی نگاہ میں ہمارے یہ عمامے نائب نبی کے عنوان سے پہچانے جاتے ہیں۔ عوام انہی عماموں کی بات سنتے اور مانتے ہیں۔ (۲۳ شہریور ۵۸ء - روز جمعہ)

خطاب امام خمینی مدظلہ منقول روزنامہ اطلاعات نمبر ۱۵۹۵۳

خاک شفا پر سجدہ کرنا شرک نہیں

اس سوال کا جواب اگرچہ معلوم ہے اور اس جگہ اس کے تذکرہ کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔ شرک اور عبادت کا معنی معلوم ہوتے کے بعد عرض یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خاک شفا یا عام خاک۔ یا کسی اور چیز پر اس عنوان سے سجدہ کرتے کہ جس پر سجدہ کر رہا ہوں یہ معبود ہے یا کسی قبر یا صاحب قبر کو اس عنوان سے سجدہ کرے تو ایسا شخص یقیناً کافر اور مشرک ہے لیکن اگر قبر یا خاک قبر پر عنوان معبودیت سے سجدہ نہ کرے تو نہ صرف یہ کہ شرک نہیں ہے بلکہ عین توحید اور خدا پرستی ہے۔

اب آپ کو اجازت ہے کہ کروڑوں شیعوں سے فرداً فرداً سرزمین ایران (اور پاکستان) کروڑوں سے ایک ایک کر کے یہ سوال کریں کہ۔

کیا خاک کربلا ہو تم سجدہ اس عنوان سے کرتے ہو کہ حسین ابن علی خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے؟ یا حسین ابن علی کی فریاد رسی کو خدا کے مد مقابل سمجھتے ہوئے اسے داد رسی میں مستقل اور اس طرح بالذات سمجھتے ہو کہ وہ اللہ کا محتاج نہیں ہے؟ اور کیا تم غریب نینوا کی عبادت اور پرستش کرتے ہو۔

تو اسے ان پڑھ اور شیعہ مستورات میں سے بھی اگر کسی نے آپ کو اثبات میں جواب دے دیا بلکہ کرہ ارض کے کروڑوں شیعوں میں سے اگر ایک شیعہ

نے بھی اثبات میں جواب دیدیا تو ہم اپنے دعوی سے دست بردار ہو جائیں گے اور آنکھیں بند کر کے آپ کی بات مان لیں گے وگرنہ دوسروں کو چھوڑیے آپ خود بھی تو ایک عرصہ تک شیعوں کے ساتھ رہے ہو اور اپنے کو بڑے شیعوں میں شمار کیا کرتے تھے۔ آپ خود بھی اس بات کی تصدیق کریں گے کہ خاک شفا پر شیعہ کا سجدہ خدا کے لیے ہوتا ہے۔ اس طرح تمام امت مسلمہ کے نمازی خاک وغیرہ پر سجدہ کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ شیعہ خاک شفا پر سجدہ کرنے کو دیگر چیزوں پر سجدہ کرنے سے افضل سمجھتے ہیں۔ سجدہ خدا کے لیے کرتے ہیں اور اپنے سجدہ کا اجر بھی خدا ہی سے مانگتے ہیں۔

اگر آپ کو شیعوں کی طرف سے مذکورہ بالا جواب ملے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنا اعتراض واپس لے لیں اور وہابیوں کی اقتدار میں آپ لوگ جو تہمت کروڑوں شیعوں پر باندھتے ہیں۔ اپنے کو ثالث بنا کر مسند قضا پر بیٹھے ہیں۔ انسانیت کے وقار اور عزت کو مٹی میں ملاتے ہیں۔ اس فاسد نظریہ سے توبہ کریں۔ اللہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس توبہ کا طریقہ ہے کہ آپ اپنے قلم سے لکھے الفاظ کے ساتھ ایک خط کے ذریعہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیں۔

اگر آپ نے ایسا کر لیا تو پھر ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ ہم آپ کو روشن فکر اور آزاد مان لیں کیونکہ مرد وہی ہوتا ہے۔ جو اپنی غلطی محسوس کرے لیکن اس پہ اصرار نہ کرے بلکہ اس سے پرہیز کرے۔ ہم اس شخص کو روشن فکر سمجھتے ہیں۔ جو تنازعہ اور فساد سے دور رہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔

(کشف الاسرار ص۵۷)

خاکِ شفا پر سجدہ نماز کی اہمیت کو دو بالا کرتا ہے!

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معروف تسبیح زہرا (۳۴ مرتبہ اللہ اکبر) ۳۳ مرتبہ الحمد للہ۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ) کا حکم دیا جسے ہم بھی بطور معمولی نماز کے بعد تعقیبات کے عنوان سے یا رات کو سونے سے قبل پڑھتے ہیں تو مریم کبریٰ جناب حمزہ کے مزار پر آئیں اور سید الشہداء کے مزار سے مٹی لے کر اس سے ایک تسبیح بنائی۔ آخر اس کا کیا مقصد تھا؟ گویا مزار شہید کی مٹی محترم ہے۔ ہمیں بھی ذکر خدا کو شمار کرنے کی خاطر تسبیح کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ تسبیح کے دانے مٹی سے ہوں یا پتھر سے اور لکڑی سے ہوں یا کسی اور چیز سے لیکن ہم بجائے ہر مٹی سے تسبیح بنانے کے مزار شہید کی مٹی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس میں شہید اور شہادت ہر دو کا احترام ہے۔ اس میں تقدس شہادت کا اعتراف واقرار ہے۔

واقعہ کربلا کے بعد سید الشہداء کا لقب جناب حمزہ سے منتقل ہو کر جناب حمزہ رض کے بھتیجے حضرت علی و بتول علیہما السلام کے شہزادے امام حسین علیہ السلام کی طرف آ گیا۔ تو اب ہر وہ شخص جو خاک شہید سے تبرک حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اپنی مرضی سے شہید کا انتخاب کرتا ہے ہم جب نماز پڑھنا چاہتے ہیں اور سجدہ

کے لیے جو کہ فرش اور ماکول و مشروب پر جائز نہیں ہے اپنے ساتھ مٹی یا پتھر رکھتے ہیں ہمیں ہمارے معصوم راہنماؤں نے بتایا ہے کہ جب خاک پر سجدہ کرنا افضل ہے تو پھر کسی شہید کے مزار کی خاک تلاش کر لو۔

شہداء میں سے چونکہ نواسہ رسول سید الشہداء ہے اس لیے اگر ہو سکے خاک کربلا تلاش کرو خاک کربلا سے شہید کی خوشبو آتی ہے۔ آپ جو اللہ کے لیے عبادت کرتے ہیں جس خاک پر چاہیں سجدہ کر لیں نماز درست ہو گی۔ اگر اس کی جگہ ایسی خاک تلاش کر لیں جسے شہید سید الشہداء سے معمولی سی نسبت تھوڑا سا تمسک اور قدر سے ہمسائیگی حاصل ہے جس سے بوئے شہید آتی ہے آپ کے اجر و ثواب میں سو گنا اضافہ ہو جائے گا۔ ارشاد امام ہے میرے جد امجد حسین ابن علی علیہ السلام کی خاک تربت پر سجدہ کیا کرو خاک کربلا پر سجدہ دعا سے مانع سات حجابوں کی رکاوٹ کو دور کر دیتا ہے۔

اس سے آپ شہید کی قیمت کا اندازہ کیجیے کہ جس کی خاک قبر میں اتنی طاقت ہے خود شہید کتنی قوت کا مالک ہو گا۔ یعنی تربت شہید کی خاک ہے نماز کا وقار بڑھ جاتا ہے[۱] اب جب کربلا کا مقام معتقدین امام حسین علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تو از براہ نوازش حسب ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں تا کہ آپ کے ایمان میں اور اضافہ ہو[۲]

۱۔ قیام وانقلاب مہدیؑ استاد شہید مرتضیٰ مطہری
۲۔ ینابیع المودۃ تالیف شیخ سلیمان بلخی قندوزی
۳۔ حدیقۃ الشیعہ تالیف شیخ مقدس اردبیلی رح
۴۔ بحار الانوار ج ۱۰ تالیف علامہ مجلسی رح

درس گاہ حسین ابن علی علیہ السلام

مجالس عزا عالم اسلام کے لیے وہ عظیم رابطہ ہیں جن کے ذریعہ قوم کو اللہ کی مضبوط رسی سے مربوط کر کے نبی اکرمؐ کی دو گرانقدر چھوڑی ہوئی امانتوں سے تمسک حاصل کیا جا سکتا ہے عزت نبویہؐ سے اظہار محبت اور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اجر رسالتؐ کی ادائیگی کا ذریعہ یہی مجالس عزا ہی ہیں۔

اس قسم کی مجالس میں ذاکرین۔ اور مقررین مسند خطابت پر بیٹھے ہیں وہ مسند خطابت جو عوام الناس کو ظلم و جور سے مقابلہ اور پند و نصائح کرنے کی خاطر بچھائی جاتی ہے۔ ان مجالس میں عوام الناس کو یاد خدا دلائی جاتی ہے اسلامی محارم مذہبی قوانین اخلاقی اصول اور اصول مذہب کی تشریح کی جاتی ہے۔

ان مجالس عزا میں عوام الناس کو شرعی ذمہ داریوں اجتماعی فرائض اور معاشرتی آداب بتائے جاتے ہیں۔ فی الواقع یہ مجالس درس گاہ ہیں۔ اور ایسے مدارس ہیں جن کے ذریعہ مہذب اور شائستہ اسلوب بیان سے لوگوں کو دعوت حق دی جاتی ہے۔ عوام الناس کے خوابیدہ جذبات کو بیدار کیا جاتا ہے۔ نادانوں اور خواب غفلت میں سوئے ہوؤں کو خواب غفلت سے جگایا جاتا ہے۔ ان مجالس کے ذریعہ رسالت کے اعلیٰ مقاصد۔ اسلام کے مشن۔ دین کی راہنمائی نبی اکرم کی سنت اور سیرت اہلبیت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

ان مجالس میں اہلبیت نبوتؐ کی قربانیوں راہ خدا میں برداشت کیئے جانے والے مصائب دشمنان خدا اور رسول کی طرف سے پہنچائی جانے والی تکالیف سے آشنا کیا جاتا ہے۔

ان مجالس میں کلمہ حق اسلامی عقائد اور حقانی عقائد دلائل کے شائستہ جواب دیئے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان مجالس میں درس اخلاق اور اسلام کے اعلیٰ مقاصد بیان کیئے جاتے ہیں۔ ان مجالس کے ذریعہ لوگ اصول و فروع کے اعتبار سے اسلامی صحیح عقائد شریعت حقہ۔ احکام الٰہی تفسیر قرآن مسائل فقہ حدیث نبوی۔ اور تاریخ سے آگاہ ہوتے ہیں۔

ان مجالس کے ذریعہ لوگوں کو اجتماع کی اہمیت اور اجتماعی معاملات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے علاوہ ازیں دنیاوی اور آخروی منافع اور مضرات کا پتہ چلتا ہے۔ ان مجالس کے ذریعہ اسلامی اور غیر اسلامی عالمی حالات سے باخبر رکھا جا سکتا ہے۔ تمام اجتماعی معاشرتی اور معاشی امور انہی اجتماعات میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔ یہ ہے مجالس عزا کا مختصر فلسفہ

دینی اور فقہی لحاظ سے فکر حسین کی تجدید

جہاں تک کسی بھی متوفی کے لیے تشکیل مجلس عزا۔ اس کی یاد میں آنسو بہانا اس کی نیکیوں کا تذکرہ اور ان کے ارادہ سے خرچ کرنا اعمال خیر میں سے ہے اور تمام مذاہب کے فقہا اس پر متفق ہیں۔ بلکہ بعض اسلامی اصول و آثار سے تو اگر متوفی صاحب فضل و دانش ہو تو اس کے لیے مجلس عزا آراستہ کر کے اس کے فضائل و مآثر بیان کرنا امور مستحبہ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے افراد کی یاد کا تازہ رکھنا زندہ افراد کے جذبات کو متوجہ الی الخیر کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ ایسے افراد کی پیروی پر زندوں کو آمادہ کر کے انہیں پیرو اور قائد کے

عنوان سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بعض علمائے اہلسنت کا نظریہ یہ ہے۔ کہ ایسا سوگ اور عزاداری جو جذبات میں حدت اور غم و اندوہ میں شدت کا باعث بن جائے جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر سوگ جذبات میں گرمی کا سبب نہ بنے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اسلامی سیرت۔ احادیث نبویہؐ اور تاریخ سے اس جواز کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

سرور انبیاءؐ نے کبھی اپنے اصحاب کو کسی بھی متوفی یا شہید کی وفات پر رونے سے منع نہیں فرمایا۔ حالانکہ آپ بعض اوقات اس عزاداری میں جذبات کی حد گرمی اور متوفی کی خلاف واقعہ حمد و ثنا کے لمبے چوڑے حد بیٹے بھی نکلتے دیکھتے اور سنتے تھے۔ (نبی عالمین کا ایسے واقعات دیکھ کر منع نہ فرمانا بجائے خود آپ کی طرف سے اجازت ہے) اور شیعہ اصول فقہ کے مطابق تقریر معصوم کے زمرے میں یہ بات آتی ہے اور تقریر معصوم سنت کہلاتی ہے) اوراق تاریخ میں آج بھی اصحاب نبی کے انہی مومنوں کے سوگ میں خطبہ اور مرثیہ موجود نہیں بطور نمونہ الاصحابہ فی ذکر الصحابہ میں جعفر ابن ابیطالب، ابو زید طائی زینب بنت عوام اور عبداللہ ابن عبید المرادی حارثی وغیرہ کے مفصل حالات دیکھے جا سکتے ہیں۔

زیادہ دور نہ جائیے جب نبی اکرمؐ نے مہاجرین اور انصار کی مستورات کو جنگ احد میں اپنے شہید وارثوں بھائیوں اور بیٹوں پر روتے دیکھا۔ اور آپ کو اپنے چچا جناب حمزہ کے سرہانے کوئی نوحہ خواں عورت نظر نہ آئی۔ تو آپ نے انتہائی جذبات انگیز انداز میں مستورات کو جناب حمزہؑ پر نوحہ خوانی کے لیے یوں آمادہ فرمایا۔

(ولکن حمزۃ لا بواکی لہ) جہاں تک میرے چچا جناب حمزہ کا تعلق

ہے تو اس پر تو آنسو بہانے والا بھی کوئی نہیں۔ محرم ۱۳۹۹ھ میں جب قائد جہان اسلام فرزند رسول پیرس میں تشریف فرما تھے آپ نے دیکھا کہ اس غیر اسلامی مملکت میں فرزند رسول کی یاد میں گریہ کرنے والا کوئی نہیں ہے تو جس مقام میں قیام تھا اسی میں مجلس عزا منعقد کی۔ (ذیل میں آیت اللہ خمینی کی پیرس میں بزم عزا میں بحالت گریہ تصویر ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے)

آیت اللہ خمینی کے اس مختصر سے تذکرہ کے بعد ایک مرتبہ پھر اپنے موضوع کی طرف پلٹتے ہیں۔ جب جعفر طیار کی خبر شہادت معلوم ہوئی تو خود بھی روتے جاتے تھے اور دوسروں کو بھی رونے کی ترغیب فرما رہے تھے۔

علی مثل جعفر فلیبک البواکی۔ رونے والوں کو جعفر جیسے شہید کی موت پر رونا چاہیے۔ تاریخ اسلام کی متواترہ روایات میں سے یہ روایت ناقابل تردید ہے جو بلا اختلاف مسلک مکتب فکر کے مورخ نے لکھی ہے کہ جس سال آپ کی پاکیزہ اور مقدس رفیقہ حیات ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ علیہ السلام اور محسن اسلام چچا جناب ابوطالب علیہ السلام فوت ہوئے آپ نے پورا سال ان کا سوگ منایا اور تاریخ نے اس سال کو۔ عام الحزن۔ یعنی سال غم۔ کے نام سے یاد کیا ہے

خود آنحضورؐ کی وفات حسرت آیات پر آپ کے باوفا اور مخلص صحابہ کا یہ حال تھا کہ مرثیہ خوانی میں ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ تاریخ نے ان تمام مرثیہ جات کو بطور امانت آج تک اپنے امانت خانہ اوراق میں بلا کم و کاست محفوظ کر رکھا ہے۔

جناب فاطمہ زہرا دختر نبی مصطفیٰ علیہ السلام نے اپنے سلطان کونین بابا کی وفات پر جو مرثیہ پڑھا تھا آج تک اس کے چند اشعار تاریخ کی معتبر ترین کتب میں موجود ہیں۔ بطور نمونہ قسطلانی کی ارشاد الساری ج ۲ ص ۱۸۴ پر سیدۃ النساء

کا یہ مرثیہ دیکھا جا سکتا ہے تبرکاً دو شعر ملاحظہ فرمائیں ۔

ماذا علی من شم تربۃ احمد — جس نے مزار نبی کی تربت کی خوشبو سونگھ
ان لا یشم مدا الزمان غوالیا — لی ہے اگر زندگی بھر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے
تو بھی اسے فرق نہیں پڑے گا۔

صبت علی مصائب لو انھا — مجھ پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹ پڑے
صبت علی الایام صرن لیالیا — ہیں کہ اگر یہ مصائب دنوں پر آتے تو سیاہ
راتوں میں بدل جاتے ۔

جناب سیدہ کائنات ع کے ان درد بھرے مرثیہ کے اشعار کے علاوہ

انا فقد ناک فقد الارض وزبارھا — وغاب مذ غبت عنا الوحی والکتب

ہم آپ کے وجود ذیجود سے اس طرح محروم ہو گئے ہیں جس طرح روئے ارض سیلاب سے ۔ جب سے آپ گئے ہم سے سلسلہ وحی اور نزول کتاب بھی بند ہو گیا ہے ۔

فلیت قبلک کان الموت صادفنا — لما نعیت وحالت دونک الکتب

کاش آپ کی خبر وفات سننے سے پہلے موت ہمیں آلیتی اب تو آپ کے اور ہمارے مابین منوں مٹی حائل ہو چکی ہے

(فلسفہ انقلاب حسین ع تالیف استاد علامہ یحیٰ نوری)

کیا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ رسول عالمین ع تو واقعہ کربلا ہونے سے پہلے ایسے شہید عبرت ہونے والے حسین ع پر گریہ کریں اور ہم واقعہ کربلا ہو جانے کے بعد آنسو نہ بہائیں ؟ سنت پیغمبر پر عمل کرنے والوں سے ایسی توقع نہیں رکھی جا سکتی ۔

امام حنبل نے اپنی مسند ج ۱ صہ ۸۵ پر ابو عبداللہ کے سلسلہ سند سے ابن نجا

سے اور ابن نجا نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی ع جنگ صفین میں جا رہے تھے ۔ راستہ میں خطہ نینوا سے گزرا ہوا تو آپ نے باواز بلند فرمایا ۔ حسین ع بیٹے دریائے فرات کے کنارے صبر کرنا ۔ ہم نے عرض کیا ۔ مولا اس گفتگو سے کیا مقصود ہے ؟ فرمایا ایک دن میں آنحضور ص کے پاس گیا دیکھا تو آپ برسات کے بادل کی مانند رو رہے تھے ۔ میں نے عرض کیا سرکار اس قدر رونے کا سبب کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا جبرئیل ع نے مجھے اطلاع دی ہے کہ میرا حسین دریائے فرات کے کنارے شہید کیا جائے گا ۔

اس سلسلہ میں اگرچہ لاتعداد احادیث موجود ہیں ۔ لیکن ہم دشمنان اہلبیت ع کو جلانے اور محبان آل محمد ع کے ایمان کو مستحکم تر کرنے کی خاطر صرف چند ایک نمونوں پر اکتفا کرتے ہیں ۔ اگر تفصیل مقصود ہو تو صواعق محرقہ باب ۱۱ فصل ۳ عقد الفرید ج ۲ صہ ۲۴۳ ۔ اور ماوردی کی اعلام النبوۃ صہ ۲۳ ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے ۔

جہاں تک ہماری شیعہ کتب کا تعلق ہے تو ان میں ایسی صحیح احادیث و روایات بھی لاتعداد ہیں جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں ۔ جونہی ماہ محرم نظر آتا تھا ۔ آئمہ اہلبیت ع عالم بشریت کو حریت فکر سے ہمکنار کرنے والے آسمان ہدایت کے آفتاب جہانتاب اور جادہ حقیقت کے راہرو غریب کربلا کے لیے بزم عزا منعقد کرتے تھے ۔

عبداللہ ابن سنان سے مروی ہے کہ یوم عاشور میں امام صادق ع کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ شیعوں کی بہت بڑی تعداد آپ کے گرد بیٹھی تھی آپ کا چہرہ سوز الم سے زرد تھا ۔ آنکھوں سے آنسو کے موتی ٹپ ٹپ گر رہے تھے ۔ میں نے عرض کیا ۔ فرزند رسول ص ! اللہ آپ کو نہ رلائے اس شدت سے کیوں رو رہے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ۔ کیا تو واقعاً اتنا بے خبر ہے ۔ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ آج

کے دن نواسہ رسول شہید ہوا تھا۔ اس سے زیادہ آپ کچھ نہ فرما سکے روتے روتے ہچکی بند ہو گئی۔ تمام حاضرین بھی دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق تواتر سے مروی ہے کہ جونہی ماہ محرم نظر آتا تھا کسی نے آپ کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا۔ غم واندوہ کے پہاڑ آپ کے رخ زیبا پر چھا جاتے۔ جب یوم عاشور ہوتا تو آپ کے آنسو نہ تھمتے اور فرماتے یہ وہ دن ہے جس میں میرا جد امجدؑ شہید کیا گیا۔

معتصم کا ماموں ریان ابن شبیب کہتا ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا۔ یہ یکم محرم کا دن تھا مجھے فرمایا۔

کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد سے انہیں ان کے والد امام محمد باقر علیہ السلام نے بتایا ہے کہ جس دن فرزند رسول شہید ہوا آسمان سے خون کی بارش ہوئی۔ سرخ آندھی چلتی رہی۔ اے فرزند شبیب اگر تو حسین پر صرف اس قدر آنسو بہائے کہ کنار چشم سے بہنے لگے تو ذات احدیث کی طرف سے تیرے تمام گناہ کم ہوں یا زیادہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اے فرزند شبیب اگر اس حالت میں دربار ایزدی میں جانا چاہتا ہے کہ تجھ پہ کوئی گناہ نہ ہو تو میرے جد امجد فرزند رسول کی زیارت کو جایا کر۔

اے پسر شبیب اگر جنت میں محمد و آل محمد کے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو قاتلان حسین پر لعنت کیا کر اے فرزند شبیب اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا ثواب شہدائے کربلا جیسا ہو تو جب کبھی ذکر حسین کے ساتھ ہی کہا کر

یا لیتنی کنت معکم فافوز فوزاً عظیما۔

اے فرزند شبیب اگر جنت میں ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو ہماری خوشی میں مسرور اور ہماری غمی میں غمگین رہا کر۔ ہماری دوستی کو نہ چھوڑنا اگر کسی کو پتھر سے

بھی محبت ہو گی تو اللہ یوم حشر اسے اس پتھر کے ساتھ محشور کرے گا۔

(نفس المہموم ص ۱۴-۱۵)

اب بطور اجمال امام حسینؑ پر رونے والوں کا مختصراً تذکرہ کرتے ہیں۔

امام حسین پر رونے والے

آپ نے فرمایا شبیب کیا تجھے روزہ ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا یوم عاشور وہ دن ہے۔ جس میں ذکریا نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ

اے پروردگار مجھے

پاکیزہ نسل عطا فرما تو دعا سننے والا ہے۔ خالق نے جناب ذکریا کی دعا قبول کی اور ملائکہ سے فرمایا کہ ذکریا کو بشارت دو چنانچہ جب آپ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تو ملائکہ نے کہا۔ اللہ کی طرف سے تجھے یحیٰی کی بشارت۔ جو شخص بھی اس دن فاقہ کرے گا اور ذات احدیث سے دعا کرے گا جناب ذکریا کی طرح اس کی دعا قبول ہو گی۔

اے پسر شبیب تجھے معلوم ہے کہ محرم وہ مہینہ ہے جس کا احترام جاہلیت میں بھی کیا جاتا تھا لیکن ہم وہ مظلوم ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں نہ ماہ محرم کا احترام کیا گیا نہ حرمت نبی کا خیال رکھا گیا۔ عترت رسول کو ذبح کیا گیا۔ مخدرات عصمتؑ کو پابند رسن کیا گیا۔ خیام کو لوٹ کر نذر آتش کیا گیا بھلا ایسے افراد کو کب اللہ کی بخشش نصیب ہوتی ہے۔

اے پسر شبیب اگر کسی چیز پر رونا چاہے تو غریب کربلا پر رویا کر اسے حیوان کی طرح پس گردن سے ذبح کیا گیا ہے۔ غریب کربلا کے ساتھ اٹھارہ نوخیز جوانان بنی ہاشم کو شہید کیا گیا۔ ایسے جوان جن کی نظیر روئے ارض پر نہ تھی۔ وہ مظلوم حسینؑ جس کی تربت پر ہفت آسمان و زمین روئے چار ہزار ملائکہ خاک بسر اس کی مدد

کو آئے لیکن وہ شہید ہو چکا تھا۔ جو قیام امام زمانہؑ تک پریشان حال مزار قتیل عبرت پر مصروف گریہ رہیں گے۔ ان کا بس ایک ہی نعرہ ہے۔ کوئی ہے جو غریب کربلا کے بے گناہ خون کا انتقام لے۔

- ابن طاؤس کی لہوف کے مطابق رسول کونین حسینؑ کی بے کسی پر روئے۔
- منتخب طریحی کے مطابق امام سجاد اپنے مظلوم باپ پر روئے۔
- احقاق الحق ج ص۵۱۴ کے مطابق سورج مظلوم حسین کی غربت پر رویا۔
- مدینۃ المعاجز ص۲۴۳ کامل الزیارۃ ص۹۱ مناقب شہر آشوب ج۴ ص۵۴ اور فضائل صدوق ص۲۱۹ کے مطابق آسمان امام حسینؑ کی پیاس پر روئے۔
- علامہ طبرسی کی اعلام الوری کے مطابق پتھر امام حسینؑ پر روئے۔
- ینابیع المودۃ ص۳۲ اور احقاق الحق ج۹ ص۱۴۷ کے مطابق حضرت علی امام حسینؑ پر روئے۔
- الدرالمنثور ص۱۵۱ کے مطابق سلیمان ابن داؤد امام حسینؑ پر رویا۔
- نفس المہموم ص۲۰ کے مطابق جناب ذکریاؑ امام حسینؑ پر روئے۔
- نفس المہموم ص۲۰ کے مطابق حضرت عیسٰی امام حسینؑ پر روئے۔
- محسن الابرار ص۴۹ کے مطابق حضرت موسیٰ امام حسینؑ پر روئے
- محسن الابرار ہی کے مطابق حضرت اسماعیلؑ امام حسینؑ پر روئے۔

عزاداری کیوں؟

کہا جاتا ہے اگر امام حسینؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں تو پھر ہم کیوں آنسو بہاتے ہیں؟ بھلا اتنی بڑی کامیابی پر رونا شائستہ ہے؟

جو لوگ اس قسم کے سوقیانہ اعتراض کرتے ہیں وہ فی الواقع فلسفۂ عزاداری سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عزاداری کو کمزوری کی دلیل سمجھتے ہیں۔

اگر آپ تجزیہ کریں تو جتنے بھی رونے والے ہوتے ہیں اور دریچہ دل اور آنکھ سے آنسو بہاتے ہیں ان کی چار اقسام ہو سکتی ہیں۔

۱۔ خوشی کے آنسو!

یہ وہ آنسو ہوتے ہیں جو ایک ماں یا کسی عزیز کی آنکھ سے اس وقت نکلتے ہیں۔ جب کئی سال کی گم شدگی کے بعد ماں کو بیٹا اور عزیز مل جاتا ہے تو فطرۃً ماں اور عزیز کی آنکھ سے فرط مسرت کی بدولت آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔

اگر اعتراض کنندگان واقعات کربلا کا تجزیہ کریں۔ جوانوں کا ایثار بچوں کا پیاس پر صبر مستورات کا حوصلہ قربانی، مخدرات کربلا کے حوصلہ آخریں بیانات، اور امام حسین کے یزیدیت شکن ہمت و جنگ کو دیکھیں تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ خلوص دل سے سننے والے سامعین کی کیفیت گریہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ اللہ نے ہمیں ایسے باہمت، حوصلہ کے پہاڑ اور شجاعت کے دھنی راہنما دیئے ہیں جنہوں نے

فلک بوس قصر یزیدیت کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے)۔ کہا یہ رونا شکست کی دلیل ہے یا فتح کی خوشی۔

۲۔ رحم کے آنسو!

انسان کے اندر اللہ نے پتھر نہیں گوشت سے بنا ہوا دل رکھا ہے۔ یہی دل انسان کے جذبات رحم و ترس کو اس وقت برانگیختہ کرتا ہے۔ جب انسان ایک یتیم کو دیکھتا ہے کہ موسم سرما کی برفانی رات کی تنہائی میں آغوش مادر میں باپ کو یاد کر کے روتا ہے۔ انسان کا دل لرز جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جاتا ہے اور یہ جذبہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ کسی کی آہ پر رونے والا دل زندہ ہے اور اس میں انسانیت کی رمق موجود ہے۔

جب ایک انسان یہ سنے کہ ایک شیر خوار تے میدان کربلا میں باپ کے ہاتھوں پر سہ شعبہ تیر کے کھا کے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ یا ایک جوانسان تے خاک و خون میں نہا کر موت کو گلے لگا لیا اور اس کا دل اس مصیبت پر کیوں جلے اور دل کا بخار آنسوؤں کی صورت میں لینے لگے تو یہ کمزوری کی علامت ہے یا انسان کی قلبی بیداری اور انسانیت کی بقا کی دلیل ہے؟

۳۔ حسرت کے آنسو:

بعض اوقات بہنے والے آنسو ایک   ہوتے ہیں۔ جن مومنین کی خواہش ہے کہ اگر ہم بھی میدان کربلا میں ہوتے تو آپ کے قدموں میں اپنی جان عزیز کی قربانی پیش کرتے کیونکہ ہم بھی مکتب حسین سے متفق ہیں اور یہ صورت

جذباتی نعروں یا اشعار وغیرہ سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ البتہ بعض اوقات اس کیفیت کو وقتی اور مصنوعی بھی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص یہ واقعات سنتا ہے۔ اس کا دل شہدا کا ساتھ دینے کو مچلتا ہے اور اس کے نتیجہ میں حسرت کے چند آنسو ٹپک پڑتے ہیں تو یہ آنسو اعلان وفا ہوتے ہیں اور حسینی مشن سے اعتراف ہم آہنگی ہوتا ہے ظلم و ستم کے خلاف اعلان جنگ کے آنسو ہوتے ہیں ظالموں سے تبرا کا اظہار ہوتا ہے۔ بھلا گریہ کی یہ قسم کیا اس وقت تک ممکن ہو سکتی ہے۔ جب تک رونے والا مشن امام حسینؑ سے واقف اور اس سے ہم آہنگ نہ ہو۔

۴۔ ذلت اور شکست کے آنسو:

یہ ان لوگوں کے آنسو ہوتے ہیں جو کمزور ناتوان اور بے بس ہوتے ہیں اپنے مقصد کو پا لینے میں ناکام ہوتے ہیں۔ اپنے اندر آگے بڑھنے کی ہمت نہیں پاتے۔ ایسے لوگ بیٹھ کر بے بسی کے آنسو بہاتے ہیں۔ عزادار کبھی بھی امام مظلوم پر ایسا گریہ نہیں کرتے کیونکہ رونا ہوتا ہی وہی ہے جس میں مسرت ہو۔ یا۔ ترس ہو۔ یا حسرت ہو۔

البتہ یہ نہ بھولیں کہ عزاداری کا مقصد اہم امام مظلومؑ اور آپ کے اصحاب باوفا کے مشن سے اتحاد و یکانگت ہے اور مشن امام حسینؑ ہے۔

پاک ہونا۔

پاک رہنا۔

صحیح سوچنا۔ اور

صحیح عمل کرنا۔ (فلسفۂ شہادت آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی)

سوالات اور اعتراضات

شیعوں پر بڑا اعتراض کیا جاتا ہے کہ۔ واقعہ خواہ کتنا غمناک اور پرسوز کیوں نہ ہو گزر جانے کے بعد قصہ پارینہ کو چھیڑ بیٹھنا۔ صدیوں پرانے واقعہ کو تازہ کرنا اور اس پر روتے دھوتے سے آخر کیا فائدہ ؟

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام حسین کے پرانے قیام کو یاد کر کے اس کی تجدید سے اب کیا حاصل کیا جا سکتا ہے ؟

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس قسم کا گریہ و زاری امور نوحہ خوانی جس سے مصائب میں اور اضافہ ہو جائے کیا شرعاً جائز ہے ۔ جب کہ کوئی شخص بھی اس واقعہ سے بے خبر نہیں ہے ۔ اور نہ ہی یہ واقعہ پوشیدہ ہونے والا ہے ۔ چودہ صدیوں بعد بھی شیعہ جس انداز میں عزاداری کرتے ہیں انسانی جذبات و احساسات میں آگ سلگ جاتی ہے ۔ کیونکہ اس گریہ میں ایسے نعرے دیئے جاتے جن سے انسانی جذبات بھڑک بھڑک جاتے ہیں ۔ اس قسم کے تمام سوالات اور اعتراضات کا تجزیہ ہم دو پہلوؤں سے کریں گے ۔ فلسفۂ عزاداری، عزاداری کی اجتماعی، فقہی اور شرعی حیثیت ۔

فلسفی اور اجتماعی نگاہ سے عزاداری امام حسین

اگر انسان عالم بشریت کی تاریخ دیکھے اور بڑے بڑے عظیم انقلابات کی تاریخ میں تاریخ ساز ایسے افراد کی زندگی کا مطالعہ کرے جنہوں نے تاریخ کے سر کو اپنے قدموں میں جھکا دیا ہے ۔ اگر انسانی اقوام عالم کی تاریخ میں ان واقعات و حادثات میں غور کرے جن سے قوموں کی تقدیر بدل گئی ہے پھر اس تاریخ میں ان سیاسی اور روحانی قائدین کی زندگی کا مطالعہ کرے ۔ جنہوں نے عظیم انقلابات کو جنم دیا ہے ۔ ذہن و فکر انسان کو بدل ڈالا ہے ۔ ایسے افراد کے حالات پڑھے جنہوں نے نوع بشر کی معاشرتی حیثیت کو تبدیل کیا ہے ۔ ایسے قائدین کی سوانح حیات کا مطالعہ کرے جن کی فکر نے انسانی فکر کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے ۔ ایسے راہنماؤں کا مطالعہ کرے جو اقوام عالم کی آنکھوں کا تارا بن گئے تو اسے معلوم ہو گا کہ ان قائدین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو بہ جبر و اکراہ عوام پر مسلط ہوا ہو ۔ بلکہ انہوں نے اپنے عمل اور اپنی فکر سے عوام کو جیتا اور لوگ ان کے پیچھے چل پڑے ۔ ان تمام انقلاب انگیزوں ۔ مفکرین اور قائدین میں ابو عبد اللہ حسین آج بھی ایک درخشندہ اور تابندہ ستارہ نظر آئے گا ۔ تاریخ انسان کے راہنماؤں میں حسین کی قیادت آج بھی بے مثل نظر آئے گی اور غریب کربلا کی یہی وہ قیادت تھی جس نے ابر کائنات کو زندہ کیا اس لیے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے فرزند رسول خود زندہ ہے ۔ اور ہر سال یاد حسین کو تازہ کرنے میں انسانی شرافت انسانی کمال، عظمت، شجاعت، ظلم کے خلاف

سینہ سپر ہوتے مظلومیت کی معراج کی یاد ہے۔ اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں تمام شہدائے حق علیؑ پر تمام شہدائے شیعہ پر۔ اور تمام انصار حسینؑ پر۔

ضریح اور صحن تعمیر کرنیکا ثواب تعمیر بیت المقدس کے برابر

شیعہ اور سنی ہر دو ذرائع سے متعدد ایسی روایات و احادیث موجود ہیں جن میں مزارات آئمہ علیہم السلام پر مکان تعمیر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ان روایات میں سے ہم صرف ذیل میں ایک روایت پیش کرتے ہیں تاکہ بھائی حضرات جو ایک جملہ اپنے حق میں پیش کرتے ہیں اور ایک جملہ جو ان کے خلاف جاتا ہے اس سے صرف نظر کر لیتے ہیں اس کی حقیقت واضح ہو جائے اور پتہ چل جائے کہ عوام فریب کون ہے۔ شیخ طوسیؒ نے اپنے سلسلہ سند سے اہل مجاز کے واعظ ابو عامر سے روایت کی ہے کہ۔ میں امام صادقؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ کہ جو شخص حضرت علی علیہ السلام کی ضریح بنائے اور مزار حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کرے اس کا اجر کیا ہو گا؟

آپؑ نے فرمایا اے ابو عامر! میرے والد نے اپنے والد سے انہوں نے امام حسین علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام سے حضرت علی علیہ السلام نے نبی اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ یا علی علیہ السلام تو سرزمین عراق میں جلائے گا وہیں تیرا مدفن ہو گا۔

حضرت علی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جو شخص میری زیارت کو آئے گا اور تجدید عہد کریگا اس کا ثواب کیا ہو گا؟

آپ نے فرمایا اے ابو الحسنؑ! اللہ نے تیری اولاد کی مزارات کو جنت کے ٹکڑوں سے ایک قطعہ قرار دیا ہے بہشت کے صحن سے ایک حصہ بنایا ہے خداوند عالم اپنے پسندیدہ بندوں اور برگزیدگان کے دلوں کو تمہاری

زیارت پر مائل کرے گا۔ جو ہر قسم کی محنت و مشقت برداشت کر کے وہاں جائیں گے۔ یہ تمہارے مزارات کی تعمیر کریں گے۔ بکثرت تمہاری زیارت کو آئیں گے۔ تمہاری زیارت سے اور میرا تقرب چاہیں گے۔ ان افراد کی بالخصوص شفاعت میں کروں گا۔ یہ لوگ فردائے محشر میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے اور میرے ہوں گے۔ یا علی جو شخص آپ کے مزارات تعمیر کرے گا اور زیارت کو آئے گا اس کا اجر ان افراد جیسا ہو گا۔ جنہوں نے حضرت سلیمانؑ کے ساتھ تعمیر بیت المقدس میں کام کیا ہو۔ جو شخص تمہاری زیارت کر آئے گا اسے ستر مستحب حج کا ثواب ملے گا۔ یوم ولادت کی طرح گناہوں سے پاک ہو گا تجھے بشارت ہو اپنے شیعوں کو ان نعمات کی بشارت دینا جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو گا! نہ کسی کان نے سنا ہو گا اور نہ کسی دل نے سوچا ہو گا۔ لیکن کچھ لوگ تمہاری زیارت پر پابندیاں عائد کریں گے۔ اور یہ لوگ تمہارے زائرین کو جرم زیارت پر ایسی سزائیں دیں گے۔ جیسی سزا بدقماش عورت کو برائی پر دی جاتی ہے۔ یہ لوگ میری امت کے خبیث ترین افراد ہوں گے۔ خداوند عالم انہیں میری شفاعت سے محروم رکھے گا۔ (کشف الاسرار ص ۶۷)

(اب امام حسینؑ کی شش گوشہ ضریح کی تصویر کی زیارت کیجئے)

روضه خوانی از دیدگاه امام خمینی

سید الشهداء بداد اسلام رسید. سید الشهداء اسلام را نجات داد

روضهٔ امام حسین ع برای حفظ مکتب امام حسین ع است. آن کسانی که

می گویند روضهٔ سید الشهداء نخوان اینها اصلاً نمی فهمند

مکتب سید الشهداء چه بوده است نمی دانند یعنی چه ؟

این گریه ها حفظ کرده است الآن ۱۴۰۰ سال است که با این

منبرها و با این روضه ها و با این مصیبت ها ما را حفظ کرده اند

حرف سید الشهداء حرف روز است و حرف روز را سید الشهداء

آورده است به ما ها داده است. هر مکتبی هیاهو می خواهد

باید پایش سینه بزنند.

اطلاعات شماره ۱۵۹۰۱ چهارشنبه ۳۰ تیر ۵۸ امام خمینی

مجالس عزا اور آیت اللہ خمینی

امام حسین ع نے اسلام کی فریاد رسی کی ہے، امام حسین ع نے اسلام کو یزیدیت سے نجات دی ہے ذاکری مکتب حسین کی محافظ ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مجالس عزا منعقد نہ کرو۔ یہ نہیں جانتے کہ مکتب امام حسین کیا ہے ؟
یہ گریہ ہی تو ہے جس نے ہمارا تحفظ کیا ہے۔ آج چودہ صدیاں ہو چکی ہیں کہ اس منبر۔ اس ذاکری۔ اور مصائب خوانی نے ہمیں محفوظ رکھا ہے۔
امام حسین ع کی آواز وقت کی آواز ہے۔
امام حسین ع کے وقت کی آواز ہمارے سپرد کی ہے۔
ہر مکتب کے تحفظ کے لیے اس کا تذکرہ ضروری ہونا چاہیئے۔

روزنامہ اطلاعات نمبر ۱۵۹۰۱

فتوى (الميرزا النائيني) قدس سره :

لقد وجـــه أهالي البصرة ، برقيات استفتائية إلى سماحة المغفور له رئيس الفقهاء العظام الشيخ محمد حسين النائيني ، أعلى الله مقامه ، فأجاب بما يلي :

بسم الله الرحمن الرحيم

الى البصرة وما والاها :

بعد السلام على إخواننا الأماجد العظام أهالي القطر البصري ورحمة الله وبركاته .

قد تواردت علينا في (الكرادة الشرقية) برقياتكم وكتبكم المتضمنة للسؤال عن حكم المواكب العزائية وما يتعلق بها ، إذ رجعنا بحمده سبحانه الى النجف الأشرف سالمين، فها نحن نحرّر الجواب عن تلك السؤالات ببيان مسائل :

الاولى : خروج المواكب العزائية في عشرة عاشوراء ونحوها الى الطرق والشوارع مما لا شبهة في جوازه ورجحانه وكونه من أظهر مصاديق ما يقام به عزاء المظلوم .

وأيسر الوسائـــل لتبليغ الدعوة الحسينية إلى كل قريب وبعيد ، لكن اللازم تنزيه هذا الشعار المعظم عما لا يليق بعبادة مثله من غناء أو استعمال آلات اللهو والتدافع في التقدم والتأخر بين أهل محلّتين، ونحو ذلك ، ولو اتفق شيء من ذلك ، فذلك الحرام الواقـع في البين هو المحرّم ولا تسري حرمته إلى الموكب

العزائي ، ويكون كالنظر الى الأجنبية حال الصلاة في عـــدم بطلانها .

الثانية : لا إشكال في جواز اللطم بالأيدي على الخدود والصدور حدّ الاحمرار والاسوداد ، بل يقوى جواز الضرب بالسلاسل أيضاً على الأكتاف والظهور إلى الحد المذكور ، بل وان تأدّى كل من اللطم والضرب الى خروج دم يسير على الأقوى ، وأما إخراج الدم من الناصية بالسيوف والقامات فالأقوى جواز ما كان ضرره مأموناً . وكان من مجرد إخراج الدم من الناصية بلا صدمة على عظمها ولا يتعقب عادة بخروج ما يضر خروجه من الدم، ونحو ذلك، كما يعرفه المتدربون العارفون بكيفية الضرب ، ولو كان عنـد الضرب مأموناً ضرره بحسب العادة، ولكن اتفق خروج الدم قدر ما يضر خروجه ثم يكون ذلك موجباً لحرمته ويكون كمن توضأ أو اغتسل أو صام آمناً من ضرره ثم تبين ضرره منه ، لكن الأولى ، بل الأحوط ، أن لا يقتحمه غير العارفين المتدربين ولا سيما الشبان الذين لا يبالون بما يوردون على أنفسهم لعظم المصيبة وامتلاء قلوبهم من المحبـــة الحسينية ثبّتهم الله تعالى بالقول الثابت في الحيـــاة الدنيا وفي الآخرة .

الثالثة : الظاهر عدم الأشكال في جواز التشبيهات والتمثيلات التي جرت عادة الشيعة الإمامية باتخاذها لإقامة العزاء والبكاء والإبكاء منذ قرون وإن تضمنت لبس الرجـال ملابس النساء على الأقوى فإنّا وإن كنا مستشكلين سابقاً في جوازه وقيدنا جواز التمثيل في الفتوى الصادرة منا قبـل أربع سنوات لكنا

لما راجعنا المسألة ثانياً اتضح عندنا أن المحرّم من تشبيه الرجل بالمرأة هو ما كان خروجاً عن زيّ الرجال رأساً وأخذاً بزي النساء دونما إذا تلبس بملابسها مقداراً من الزمان بلا تبديل لزيّه كما هو الحال في هذه التشبيهات ، وقد استدركنا ذلك أخيراً في حواشينا على العروة الوثقى ، نعم يلزم تنزيهها أيضاً عن المحرّمات الشرعية ، وإن كانت على فرض وقوعها لا تسري حرمتها إلى التشبيه ، كما تقدم .

الرابعة : الدمّام المستعمل في هذه المواكب مما لم يتحقق لنا إلى الآن حقيقته ، فإن كان مورد استعماله هو إقامة العزاء وعند طلب الإجتماع وتنبيه الراكب على الركوب وفي الهوسات العربية ونحو ذلك ولا يستعمل فيما يطلب فيه اللهو والسرور ، كما هو المعروف عندنا في النجف الأشرف فالظاهر جوازه ، والله العالم.

٥ ربيع الاول سنة ١٣٤٥ هـ .   حرره الأحقر

محمد حسين الغروي النائيني

آیت اللہ نائینی قدس سرہ کا فتویٰ

اہالیان بصرہ نے آیۃ اللہ العظمیٰ رئیس الفقہاء الشیخ محمد حسین نائینی اعلی اللہ مقامہ نائینی کی خدمت میں بذریعہ ٹیلیگرام چند سوالات ارسال کئے جن کے جواب یہ ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہالیان بصرہ اور مضافات بصرہ کی طرف

ہمارے محترم برادران کرام جو بصرہ اور مضافات بصرہ میں مقیم ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے ٹیلیگرام اور خطوط تسلسل کے ساتھ ہمارے پاس آئے جن میں آپ لوگوں نے جلوس ہائے عزاداران سے متعلقہ امور کے متعلق سوالات تھے۔ چونکہ ہم نجف اشرف سے باہر تھے اس لیے جواب میں تاخیر ہو گئی ہے اب جوابات یہ ہیں۔

۱۔ یوم عاشورا اور اس جیسے دوسرے مواقع پر جلوس ہائے عزا کا راستوں اور سڑکوں پر آنا۔ ان امور میں سے ہے جس کے جواز میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے بلکہ عزاداری مظلوم بپا کرنے کے مظاہر میں سے روشن تر ذریعہ اور حامل رجحان ہے۔ اور امام مظلومؑ کی ہر قریب و بعید تک آواز پہنچانے کا آسان ترین وسیلہ ہے۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ اس عظیم تر عبادت کو ایسے امور سے محفوظ رکھنا چاہیے جو عبادت کے شایان نہیں ہوتے۔ مثلاً
اور دو مختلف مقامات کے جلوسوں میں سے کسی کو پیچھے رکھنے اور کسی کو آگے بڑھانے میں جلوس کے تقدس کو پائمال کرنا وغیرہ ویسے اگر اس قسم کے امور کا ارتکاب کیا جائے تو ان کا عدم جواز اور ان کی حرمت جلوس عزا کے عدم جواز اور حرمت کا موجب نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ ایسے ہوگا جیسے دوران نماز نمازی نامحرم عورت کو دیکھے۔ (جس طرح دوران نماز نمازی نامحرم عورت کو دیکھنے اور اس کا یہ فعل حرام بطلان نماز کا باعث نہیں ہوتا اسی طرح جلوس عزا میں آلات لہو ولعب وغیرہ جیسے محرمات کا استعمال اگرچہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے لیکن پھر بھی ان کا استعمال ہوتا۔)

(مترجم)

۲۔ ذکر حسین ؑ میں مزید اس حد تک طمانچہ مارنے اور سینہ زنی کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے کہ منہ اور سینہ سرخ یا سیاہ ہو جائیں۔ بلکہ کندھوں اور پشت پر زنجیر زنی بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر مزید طمانچوں، سینہ زنی اور زنجیر زنی سے خون بھی نکل آئے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ جہاں تک پیشانی سے تلوار وغیرہ جیسی سے خون نکالنے کا تعلق ہے تو اقویٰ یہ ہے کہ یہ جائز ہے بشرطیکہ اس کے ضرر سے محفوظ رہا جائے۔ یعنی صرف خون نکالنے تک محدود رہے اور ہڈی نہ ٹوٹ جائے یا اتنی مقدار میں خون نہ بہایا جائے جو موت کا سبب بن جائے یا جیسا کہ وفا کیا جاتا ہے اور جو لوگ اس کیفیت سے واقف ہوتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اگر خون نکالتے وقت اسے نقصان سے تحفظ کا یقین ہو اور اتفاقاً موجب نقصان ہو جائے تو یہ ایسے ہوگا جیسے ایک شخص تیمم کی بجائے اس خیال سے وضو یا غسل کرتا ہے کہ پانی نقصان نہیں دے گا یا ایک شخص اس

اس خیال سے روزہ رکھتا ہے کہ میں تندرست ہوں اور روزہ رکھنے سے مجھے نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن بعد میں پانی یا روزہ نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں تو اسے حرام نہیں کہا جائے گا ایسے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کام صرف وہی کریں جو اس کام کو انجام دے سکتے ہوں اور جذبات غم میں ایسے مغلوب افراد جنہیں غریب کربلا کے مصائب میں یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ زنجیر یا تلوار کہاں لگ رہے ہیں انہیں اجتناب کرنا چاہیے۔ ہماری دعا ہے اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں قول ثابت قدم رکھے۔

۳۔ سلسلہ عزاداری میں رونے اور رلانے کے لیے صدیوں سے شیعوں میں جو تشبیہیں اور تمثیلات رائج چلی آرہی ہیں ان کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اگرچہ تشبیہ کے لیے مرد موقتاً عورتوں کا لباس بھی کیوں نہ پہن لے۔ اگرچہ آج سے چار سال قبل ہم نے اس میں اشکال کیا تھا اور تمثیلات کو مشروط کیا تھا۔
لیکن جب ہم نے ذرا اور گہرائی سے اپنے اس فتویٰ پر نظر ثانی کی تو ہمیں معلوم ہوگیا کہ صرف اسی صورت میں مرد کے لیے عورت کا لباس پہننا حرام ہے جب وہ سرے سے مردانہ کی حیثیت کھو بیٹھے۔ لیکن اگر تھوڑی سی دیر کے لیے ایسا کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ہم نے اپنے اس سابقہ فتویٰ سے رجوع عروۃ الوثقیٰ کے حاشیہ پر بھی درج کر دیا ہے۔ البتہ محرمات شرعیہ سے اجتناب بہر صورت ملحوظ رہنا چاہیے۔
۴۔ دف وغیرہ جو جلوسہائے عزا میں استعمال کیا جاتا ہے اگر اسے جلوس عزا میں بطور اعلان استعمال کیا جاتا ہے، جیسا عرب ہو سات سو میں ہوتا ہے اور اس کا مطلب لہو ولعب اور اظہار مسرت نہیں ہوتا جیسا کہ آج کل نجف اشرف میں ہوتا ہے تو یقیناً جائز ہے۔ واللہ اعلم ۵ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

فتاوائے علمائے کے ترجمہ کا مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علی محمد صلی اللہ علیہ والہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین۔

تحریک اسلام کا آغاز سرور انبیاء کی قیادت سے ہوا۔ اور اس کی تکمیل نواسہ رسولؐ کی خون آلود قربانی سے ہوئی اور قیام امام مظلومؑ کی یاد بصورت عزاداری اسی وقت سے شیعیان امامؑ میں شروع ہو گئی۔

اور یہ سب کچھ سرور انبیاء کے اس ارشاد گرامی کے پیش نظر کہ حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احبہ حسینا۔ حسین سبط من الاسباط۔

(امالی مرتضیٰ ج اص ۲۱۹ فصول المہمہ مالکی ص ۱۷۰ مقتل خوارزمی ج اص ۶۶ کنزل العمال ج ۷ ص ۲۲۰)

حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں۔ جو حسین کو دوست سمجھے گا اللہ اسے دوست رکھے گا۔ حسین اولاد انبیاء اس سے فرزند نبی ہے۔

حضرت یعقوب کے پوتوں کو اسباط کہا جاتا ہے جنہیں ان کی شرافت اور نجات کی وجہ سے قرآن میں نے سلسلہ انبیاء میں شمار کیا ہے۔

امام مظلوم کے حق میں نبی اکرمؐ کا یہ جملہ کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ دینی معنوی ہم آہنگی کی جانب اشارہ ہے۔ اور اس وقت کے عرب محاورہ کے مطابق ہے۔ اس وقت جو بھی کسی کو اپنے عزیز ترین فرد کی اہمیت بنانا چاہتا تھا

تو یہی کہتا تھا کہ (فلان منی وانا منہ) یعنی وحدت، نصرت، اتحاد اور یگانگت میں ہم دونوں ایک نہیں اس کو اگر تفصیل سے کہتے تھے تو یوں کہا جاتا تھا اس کا گوشت میرا گوشت ہے۔ اس کا خون میرا خون ہے۔ اس کی موت میری موت ہے۔ اس کا بدلہ میرا بدلہ ہے۔ اس سے جنگ مجھ سے جنگ ہے۔ اس سے صلح مجھ سے صلح ہے وہ میرے خون کا مطالبہ کرے گا اور میں اس کے خون کا مطالبہ کروں گا۔

(یاد نامہ علامہ امینی مقالہ بجبودی)

جب سامراجی ایجنٹوں اور خود سامراجی دیکھتے ہیں کہ عزاداری عوام الناس کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ اور عزاداری کے ذریعہ شیعہ حقائق اسلام پیش کرتے ہیں۔ ظالم کا ظلم اور مظلوم کی مظلومیت کو واضح کرتے ہیں تو ان کے پاس عزاداری کو ختم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ چنانچہ انہوں نے کچھ ایسے افراد کو خریدا جو مراسم عزا۔ جلوس ہائے عزا۔ اور عزاداری کے خلاف تبلیغ کریں۔ اور عزاداری کے مقابلہ میں ایک مضبوط محاذ قائم کریں۔ اگرچہ یہ لوگ کلیتاً تو عزاداری کی مخالفت نہ کر سکے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے کچھ سادہ لوح عوام کو مراسم عزا سے بدگمان ضرور کر دیا۔

لیکن یقین کیجئے یہ لوگ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوں گے اور اپنی اس خواہش کو اپنے ساتھ قبر میں لے جائیں گے اور عزاداری کو ختم کرنے کی جو نقشہ کشی ان لوگوں نے کر رکھی ہے وہ کبھی پوری نہ ہو گی۔

بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ لوگ اپنے آغاز ہی میں رسوائے عالم ہو گئے اور خود مٹ کر رہ گئے ہیں۔ دور اندیش علمائے حق نے ان کی اس لغزش کو تاڑ لیا ہے یا وہ لوگ جو روٹی کے چند ٹکڑوں کے عوض اپنی متاع دین فروخت کر چکے ہیں۔

اور آل محمد کے نام پر آل محمدؐ کے دستر خوان سے کھا کر انتہائی بے حیائی اور بے شرمی سے اہلبیتؑ کی مخالفت پر کمر باندھ چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن انشاء اللہ ہر دور کی طرح اس دور میں بھی یہ لوگ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ یہ لوگ اپنی عزت و آبرو کا سودا کر کے گنوا چکے ہیں۔ لیکن انشاء اللہ عزاداری کے خلاف نہ ایسے کبھی کوئی کچھ کر سکا ہے اور نہ آئندہ ان کی پیش چلے گی۔

اب ہم علمائے متاخرین اور علمائے معاصرین کے فتاوی پیش کرتے چلے ہیں۔ جو مراسم عزا کے سلسلہ میں دیئے گئے ہیں۔

ترجمۂ فتاوای مراجع تقلید شیعہ و علمای اعلام

آنچه را که آیت الله العظمی آقای سید عبد الهـــادی شیرازی (قدس سره) که بر فتوای آیت الله العظمی نائینی مرقوم فرمود ند :

بسمه تعالی

مطالبی را که فرموده اند در این ورقه صحیح است انشــاء الله تعالی (الاحقر سید عبد الهادی شیرازی)

آنچه را که پیشوای مجاهد آیت الله العظمی آقای سیـــد محسن حکیم طباطبائی رحمة الله علیه نوشته اند :

بنام خداوند بخشایشگر بخشنده ها

مطالبی را که استاد بزرگ ما (قدس سره) فرموده اند در نهایت متانت و در غایت آشکاری است بلکه آشکارتر از این است کـــه نیازی به فتوائی موافق داشته باشد ۰ و گمان میرود بعضی خورده گیری ها از وارد کردن برخی از کارها که منافی مقام عزای شـاه شهیدان و مظاهر اندوه بر حسین بن علی علیه السلام سرچشمه گرفته است ، آرزو دارم بلکه لازم است که مؤمنین کوشش کنند که عزای حسین علیه السلام خالی از اموریکه دستاویز مخالفین امام حسین علیه السلام شده باشد ، و لازم است مواظبت بیشتـــری بر گریه و اندوه و آنچه کمک به این شعائر مقدس میکند ۰ و مـــا توفیقی الاّ باللّه علیه توکّلت و الیه انیب ۲محرم الحرام ۱۳۶۷

محسن الطباطبائی الحکیـــم

ترجمہ فتاوائے مراجع تقلید شیعہ، علمائے اعلام

۵۔ آیۃ اللہ سید عبدالہادی شیرازی نے آیۃ اللہ العظمیٰ نائینی کے فتویٰ پر لکھا ہے۔

باسمہ تعالےٰ: آقائے نائینیؒ نے جن امور کا تذکرہ فرمایا ہے۔ انشاءاللہ درست ہیں۔

(احقر سید عبدالہادی شیرازی)

۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے السید محسن حکیمؒ نے آیۃ اللہ العظمیٰ نائینی کے فتویٰ پر لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔ جو مطالب استاد مرحوم نے تحریر فرماتے ہیں۔ انتہائی واضح اور غیر مبہم ہیں۔ حتیٰ کہ ان امور کے لیے مزید کسی فتویٰ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ بعض ایسے امور جو عزاداری میں شامل کئے گئے ہیں۔ لیکن عزاداری کے منافی ہیں ان سے عزاداری کو پاک کرنا چاہیئے مومنین سے درخواست ہے کہ عزائے مظلوم کربلا کو ان امور سے پاک کیا جائے جو مخالفین

نظریهٔ حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید ابو القاسم الموسوی الخوئی دام ظله العالی

بسم الله الرحمن الرحیم

آنچه را استاد ما در پاسخ پرسشهای اهالی بصره فرموده اند صحیح است ۰ و جایز است عمل بر طبق آن ، و از خدا میخواهیم که جمیع برادران مؤمنین ما را برای تعظیم شعائر دینی و دوری از محرمات توفیق مرحمت فرماید ۰

الاحقر ابو القاسم الموسوی الخوئی

نص آنچه را که آیت الله العظمی آقای حاج سید محمود حسینی شاهرودی رحمة الله علیه فرموده اند :

بسم الله الرحمن الرحیم

فرمایش و نوشتهٔ استاد علامهٔ ما (قدس سره) در پاسخ از پرسشهای مندرج در این مجموعه (و رساله) حق و محقق است نزد ما و از خداوند میخواهیم که ما و تمام مسلمین را برای بپاداشتن شعائر مذهب امامیه توفیق دهد و امید است از جوانان شیعه و طبقهٔ فعال که خداوند بآنان توفیق بدهد در این گونه شعائر دینی از محرماتیکه بیشتر سبب نابودی این شعائر شود پاك ساخته و منزه کنند ۰ توفیق از خدای تواناست

۳۰ ذی حجة الحرام سنه ۱۳۶۶ هجری سید محمود حسینی شاهرودی

مکتب امام مظلوم سے متعین ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نواسہ رسولؐ پر گریہ کیا جانے اور ایسے مراسم عزا ادا کیے جائیں جو گریہ میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

۲ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ (محسن طباطبائی الحکیم)

۷۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ حاج سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی تحریر فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ استاد محترم نے اہالیان بصرہ کے سوالات کے جوابات میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ صحیح ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ دعا ہے خداوند عالم ہمیں اور تمام مومنین کو عزاداری مظلوم کربلا کی زیادہ سے زیادہ توفیق عنایت فرمائے مراسم عزا کا احترام بخشے اور محرمات سے اجتناب کی توفیق دے

(احقر ابوالقاسم مولوی خوئی)

۸ آیت اللہ العظمیٰ آقائے حاج سید محمود حسین شاہرودی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ زیر نظر رسالہ میں استاد محترم کے ارشادات گرامی جو سوالات کے جوابات ہیں حق محقق ہیں۔ دعا ہے۔ خداوند عالم تمام امت مسلمہ کو مذہب امامیہ میں رائج مراسم عزا بجا کرنے کی توفیق سے نوازے ساتھ ہی جملہ مومنین سے بالعموم اور جوانوں سے بالخصوص جو مراسم عزا میں پیش پیش رہتے ہیں سے درخواست ہے کہ مراسم عزا کو ان محرمات سے منزہ رکھیں جو ان

آنچه را که آیت الله آقای شیخ محمد حسن مظفر در پاسخ پرسش مرحوم آیت الله نائینی نوشته اند:

بسم الله و له الحمد

آنچه را که آیت الله نائینی (قدس سره) مرقوم فرموده اند صحیح است و اشکالی در آن نیست و پروردگار توفیق دهنده است.

محمد حسن ابن شیخ محمد مظفر

آنچه را در جواب آیت الله آقای آشیخ محمد کاظم شیرازی مرقوم فرموده اند:

بسم الله الرحمن الرحیم

فتوای ایشان (آیت الله نائینی رضوان الله تعالی علیه) صحیح است.

الاحقر محمد کاظم شیرازی

آنچه را که حضرت آیت الله العظمی سید جمال الدین موسوی گلپایگانی در جواب فرموده اند:

آنچه را که شیخ و استاد ما آیت الله نائینی در این ورقه مرقوم فرموده اند صحیح است و مطابق با رأی اینجانب میباشد.

الاحقر جمال الدین الموسوی الگلپایگانی

آنچه را که آیت الله مصلح آقای شیخ محمد حسین آل کاشف الغطا نوشته اند:

آنچه را که حضرت آیت الله نائینی اعلی الله مقامه از فتوا ذکر فرموده اند صحیح است انشاء الله

محمد حسین آل کاشف الغطاء

خاتمہ کا سبب بن سکتے ہیں ۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ سید محمود حسینی شاہرودی

۹ ۔ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین مظفر تحریر فرماتے ہیں :

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جو کچھ آیۃ اللہ نائینی نے تحریر فرمایا بلا شک و شبہ درست ہے ۔ خداوند عالم ہی موفق ہے ۔

محمد حسن ابن شیخ محمد مظفر

۱۰ ۔ آیۃ اللہ شیخ محمد کاظم شیرازی فرماتے ہیں :

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ آیۃ اللہ نائینی نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ۔ درست ہے ۔

(احقر محمد کاظم شیرازی)

۱۱ ۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید جمال الدین موسوی گلپایگانی فرماتے ہیں :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ آیت اللہ نائینی نے اپنے فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے ۔ حرف بحرف درست اور ہمارے فتویٰ کے مطابق ہے ۔

(احقر جمال الدین موسوی گلپایگانی)

۱۲ ۔ آیۃ اللہ مصلح شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء فرماتے ہیں :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنچه‌را که حضرت آیت الله‌سید حسین موسوی حمامی در جواب مرقوم فرموده اند :

آنچه را که استاد ما (قدس سره) فتوا داده‌اند شرعاً صحیح است انشاء الله تعالی .

الأحقر حسین الموسوی الحمامی

اینك سؤال دیگری که در بارهٔ شعائر حسینی از عده‌ای از مراجع و فقهاء مطرح میشود و توجه شمارا به متن سؤال جلب می نمائیم :

نظر حضرات آیات عظام در بارهٔ شعائر حسینی (ع) برای یاد بود و زنده‌کردن شعائر حسینی مانند سینه زدن و زنجیر زدن ، قمه زدن ، طبل زدن ، و وارد در آتش شدن که در بسیاری از کشورهای دنیا از آسیا و آفریقا ، مرسوم است و دیگر شعائر حسینی چیست ؟ امیدواریم که بذل لطف فرموده‌ونظریه خود را بطور تفصیل بیان فرمائید و تقدیر و بزرگداشت ما را نسبت بآن جناب بپذیرید .

علمای بزرگ همگان در پاسخ این پرسش یك نحوه مرقوم فرموده اند که چکیدهٔ آن رجحان بلکه لزوم شعائر حسینی می‌باشد ، و ما اکنون عین عبارات ایشان را درج میکنیم :

جواب حضرت آیت الله سیدعبد الله شیرازی دام ظله :

در شعائر حسینی که در سؤال مذکور شده هیچ اشکالی وجود ندارد فقط پوشیدن مرد لباس مخصوص زن را در نظر

من در شبیه اشکال دارد ، اما غیر از این موضوع تمامی افعال دیگر حتی قمه زنی جایز است پس اگر به سبب این افعال علم به از بین رفتن خود پیدا نکند جایز بلکه رجحان دارد وسزاوار است برپا کنندگان این مراسم برخی از کارهائی که لایق ایـــن شعائر نیست در آنها داخل نکنند ۰

۱۲ صفر الخیر ۱۳۸۴ هجری قمری عبد الله بن سید محمد طاهر الشیرازی ـ الخاتم المبارک

جواب حضرت آیت الله العظمی السید عبد الاعلـــــی سبزواری :

بسمه تعالی

از اهم وسائل نجات و نیرومند ترین اسباب توسل اقامـــهٔ شعائر حسینی و تعظیم آنها و اقامهٔ آنهاست زیرا این گونـــه اعمال شعائر پروردگار بزرگ است

عبدالاعلی موسوی
الخاتم المبارک

پاسخ حضرت آیت الله آقای حاج سید محمد جواد طباطبائی تبریزی

بسم الله الرحمن الرحیم

تکرار این گونه مسائل و سؤالات در این زمان واضح و روشن است که دشمنان اسلام متوجه شده اند که مراسم سوگواری برای حسین بن علی علیه السلام به هر نحوه که باشد در حفظ وعظمت اسلام تأثیر زیادی دارد ، و به همین سبب کمین گرفته اند ولی نمیتوانند که این دعوت بزرگ دینی را از میان مردم بردارند و

فروغ جاودانهٔ شعائر حسینی را خاموش کنند بر آن بر آمده اند که اشکالات بیهوده و خلاف حقیقت را در بین مردم رواج دهند ولی از حقیقت حظی و بهره ای برای آنان نخواهد بود ، قبل از ما از مشایخ بزرگ و مراجع مسلمین در این زمینه سؤالاتـــی شده و آنان با فتاوی آشکارای خود به جواز بودن این گونه امور حکم کرده اند که کرارا چاپ ومنتشر شده است وبازگو کنندهٔ این حقایق است که شعائر حسینی را باید عظمت داد ومن هـــم آنان را تأیید میکنم و با آنان در این امور موافق میباشم و میگویم وارد شدن در آتش که ایمن باشد برای انسان از ضررش جایز میباشد باید بگفته های عده ای از بی خردان که بر خـــلاف نظریات مراجع و اساطین فقه سخن می گویند توجه بآن نداشت و گفته های آنان را بدیوار کوبید ، خداوند بحق محمد وآلش همه را به اعمال شایسته موفق و مؤید بدارد ۰

محمد جواد طباطبائی تبریزی

پاسخ حضرت آیت الله آقای شیخ محمد رضا طبسی نجفی

بنام خدا

قال الله تعالی : ومن یعظم شعائر الله فانها من تقـــوی القلوب بله ظاهر جواز ها بلکه استحباب ها لزوم اقامه شعائـــر امام حسین (ع) است این اسباب از امور گریه کردن و گریاندن و خود را بگریه واداشتن که تمامی این اعمال از شعائر مذهبـــی بشمار می آید بس روشن است که اصل حلیت و ادله قوت که

ثوابهائیکه برای گریه و گریه کردن میباشد مؤید جواز بپا داشتن شعائر حسینی (ع) میباشد .

در برابر این نظر قول ضعیفی مخالف میباشد که دلیل نهائی آن حدیث لا ضرر است که راوی وی سمرة ابن جندب می باشد او شخص ملحد و کافر و از سر سپردگان خاندان کثیف بنی امیه میباشد ، و او از طرفداران عبد الله بن زیاد است که مردم را ترغیب کرد جنگ با امام حسین(ع) و سمرة از آن افرادی می باشد که شش نفر بودند در بصره هشت هزار نفر شیعه را بقتل رسانیدند .

تفصیل این مسئله را در منشوریکه شیخ بزرگ علامه آیة الله نائینی اعلی الله مقامه الشریف در پاسخ سؤالات مردم بصره مرقوم داشته اند و بسیاری از شاگردانش وعده ای از بزرگان زمان و معاصرینشان در این مسأله همراهی و موافقت نموده‌اند ملاحظه نمائید .

. خداوند ما و شمارا برای خدمت به دین و نشر آثار سید مرسلین و أئمهٔ اطهار علیهم السّلام موفّق بدارد .

محمّد رضا طبسی نجفی ــ ۱۷ ربیع المولود ۱۳۸۴

جو فتویٰ حضرت آیت اللہ نائینی نے دیا ہے درست ہے ۔
محمد حسین آل کاشف الغطاء

۱۳ ۔ آیت اللہ حسین موسوی حمامی فرماتے ہیں؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو فتویٰ استاد مرحوم نے دیا ہے صحیح ہے ۔
(احقر حسین موسوی حمامی)

ایک اور فتوےٰ

مراسم عزا کے سلسلہ میں ایک اور سوال جو متعدد فقہاء اور مراجع تقلید سے کیا گیا ہے ۔ سوال مع جوابات ملاحظہ فرمائیے ۔

علمائے کرام کی نظر میں ۔ سینہ زنی ، زنجیر زنی ۔ اور طبل زنی جیسے مراسم عزاداری امام مظلوم میں کیسے ہیں ۔ اسی طرح ایشیا اور افریقا کے بعض علاقہ جات میں آگ پر ماتم کرنا بھی عزاداری کے مراسم میں شامل ہے ۔ اس کی شرعاً کیا حیثیت ہے ہمیں امید ہے ۔ جناب والا تفصیل سے اپنا نظریہ بیان فرمائیں گے

چند علمائے اعلام نے اس سوال کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے ۔ اس ، کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مراسم عزا نہ صرف جائز ہیں بلکہ لازمی ہیں ۔ اب ہم اصل عبارات پیش کر رہے ہیں ۔

مذکورہ سوال میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے ۔ شرعاً ان میں کوئی حرج نہیں ہے میری نظر میں مرد کو عورت کا لباس پہنانا ۔

درست نہیں ہے۔ علاوہ ازیں جو بھی مراسم عزا حتیٰ کہ۔ طبل زنی۔ بھی جائز ہے۔ اگر ان امور میں زنجیر زن کی موت کا یقین نہ ہو تو نہ صرف جائز ہیں۔ بلکہ انتہائی ضروری ہیں البتہ جو امور عزاداری کے شایان شان نہیں ہیں ان سے اجتناب ضروری ہے۔

۱۳ صفر ۱۳۸۴ھ عبد اللہ ابن سید محمد طاہر شیرازی

۱۵۔ آیت اللہ العظمیٰ سید عبد الاعلیٰ سبزواری کا جواب:

بسمہ تعالیٰ

نجات کے اہم ترین ذرائع اور اسباب توسل میں سے مراسم عزا کی ترویج ان کی تعظیم اور دوام ہے کیونکہ مراسم عزا شعائر اللہ سے ہیں۔

(عبد الاعلیٰ موسوی)

۱۶۔ آیت اللہ سید حاج محمد جواد طباطبائی تبریزی کا جواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس قسم کے مسائل اور سوالات کا تکرار روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ وجہ واضح ہے کہ جب دشمنان اسلام نے دیکھا کہ عزاداری مظلوم کربلا جس طرح بھی بپا کی جائے تحفظ اسلام اور سوالی افکار کے لیے موثر ترین ذریعہ ہے تو انہوں نے عزاداری کے خلاف مورچہ بندی کر لی ہے۔ لیکن اس عظیم وسیلہ کو لوگوں کے دلوں سے مٹانا ان کے بس سے باہر ہے۔ اور عزاداری کی اس روشن شمع کو بجھانا ان کی طاقت سے باہر ہے۔ البتہ انہوں نے بیہودہ اور لغو قسم کے خلاف حقیقت اعتراضات کا بیج بونا شروع کر دیا ہے۔ لیکن یہ ایسے سوالات ہیں جن کی

کوئی بنیاد نہیں ہے۔ ہم سے پہلے بھی ہمارے بزرگ علماء سے اس قسم کے سوالات کیے گئے ہیں اور انہوں نے غیر مبہم اور واضح الفاظ سے مذکورہ مراسم عزا کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ جو شائع ہو کر ہر ایک کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان کے فتاویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ مراسم عزا کی امکانی حد تک تعظیم کی جانے میں بھی اس سلسلہ ان سے کلیتہً متفق ہوں۔ اگر آگ میں جانے سے زندگی کو خطرہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چند احمق اور عقل سے تہی افراد جو مراجع عظام اور شیاطین مذہب علماء کے خلاف یاوہ گوئی کر رہے ہیں ان کی کسی بات پر دھیان نہ دیا جائے اور ان کی ہر بات کو دیوار پر مارا جائے۔ دعا ہے خداوند قدوس بحق محمد و آل محمد ہم تمام کو اعمال خیر کی توفیق عنایت فرماتے۔

محمد جواد طباطبائی تبریزی

۱۷۔ آیت اللہ شیخ محمد رضا طبسی نجفی کا جواب:

بنام خدا۔ ارشاد قدرت ہے۔ شعائر اللہ کی تعظیم تقویٰ کے دل کی علامت ہے ہاں تمام مراسم عزا نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور لازم ہیں۔ یہ تمام مراسم رونے اور رلانے کا ذریعہ ہیں۔ تمام مراسم عزا مذہبی شعائر ہیں۔ لہٰذا واضح سی بات ہے کہ ان مراسم عزا کی اصل حلیت اور جواز ہے۔ اور تمام وہ دلائل جو رونے اور رلانے کے ثواب ہو کی دلیل ہیں ان مراسم عزائے جواز کو اقوی ثابت کرتے ہیں۔

ان تمام اقوال کے مقابلہ میں جو ضعیف تر قول پیش کیا جاتا ہے وہ سمرہ ابن جندب کی نقل کردہ حدیث ہے۔ جس میں لاضرر ولاضرار فی الاسلام سے استدلال کیا جاتا ہے۔ جب کہ سمرہ ان راویوں میں سے ایک ہے۔ جو

جو بنی امیہ کے دستر خواں سے بچے ہوئے ٹکڑوں پر پلنے والے تھے۔ یہ شخص دشمن اہلبیت ہے۔ عبداللہ ابن زیاد کے ہمنواؤں سے ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں کو جنگ امام مظلوم پر آمادہ کیا تھا اور یہ شخص ان چھ افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے بصرہ کے آٹھ ہزار افراد کو صرف اس لیے تہ تیغ کر دیا کہ وہ شیعیان علی تھے۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیل اس فتویٰ میں دیکھی جا سکتی ہے جو آیۃ اللہ علامہ نائینی نے اہالیان بصرہ کے سوالات کے جواب میں دیا ہے اور آپ کے تمام شاگردوں اور معاصر علماء نے اس فتویٰ میں ان کی تائید فرمائی ہے۔

خداوند عالم ہمیں اور آپ کو ترویج مسلک اہلبیت پیغمبر کی توفیق سے نوازے۔

محمد رضا طبسی نجفی ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مراسم عزا کے سلسلہ میں چند سوالات آیت اللہ العظمیٰ السید محمود شاہرودی قدس سرہ سے کیے گئے ہیں ان کے جواب ملاحظہ فرمائیے۔

۱۸۔ سوال از آیۃ اللہ السید محمود شاہرودی قدس سرہ:

جناب والا کی نظر میں وہ مراسم عزا جو شیعیان پاکستان میں ادا کیے جاتے ہیں۔ مثلاً زنجیر زنی طبل زنی، سیاہ لباس پہننا۔ اور آگ پر ماتم کرنا وغیرہ جیسے مراسم جو شیعہ میں بطور علامت معمولی اور متعارف ہیں ان کی کیا حیثیت ہے؟

جواب:

اگر زنجیر زنی میں اتنی مہارت ہو کہ باعث ہلاکت و موت نہ بنے تو جائز ہے۔ سیاہ لباس پہننا حرام نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے

سؤال : حضرت حجة الاسلام و المسلمين آية الله السيد محمود الشاهرودى

حضرت آية الله نظر مبارك شما در بارهٔ بپا داشتن عزا — دارى كه ميان شيعيان باكستان از زدن زنجير، قمه، و لباس سياه ببرداشتن و در آتش داخل شدن در ايام عزادارى عاشوراى حسينى (ع) و (اهلبيت عليهم السلام) و آنچه نزد شيعيان به نحو شعار آمده است معمول و متعارف است در اين چه جهت ميباشد ·

جواب :

اگر شخص در زنجير زنى و قمه زنى آشنائى كامل داشته باشد طوريكه سبب هلاكت او نباشد و قواى بدنى خود را از دست ندهد و باين طريق كار حرامى را مرتكب نباشد جايز است، و لباس سياه پوشيدن حرام نمى باشد و آخر درجه پوشيدن لباس سياه مكروه است و اما رفتن در آتش زمانى مانع ندارد كه در حد خود و مستلزم حرامى نباشد ·

محمود الحسينى الشاهرودى — الخاتم المبارك

جواب آيت الله آقاى سيد على طباطبائى تبريزى

بله آنچه نزد مردم مسلمان معمول بوده و ميباشد براى آشكار نمودن اندوه و حزن به حضرت حسين(ع) متعارف گشته جايز بوده و رواياتى كه نهى در آن باشد به اين عنوان از شارع مقدس نيامده است ·

سيد على طباطبائى

کرمکروہ ہے، جہاں تک آگ پر ماتم کرنے کا تعلق ہے تو قطعاً جائز ہے۔

محمود حسین شاہرودی

۱۹۔ سید آیۃ اللہ سید علی طباطبائی تبریزی کا جواب :

ہاں! غم و اندوہ کے اظہار کے لیے جو مراسم عزائے امام حسینؑ معمول و متعارف ہیں جائز ہیں۔ جن روایات میں نوحہ خوانی سے منع کیا گیا ہے اُن کا عنوان ان مراسم عزا سے قطعی مختلف ہے۔ لہٰذا وہ ان مراسم عزا کی دلیل حرمت نہیں بنتیں۔

سید علی طباطبائیؒ

۲۰۔ آیۃ اللہ شیخ عبد الرسول صاحب جواہر کا جواب :

امام حسینؑ کی عزاداری میں جو کچھ کیا جاتا ہے اور ہر وہ کام جو رونے اور رلانے کا سبب بنتا ہے۔ شرعاً راجح اور جائز ہے بشرطیکہ سبب موت نہ بنے کیا امام حسینؑ نے اپنی پھوپھی جناب ام ہانی کو اپنی اور اپنے اہلبیت کی مثل مدینے بذریعہ اعجاز نہ دکھائی تھی؟

واضح سی بات ہے کہ اسی کا حکم اس کی نظیر سے لیا جاتا ہے۔ ذات احدیت سے دعا ہے کہ خداوند عالم عزاداروں اور عزاداری کرنے والوں کو اجر جمیل عطا فرمائے البتہ عزاداروں کو ضروری ہے کہ نماز کو اس طرح اہمیت دیں جس طرح سید الشہداؑ نے یوم عاشور فوج یزید سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگی تھی۔ اور آپ نے اس قیامت خیز عالم میں بھی نماز ادا کی تھی۔ جب کہ دائیں بائیں ہر طرف سے تیروں کی بارش تھی۔ اور آپ کے کچھ اصحاب اسی دوران شہید بھی ہو گئے تھے۔

(۱۸ صفر ۱۳۸۴ھ عبد الرسول آل صاحب جواہر السلام)

ایۃ اللہ سید مرتضیٰ فیروزآبادی کا جواب۔

۱۶ صفر ۱۳۸۴ھ کو آپ کا خط موصول ہوا جس میں مراسم عزا مثلاً سینہ زنی۔ طبل زنی زنجیر زنی اور آگ پر ماتم جو ایشیا اور افریقہ میں رائج ہے وغیرہ کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔ ساتھ تفصیل کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔ توجہ فرمایئے جواب پیش خدمت ہے۔

چہرہ پہ طمانچے اور سینہ زنی۔ حسان ابن سدیر کے بھائی خالد ابن سدیر نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے جو کہ مسائل الشیعہ کے باب ایلاء میں موجود ہے اس روایت کے اختتام پر امام معصوم فرماتے ہیں۔

(عزاداری حسین مظلومؑ میں ہماری مخدرات عفت بنات فاطمہؑ نے کربلا میں منہ پر طمانچے بھی مارے اور سینہ زنی بھی کی۔ ایسی مصیبت سے بھی اس قابل کہ اس میں سینہ زنی کی جائے۔

اس روایت کی تائید زیارت ناحیہ میں حضرت حجت عجؑ کے اس جملہ سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے۔

جب ہاشمی مستورات نے یوم عاشور آپ کے ذوالجناح کی زین کو خالی دیکھا تو خیام کی اندرونی چار دیواری سے باہر آگئیں جب کہ تمام کے بال کھلے تھے اور رخساروں پر طمانچے مار رہی تھیں۔

صاحب جواہر نے جواہر میں لکھا ہے کہ میدان کربلا میں ہاشمی مستورات کا یہ عمل حد تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔ بنا بریں سینہ زنی اور رخساروں پر طمانچے لگانا دو حیثیات سے جائز ہو سکتا ہے۔

۱۔ گریبان چاک کرنا اور طمانچے مارنا غم کی علامات سے ہیں بلکہ اظہار غم کے قطعی مظاہر سے ہیں۔ مگر میت پر مذکورہ صورت میں اظہار غم کرنا۔

حرام یا مکروہ ہے لیکن عزائے مظلوم کربلا میں یہ ایک استثنائی صورت اور الگ حکم ہے۔ کیونکہ معاویہ ابن وہب کی امام صادق سے روایت حسنہ جو وسائل الشیعہ کے باب ۱۸۷ میں امام حسین پر گریہ مستحبات میں ہے۔ اور دوسری روایت باب مزار میں سے روایت یوں ہے۔

(مذکورہ صورت میں) ہر گریہ وزاری مکروہ ہے لیکن امام حسین پر گریہ وزاری مکروہ نہیں ہے۔

۲۔ سینہ زنی وغیرہ جیسے مراسم عزا صدیوں سے شیعیان اہلبیت میں رائج ہیں۔ اوران پر متواتر عمل ہو رہا ہے۔ تمام محقق وغیر محقق علمائے شیعہ نے ان تمام مراسم عزا کو جائز قرار دیا ہے۔ نہ تو سابقاً یہ سنا گیا ہے اور نہ ہی آئندہ یہ سنا جائے گا کہ علمائے شیعہ میں سے کسی نے ان مراسم عزا کو ناجائز قرار دیا ہو۔

بطور فرض اگر ان مراسم عزا میں کسی کو اشتباہ ہوا ہو۔ یا اپنی کج بحثی اور عقیدہ میں کج روی کی وجہ سے کسی نے مراسم عزا کی مخالفت کی بھی ہو تو ان کی مقدار اتنی کم ہے کہ اسے نہ ہونے کے برابر کہا جا سکتا ہے۔ اور ایسی تعداد یا ایسے افراد کسی اہمیت کے حامل نہیں ہوتے۔

(خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی میں جو شخص بھی مراسم عزا کے جواز اور استحباب کے خلاف جو شخص بھی کوئی بحث کرے) یا تو وہ عقل سے تہی دامن ہے۔ یا وہ دین سے کوتاہ دست ہے اور یا اس کا نسب مخدوش ہے۔ خداوند عالم حقائق الامور سے بہتر آگاہ ہے اس وقت تک جو عرض کیا جا چکا ہے اس کا حصل یہ ہے کہ عزائے مظلوم کربلا میں زنجیر زنی اور رقم کی زاری اس سلسلہ کے دیگر احکام شرعیہ سے جداگانہ حکم حاصل ہے۔ جس کے نہ تو جواز میں شک ہے اور نہ استحباب میں۔

جہاں تک بلیڈ۔ چاقو۔ یا تلوار زنی کا تعلق ہے تو اس کا جواز مشروط ہے

یعنی اگر موت کا خوف نہ ہو تو حتماً جائز ہے۔ اس سلسلہ میں جناب مسافرہ شام کا وہ عمل متواترات سے ہے جس میں بی بی نے اپنی پیشانی چوب خیمہ پر مار کر پیشانی کو زخمی کیا تھا اور اس سے خون بہہ نکلا تھا۔ بی بی کا یہ عمل جس میں جبین مبین سے خون نکل آیا تھا عزاداری میں اخراج خون کے جواز کی واضح دلیل ہے۔

مذکورہ شرائط کے ساتھ بلیڈ۔ چاقو اور تلوار زنی وغیرہ کی حرمت کا فتویٰ بلا دلیل ہے۔ مگر زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ جواز مشکوک ہے اور اس صورت میں اصل حلیت حاکم ہو گی۔ جہاں تک اس دلیل کا تعلق ہے کہ اس عمل میں نفس کو ہلاکت میں ڈالنے کا شائبہ ہے جو حرام ہے تو یہ قطعاً غیر متعلق اور باطل ہے۔ ہم نے اسی لیے یہ شرط لگائی ہے کہ بلا ضرور یہ عمل انجام دیا جائے۔

علاوہ ازیں اتنی مقدار میں خون کا بہا لینا جس سے چہرہ اور سر رنگین ہو جائیں تو بھی اس کا باعث ثواب ہونا بعید نظر نہیں آتا۔ بلکہ مراسم عزا کی ایک قسم ہی ہے۔

گذشتہ مسائل میں اگر کوئی شخص اتنی سی بات پر بھی اعتراض کرتا ہے۔ تو یقیناً وہ اہل حرص سے ہے اور اس کا دل مریض ہے۔ دعا ہے خداوند عالم ایسے افراد کے مرض میں اضافہ فرمائے۔

جہاں تک شبیہ خوانی کا تعلق ہے تو یہ بھی مصائب آل محمدؑ کی یاد تازہ کرنے اور مظلوم کربلا پر گریہ کے اسباب میں سے ایک ذریعہ ہے جو یقیناً تقرب ایزدی اور باعث اجر و ثواب ہو گا۔

دعا ہے خداوند عالم ایسے اعمال کرنے والوں پر نزول رحمت فرمانے اور دنیا و آخرت کی اجر سے نوازے۔

رہی طبل زنی تو یہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ جس انداز اور جس ارادہ سے مراسم

مراسم عزا میں طبل زنی ہوتی ہے وہ اس طبل زنی سے قطعاً مختلف ہوتی ہے جو لہو ولعب میں کی جاتی ہے۔ وہ یقیناً حرام ہے۔ سابقہ جنگوں میں بھی طبل زنی ہوتی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جلوسوں وغیرہ میں جو طبل زنی بطور مراسم عزا رائج ہے لہو و لعب سے نہیں ہے لہذا حرام نہیں ہے۔

جہاں تک اگر ہر ماتم کا تعلق ہے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ اس حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہذا اسے بدعت یا تشریح کہنا غلط ہے۔

۱۸ صفر ۱۳۸۴ھ سید مرتضیٰ فیروزآبادی

۴۱۔ آیۃ اللہ شیخ محمد باقر آشتیانی کا جواب:

اللہ نے مجاہدین کو گھر بیٹھنے والوں کی ہر فضیلت اور اجر عظیم عنایت فرمایا ہے۔ اللہ رب العالمین کی حمد ہے۔ خاتم الانبیاء اور سید المرسلین محمد اور اس کی اہلبیتؑ پر بالعموم او بالخصوص ان کے اہل غم۔ خلیفہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب پر اللہ کی رحمت کا نزول ہو۔

اما بعد مجالس عزا برائے سید الشہداء اس کے اہلبیتؑ اور انصار پر اللہ کی رحمتیں ہوں روح کائنات ان پر نثار ہو کے سلسلہ میں استاد الاساتذہ شیخ الفقہاء المتاخرین مرحوم آیۃ اللہ نائینی رضوان اللہ علیہ کے فتویٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اکثر معاصرین علماء نے ان کے فتویٰ کی تائید و تصدیق فرمائی ہے۔ کیوں کہ زیر نظر مسئلہ بھی دیگر مسائل شرعیہ کی مانند ہے اور غیر مجتہد کو جامع الشرائط مجتہد کے حکم کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ دعا ہے خدائے قدوس توفیق عنایت

سؤال از حضرت آیة الله مجاهد حاج سید محمد حسینی شیرازی دام ظله العالی

نظر مبارك حضرتعالی در شعائر حسینی (ع) چه میباشد آیا بنظر شما این شعائر جائز است یا واجب ؟

وآیا اگر این گونه شعائر سبب ضرر و مسخره عده ای ازمردم باشد آیا جائی برای رجحان و جواز باقی هست یا نه ؟ لطفا عنایت فرمائید نظر مبارك را ۰

بغداد ۵/ ۷/ ۶۵ (عباس هادی)

بسم الله الرحمن الرحيم

جواب : شعائر حسینی(ع) به هر نحو که باشد جائز و راجح و سبب اجر وثواب خواهد بود انشاء الله تعالی مگر آن چیزیکه باعث قتل نفس و نابود شدن بعضی از اعضاء بدن بشود که هر دوی آن در شریعت اسلام حرام میباشد و نیز ضرر کمی که بقتل و نابودی منجر نگردد سبب دگرگونی حکم شامل در

بارهٔ شعائر حسینی نمی باشد و مسخره از احکام شرعیه مانع نمیشود

کربلاء المقدسه : محمد بن المهدی الحسینی الشیرازی

محمد بن المهدی الحسینی الشیرازی

آنچه را که استاد بزرگ مرحوم آیت الله نائینی طاب ثراه مرقوم داشته‌اند حق بوده شکی در آن نیست جز شکاکان کسی از آن شك نمیکند .

و انا الأحقر الجانی علی مدد قاینی .

جمعی از معاصرین متأخّر که فتوی داده اند .

۱ ــ آیة الله آقای آشیخ عبد الکریم یزدی مقیم قم مشرفه و مدفون در آن (قم)

۲ ــ آیت الله آقا میرزا علی آقای شیرازی و آقای آقا سید محمّد فیروز آبادی .

۳ ــ آیت الله حاج شیخ محمد حسین اصفهانی .

۴ ــ آیت الله آقای حاج آقا حسین قمی طباطبائی .

۵ ــ آیة الله آقا شیخ محمد جواد بلاغی (۱)

فرمائے۔ اللہ کے تمام عباد صالحین پر رحمت کا نزول ہو۔

محمد باقر آشتیانی ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

۲٦ آیت اللہ سید محمد حسینی شیرازی کا جواب :

سوال، مراسم عزا کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے کیا یہ جائز ہیں۔ واجب ہیں ؛ مراسم عزا جو بعض اوقات بعض لوگوں کے لیے مذاق بن جاتے ہیں اور باعث ضرر ثابت ہوتے ہیں کیا ان کا جواز یا استحباب باقی رہ جاتا ہے۔ یا نہ براہ نوازش اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

بغداد ۵ / ۷ / ٦۵ عباس ہادی

جواب :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مراسم عزا جیسے بھی ہوں جائز اور موجب ثواب ہیں۔ انشاء اللہ! ہاں ایسے ذرائع جن سے انسان کی جان یا کوئی عضو تلف ہو جائے شرعاً ناجائز ہیں معمولی سی ایسا نقصان جو مثل یا اتلاف کا موجب نہ ہے مراسم عزا میں جواز کے نہیں ہوگا۔ جہاں تک احکام شرعیہ کے مقام مذاق کا تعلق ہے یہ چیز ان کے جواز میں حارج نہیں ہوگی۔

کربلائے مقدسہ

محمد ابن مہدی حسینی شیرازی

۳۳۔ جواب آیۃ اللہ علی مدد نائینی :

جو کچھ استاد مرحوم آیۃ اللہ نائینی نے لکھا ہے بلا شک حق ہے اور

شکی مزاج کے سوا ان میں کوئی بھی شک نہیں کرے گا ۔

(احقر الجانی علی مدد نائینی)

دیگر معاصرین کے فتاوی !

۲۴ ۔ آیت اللہ شیخ عبدالکریم یزدی مقیم و مدفون قم مقدسہ

۲۵ ۔ آیت اللہ آقا میرزا علی آقای شیرازی

۲۶ ۔ آیت اللہ آقا سید محمد فیروز آبادی

۲۷ آیت اللہ الحاج آقا شیخ محمد حسین اصفہانی ۔

۲۸ ۔ آیت اللہ آقا الحاج حسین قمی طباطبائیؒ ۔

۲۹ آیت اللہ آقا شیخ محمد جواد بلاغی (بدرسی پیرامون مواکب حسینیہ ص ۱۲۴)

۳۰ فتوائے آیت اللہ سید احمد خوانساری دام ظلہ ۔

س ۔ جناب والا کی رائے مراسم عزا اور مراسم عزا کے سلسلہ میں ایت اللہ نائینی کے فتاوی کے متعلق کیا ہے؟

ج :۔ مراسم عزا کا موضوع روز روشن سے بھی زیادہ واضح تر ہے ۔

آفتاب نصف النہار کی مانند درخشاں ہے اور کسی تحریر کا محتاج نہیں

سید احمد خوانساری

● آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید محمد رضا موسوی گلپائیگانی مدظلہ کا جواب

ان تمام امور میں توضیح المسائل مسئلہ ۲۸۳۲ اور ۲۸۳۳ کی طرف رجوع کیا جائے ۔

۳۱ ۔ آیت اللہ شیخ محمد علی سیبویہ کا جواب !

بنام خدا : تمام مراسم عزا خواہ کسی قسم کے ہوں بشرطیکہ تلف جان کا سبب نہ بنیں جائز ہیں اور شعائر اللہ کی عظمت کے ذیل میں آتے ہیں ۔

(الاحقر محمد علی سیبویہ الحائری)

۳۲ ۔ آیت اللہ شیخ جعفر کاشف الغطاء فرماتے ہیں !

بعض ایسے امور جو شریعت سے متعلق ہیں لیکن ہمارے پاس ان کے لیے بالخصوص دلیل نہ ہو تو ایسی صورت میں معمولی دلائل سے تمسک کیا جاتا ہے یعنی ایسے امور کی انجام دہی دلیل خصوصی کے تحت نہیں ہوتی بلکہ دلیل عمومی کے تحت ہوتی ہے ۔ آگے چل کر فرماتے ہیں ۔ جیسا کہ سالار شہداء کی عزاداری میں مراسم عزا از قسم طبل زدن ۔ شبیہ بنانا ۔ سر ۔ چہرہ ۔ اور سینہ پر ماتم کرنا ایسے اعمال میں جن سے غم و اندوہ میں اضافہ ہوتا ہے ۔ جہاں تک ان مراسم کے از روئے شریعت حکم کا تعلق ہے تو سینہ زنی ۔ زنجیر زنی ۔ جلوس عزا نکالنا ۔ ان کی دستہ بندی کرنا عوامی راہوں اور سڑکوں پر آنا وغیرہ نہ صرف ان کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔ بلکہ ان کا باعث ثواب ہونا اور مستحب ہونا بھی خالی از اشکال ہے ۔

۴۳۔ آیت اللہ العظمیٰ ممقانی کا جواب:

مراسم عزا میں کسی قسم کا اشتباہ کرنا ہرگز درست نہیں ہے بلکہ اگر فقہاء جنہوں نے اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ حصول فقہ میں گزارا ہے۔ عصر حاضر میں جب وہ دیکھتے ہیں کہ اغیار نے ہر طرف سے ہر حیثیت سے اور ہر ذریعہ سے نور اہلبیتؑ کو خاموش کرنا چاہتے ہیں۔ مراسم عزا کے وجوب کفائی کا فتویٰ دیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

ان مراسم عزا میں کپڑے نکالنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ یہی مراسم عزا ہی تو ہیں۔ جن کی بدولت ہزاروں گمگشتگان راہ کو ہدایت نصیب ہوئی ہے۔ اور بعض مقامات پر تو اغیار مراسم عزا میں ہر قسم کی مالی امداد بھی کرتے ہیں۔

خداوند عالم ان لوگوں کو جزائے خیر دے جو سینہ زنی۔ اور سر اور منہ پر ماتم کرتے ہیں اور شبیہیں نکالتے ہیں۔

آیت اللہ ماحقانی کے دستخط

۴۴۔ آیۃ اللہ سرکار علامہ شیخ خضر ابن شلال اپنی کتاب ابواب الجنان میں رقمطراز ہیں:

تمام نصوص واحادیث اور اخبار و روایات سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ غریب کربلا کی عزاداری میں جتنے بھی مراسم عزا بجا لائے جاتے ہیں سب جائز ہیں خواہ سر و رخساروں پر طمانچے ہوں یا سینہ زنی وغیرہ۔ جیسا بھی ممکن ہو جائز ہے حتیٰ کہ اگر موت کا یقین بھی ہو تو بھی جائز ہے[1]

---

[1] آیۃ اللہ خضر آیۃ اللہ کاشف الغطا کے شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ آیت اللہ

۴۵۔ آیۃ اللہ مصلح کبیر شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء کا فتویٰ

ماخوذ از۔ آیات بینات:

خواہ مصیبت کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو اس پہ ماتم ناپسندیدہ امور سے ہے۔ لیکن صادق آل محمد نے عزاداری غریب کربلا کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ اگرچہ ہر قسم کا ماتم مکروہ ہے لیکن عزاداری سید الشہداء۔ گریبان چاک کرنا۔ سینہ زنی کرنا۔ منہ پر طمانچے لگانا سب کچھ جائز ہے۔

جہاں تک جسم کو تکلیف پہنچانے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں حضرت حجت کا زیارت ناحیہ میں حسب ذیل جملہ ہی کافی ہے۔

امام حسین سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں!
میں آنسوؤں کے عوض آپ کے غم میں خون روتا رہوں گا

قبل ازیں آپ کے جد بزرگوار امام زین العابدین بھی پانی کے عوض خون رو چکے تھے علامہ مجلسی نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں وضاحت سے موجود ہے کہ جب امام سجاد کے سامنے پانی کا جام لایا جاتا تھا تو آپ اسے دیکھتے ہی گریہ کرنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ پانی کا جام آنسوؤں سے پر ہو جاتا تھا۔ سانحہ کربلا کے غم انگیز مناظر کے پیش نظر اس قسم کے اور بھی دسیوں واقعات منقول ہیں۔

(بقیہ حاشیہ) آقائے بزرگ طہرانی نے الذریعہ میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضرت علی کو دیکھا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ میں قلم پکڑا دیا۔ جب بیدار ہوئے تو دیکھا فی الواقع وہی قلم ان کے ہاتھ میں تھا۔ اس قلم سے ابواب الجنان تالیف کی تھی۔

قسم بخدا ! عزاداری اللہ کا وسیع باب رحمت ہے اور ہر مصیبت میں کشتی نجات ہے ۔

کون وہ فرد ہے ۔ یا کون سی وہ طاقت ہے جو رحمت الہیٰہ کے اس کھلے دروازے کو بند کر سکے ؟ یا ذات احدیث اور اس کی مخلوق کے مابین اس عظیم وسیلہ کو ختم کر سکے ؟

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر موصوف فرماتے ہیں ۔

مراسم عزا حسینی وسائل میں سے ایک وسیلہ اور کشتی نجات کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں ۔ البتہ طبل زنی وغیرہ کو اگر آلات لہو ولعب سے شمار کیا جائے تو بھی از راہ اعلان اور تعظیم مراسم عزا ان کی اباحت اور مشروعیت قطعی طور پر غیر مشکوک ہے ۔ جہاں تک شمشیر زنی ۔ خنجر زنی ۔ وغیرہ جیسے حزن والے آلات ماتم کا تعلق ہے تو ۔ جب تک کسی چیز کی حرمت کا یقین نہ ہو اس وقت تک وہ حلال ہے کے قاعدہ کلیہ کے مطابق نہ صرف مذکورہ مراسم مباح ہیں ۔ بلکہ مراسم عزا کی تعظیم کے ارادہ سے ان کا بجالانا ۔ باعث ثواب اور مستحب ہے ۔

آگے چل کر فرماتے ہیں ۔ ایران کے کچھ عقیدت مندوں نے آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے حکیم سے فارسی میں حسب ذیل سوال کیا تھا ۔ انہوں نے جو جواب عنایت فرمایا تھا مع سوال یوں ہے ۔

سوال ۔ ہند اور پاکستان میں بالعموم تمام آلہ اطہار کے یوم شہادت پر اور بالخصوص امام حسین ع کے ایام عزا میں سینہ زنی کرتے ہوئے ۔ بلیڈ اور چاقو کرتے ہوئے ۔ زنجیر کرتے ہوئے ۔ بابرہنہ آگ میں چلے جاتے ہیں ۔ اس علاقہ میں اس قسم کے مراسم عزا تقویت ایمان ۔ اور آئمہ اہلبیت کی محبت میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں اگر ایسے امور سرانجام نہ دیئے جائیں تو تو بیدینی اور کے رواج پانے کا خطرہ ہے ۔

ایسی صورت میں سینہ زنی ۔ زنجیر زنی اور پا برہنہ آگ پر ماتم جائز ہے ۔ یا نہیں ؟

جواب ۔ بنام خدا ۔ اگر ضرر کا خطرہ نہ ہو ۔ عداوت کے بڑھنے کا ڈر نہ ہو ۔ اور عزاداری کا تحفظ مقصود ہو تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

سید محسن الطباطبائی الحکیم ۔

۳۶ ۔ آیت اللہ صاحب قوانین جن کا مزار قم مقدسہ میں قبرستان شیخاں میں ہے ۔ کی طرف سے آیت اللہ میرزا ابو القاسم قمی متوفی ۱۲۳۱ھ نے سینہ خوانی کے جواز بعد باعث ثواب اور استحباب کا فتویٰ جامع الشتات کے آخر میں مسائل متفرقہ کے ضمن میں نقل کیا ہے ۔

> صدیوں کے عرصہ پر مشتمل سانحہ کربلا کی
> شجاعت ناقابل فراموش ہے ۔
> اگر دین محمد میرے قتل کے بغیر نہیں بچتا
> تو تلوارو ۔ آؤ جسم شبیر حاضر ہے ۔

۳۷ ۔ مراسم عزا کے سلسلہ میں آیۃ اللہ صادق روحانی کا نظریہ !

خالق کائنات اللہ کی حمد سے محمد ص وآل محمد ص پر درود ۔ اور ان کے دشمنوں پر لعنت خدا ہو ۔ بعد ۔ مراسم عزا کے سلسلہ میں متعدد سوالات کیے گئے ہیں ۔ مثلاً جلوسوں کا سڑکوں کوچوں اور گلیوں میں آنا ۔ مشعل برداری کرنا ۔ علم اٹھانا ۔ سر پیٹنا ۔ سینہ زنی کرنا چاقو زنی کرنا ۔ سر پھوڑنا ۔ شبیہ خوانی کرنا ۔ وغیرہ جو شیعہ میں مدت مدید سے معمول عزاداری چلا آرہا ہے ۔

جوابات سے پہلے مناسب ہوگا اگر بطور تمہید چند مقدمات عرض کر

۱۔ شباب اہل جنت کے سردار[1]۔ اور ہر اس قافلہ کے سالار جو ظلم کے خلاف نبرد آزما رہتا ہے۔ کا قیام، اور آپ کی مقدس قربانی دین کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اس وقت پیش ہوئی تھی۔ جب دین کہنہ بلکہ نہ ہونے کے برابر ہو چکا تھا۔ یعنی اگر قیام امام عاشقاں نہ ہوتا تو دین کا فقط رسمی نام اور قرآن کے صرف الفاظ کے سوا کچھ نہ رہتا اسی لیے واقعہ کربلا کے بعد غیر متعصب تجزیہ نگاروں نے کہہ دیا تھا کہ۔ آغاز دین نبی اکرم سے ہوا تھا۔ اور خون شبیر نے اسے پائیدار بنا دیا ہے۔ الدین محمدی الحدوث و حسینی البقاء بنا بریں عزاداری امت مسلمہ کے لیے قربانی کی عملی تربیت ہے کہ جہاں کہیں ابن الوقت اور طالع آزما قسم کے لوگ حالات کو اپنے لیے ہموار دیکھ کر دین کے نام پر بدعات کو رواج دینے کی کوشش کریں اور سنت رسول کو نابود کرنے کی خاطر آگے بڑھیں تو ان کی راہ روکنے کی خاطر سینہ سپر ہونے کی تربیت پہلے سے موجود ہو تا کہ ظالم کی شکم سیری اور مظلوم کی بھوک میں اتحاد نہ ہو سکے عزاداری ظلم و جور کے مقابلہ میں ایک موثر ہتھیار ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے تجربہ گواہ ہے کہ جب کبھی عزاداری کو کمزور کیا گیا تو نتیجہ میں مکتب شیعیت کمزور پڑنے لگا۔ اور جب کبھی مراسم عزا کو عملی شروع کیا گیا تو

---

[1] اس سے حدیث نبوی کی طرف اشارہ ہے کہ

الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ،

حضرت امام حسن اور امام حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

احقاق الحق ج ۱۰ ص ۵۴۴

کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۰

احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۷۲

اجتماعی معاملات روبا صلاح ہونے لگے عزت رفتہ "پلٹ آئی" اور سعادت نے قدم چومے۔

۲۔ قربانی مظلوم کربلا نے خوابیدہ امت مسلمہ کو جگا کر دینی شعور بیدار کیا۔ اور مذہبی راہنماؤں نے مراسم و مجالس عزا قائم کر کے امت مسلمہ کو سانحہ کربلا کے اسباب و عوامل سے مطلع کیا۔ اس کے مقابلہ میں دشمنان دین نے مورچہ بندی کر رکھی ہے اور وہ سمجھ چکے ہیں کہ اگر صفحہ ہستی سے دین کو مٹانا ہے تو پہلے عزاداری کو ختم کرنا ہوگا۔ کیونکہ وہ دیکھ چکے ہیں۔ بالعموم عالم اسلام اور بالخصوص شیعہ مکتب فکر عزاداری کے زیر سایہ زندہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے مختلف ذرائع سے عزاداری میں کیڑے نکالنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور امت مسلمہ کے دل سے عزاداری کی قدر و منزلت کو کم کرنے کی خاطر واہیات قسم کے اعتراضات۔ بے بنیاد الزام لگانا شروع کر رکھے ہیں۔ کبھی جلسوں پر اور کبھی جلوسوں پر اور کبھی شبیہوں پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان اعتراضات کو دیکھا جائے تو مغالطوں اور مخالفت برائے مخالفت کے سوا کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔ البتہ ضعیف الایمان، سادہ لوح، اور کمزور عقیدہ کے لوگ ان سے ضرور متاثر ہوتے ہیں۔

۳۔ دو صدیوں سے یورپی سامراجیت نے اپنے خونی پنجے اسلامی ممالک میں بالعموم اور ایران میں بالخصوص گاڑنا شروع کر رکھے ہیں۔ اور وہ روز اول سے اس حقیقت سے آشنا ہو چکے ہیں کہ جب تک ملت مسلمہ احکام اسلام پر عمل پیرا رہے گی اسلامی تعلیمات کی معتقد رہے گی۔ اور قربانی حسین سے متاثر رہے گی۔ اسی وقت تک ان کی سامراجیت کو پھلانے، پھیلنے اور پھولنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔

برطانیہ کا وزیر اعظم گلیڈ سٹون اس حقیقت کا اعتراف بھی کر چکا ہے۔

چنانچہ ان لوگوں نے سیاسی جماعتیں تشکیل دیں۔ ان میں سے بعض مذہبی ، جماعتیں بھی بنائیں تاکہ ان کا عوام میں اثر زیادہ ہو۔ ان جماعتوں کی اسلامی ممالک میں بھرمار کردی۔ ان سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو اپنے مخصوص گماشتوں کے ذریعہ مراسم عزا کی مخالفت پر اکسایا کیونکہ انہی مراسم عزا ہی سے جعفری مسلک کی قوت اور شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور مخالفین لرز جاتے ہیں۔ واضح سی بات ہے کہ مراسم عزا کی بدولت ہی شیعوں میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہو جاتی ہے۔

مذکورہ تین مقدمات کے پیش نظر ایسے جلوسہائے عزا اور مراسم عزا جو محرمات سے پاک ہوں کا نکالنا اور ان پر عمل کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مسلمان کے لیے واجب ہے۔ کیونکہ دشمنان اسلام نے اسلام کو کالعدم کرنے کی خاطر انہی مراسم عزا کے خلاف مورچہ بندی کر رکھی ہے۔

جہاں تک سوالات کا تعلق ہے تو ان کے جوابات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ جلوسہائے عزا کا سڑکوں اور کوچوں میں بحالت مشعل برداری اور علم برداری میں آنا شرعاً نہ صرف ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ موجب ثواب ہے اور حسینی ذرائع نجات میں سے ایک ذریعہ نجات ہے۔

۲۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سینہ زنی۔ طمانچہ زنی خواہ اس سے خون بھی نکل آئے جائز ہے اس طرح پشت پر زنجیر زنی وغیرہ کے باعث ثواب ہونے میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ امام صادق سے مروی ہے کہ (امام حسین جیسے شہید پر گریبان چاک کیا جانا چاہیئے اور منہ پر طمانچے مارے جانے چاہیں۔

۳۔ لوگوں کو متوجہ کرنے۔ یا۔ اعلان وغیرہ کرنے کی خاطر ڈھول وغیرہ بجایا جائے تو بھی نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ بہتر ہے اور دعوت حسینی کے وسائل میں سے

ایک وسیلہ ہے۔

(۴۔ اگر خنجر زنی چاقو زنی اور تلوار زنی وغیرہ سے انسان کی جان یا کسی عضو کے جانے کا یقین نہ ہو تو بھی جائز ہے اور ان شعائر حسینی میں سے ہے جن کی تعظیم کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔)

۵۔ شبیہ خوانی اور شبیہ سازی وغیرہ جیسے مراسم عزا جو زمانہ قدیم سے شیعوں کے ہاں رونے اور رلانے کے لیے معمول ہیں بھی جائز ہیں۔

کیونکہ جو اثر دیکھنے میں آتا ہے۔ وہ سننے میں ہرگز نہیں ہوتا یہ فطری اور وجدانی معاملہ ہے جس سے ہر شخص بخوبی واقف و آشنا ہے۔

۸ صفر ۱۳۹۷ھ محمد صادق الحسینی الروحانی

> امام حسین ؑ فرماتے ہیں۔
> میں نہ تو از راہ تکبر۔ نہ از راہ سرکشی۔ اور نہ از راہ فساد مدینہ سے کوچ کر رہا ہوں۔ بلکہ میرا مقصد اپنے نانا کی امت میں اصلاح ہے۔ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں اور اپنے نانا اور والد کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہوں۔

۳۸۔ آیۃ اللہ سید محمد وحیدی کا مراسم عزا کے متعلق نظریہ:

سید الشہداء سے متعلق تمام مراسم عزا جو کہ شیعہ اور غیر شیعہ میں معمولی و متعارف نہیں ان کی تعظیم عمومات شرعیہ کے کی رو سے ایک شرعی مطلوب اور باعث ثواب و اجر ہے۔ مثلاً من بکی او ابکی او تباکی وغیرہ۔

خنجر زنی۔ زنجیر زنی۔ اور سینہ زنی۔ میں اگر یقین موت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں

ہے۔ معروف اور مشہور روایت میں ہے کہ عقیلہ بنی ہاشم نے عزاداری میں اپنی پیشانی کو زخمی کیا۔ جب کہ از روئے مسلمات تاریخیہ اس مخدرہ کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ معصومین کی فہرست میں نہ ہونے کے باوجود یہ مخدرہ مقام عصمت کی حاصل ہے۔ بی بی کا یہ عمل بہت سے شبہات کو ختم کر دیتا ہے۔

مظلوم کربلا۔ اولاد مظلوم کربلا۔ اصحاب مظلوم کربلا۔ اور تمام عزاداروں پر سلام ہو۔

۴ ذی الحجہ ۹۷ھ رقم سید محمد وحیدی

۳۹۔ آیت اللہ شیخ یحییٰ نوری تہران۔ کا نظریہ:

آیۃ اللہ استاد الفقہاء والمجتہدین آقائے نائینی کا فتویٰ اس سلسلہ میں جامع تر اور قابل قبول ہے۔

۲۵ ذی الحجہ ۹۷ھ العبد یحییٰ نوری

۴۰۔ آیۃ اللہ سید علی فانی اصفہانی کا نظریہ

ہمارے نزدیک تقرب الٰہی اور تقرب ختمی مرتبت و ائمہ اہلبیت کا عمدہ ترین ذریعہ اور وسیلہ رائج مراسم عزائے غریب کربلا ہیں۔ کیونکہ ان مراسم عزا کے ذریعہ ائمہ اہلبیت کا مشن زندہ ہے۔ مراسم عزا کیا ہیں؟ یہی کہ ان میں ائمہ اہلبیت کے فضائل مصائب مرثیہ جات مجالس میں برسر منبر بیان کرکے امام حسین آپ کے اصحاب و اہلبیت پر رویا جاتا ہے۔ سینہ زنی کی جاتی ہے۔ منہ پر طمانچے مارے جاتے ہیں زنجیر زنی ہوتی۔ جلوس سڑکوں پر آجاتے ہیں۔ بلکہ چاقو زنی شبیہ خوانی اور طبل زنی ہوتی ہے اور آگ پر ماتم کیا جاتا ہے۔ ذرا تفصیل سے ملاحظہ فرمایئے۔

اوّل۔ رسالت الٰہیہ کی تبلیغ اور احکام ربانی کی نشر و اشاعت انہی مراسم عزا ہی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جیسا کہ شیعیان اہلبیت میں مراسم عزا متعارف ہیں۔ یہی مراسم عزا عوام کے حاضری کا سبب ہیں۔ ذاکرین اور خطباء۔ دعوت حق۔ معارف الٰہیہ کی نشر و اشاعت مسائل شرعیہ کی تبلیغ اور اصول دین کا پرچار برسر منبر کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی راہ ہے۔ کہ جس پر چل کر عقائد و احکام اسلام سے آشنائی ہوتی ہے۔ واضح سی بات ہے۔ کہ جو شخص ان مراسم عزا میں شرکت کرتا ہے۔ بلکہ چاہیئے۔ ہر شخص مراسم عزا میں شرکت اپنے لیے ضروری سمجھے۔ لامحالہ منبر پر بیان ہو تو اسے احکام سنتا ہے۔ جب سنتا ہے۔ تو انہیں سمجھتا بھی ہے۔ جس کا نتیجہ عقائد و احکام اسلام سے واقفیت ہوتی ہے۔

دوم۔ جو لوگ مطالعہ احادیث کرتے ہیں وہ اس حقیقت سے اشنا ہیں کہ آئمہ اہلبیت نے اپنے مشن کو زندہ رکھنے اور اس کے حقائق بیان کرنے کی خاطر کس قدر امادہ کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہرگز نہ تھا کہ ہمیں کوئی پہچانتا نہیں ہے۔ لہذا اس ذریعہ سے ہمارا تعارف ہوگا۔ بلکہ اس کا مقصد عوام کو دین و قرآن کے عقائد حقہ سے آگاہ کرنا اور عقائد احکام اسلام کے قریب تر کرنا تھا۔ اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ائمہ اہلبیت کے مشن کو زندہ رکھنے کا موثر ترین ذریعہ مراسم عزا ہیں خواہ ذاکرین و مقررین ہوں یا سامعین۔

سوم۔ مظلوم کربلا کے لیے رونا۔ رلانا۔ اور رلانے کی کوشش کرنا ان امور سے ہیں جن کے متعلق احادیث و روایات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ بلکہ اس حد تک تشویق کی گئی ہے کہ اگر مجلس عزا میں رونے یا رلانے والے کی آنکھ سے صرف اس قدر بھی آنسو نکل آئے جس سے مکھی کا پر تر ہو جائے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ مراسم عزا معتقدین افراد کے لیے رونے اور رلانے کا وجدانی اور فطری ذریعہ ہیں۔

چہارم :۔ کون نہیں جانتا کہ مجالس و مراسم عزا واحد وہ ذریعہ ہیں جس سے متفرق شیعہ جمع ہوتے ہیں۔ اور شیعہ میں عملی یگانگت اور ہم آہنگی ہوتی ہے۔ اور ملت شیعہ میں مراسم عزا یا مجالس عزا کے علاوہ متحدہ منطقی اجتماع کسی اور ذریعہ سے ممکن نہیں ہے۔

انہی مراسم عزا کی بدولت شیعہ اجتماع نے عظمت حاصل کی ہے۔ انہی مراسم عزا کے اجتماعات میں جن سے مخالفین کا پتہ پانی ہوجاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شیعہ مخالفین ہر طریقہ سے اور ہر ذریعہ سے شیعوں میں اختلاف و تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا ذریعہ انہوں نے مراسم عزا کی مخالفت اور ان میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رکھی ہیں۔

پنجم :۔ ظلم کے خلاف آمادہ پیکار ہونا انہی مراسم عزا کا مرہون منت ہے۔ کیونکہ جب انسان ظلم و جور کا چہرہ دیکھتا ہے تو ظلم سے نفرت کرتا ہے۔ خواہ وہ ظلم اس کے اپنے اندر ہی موجود کیوں نہ ہو۔ اور شبیہ سازی سے زیادہ کرتی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس سے انسان فطری انداز میں ظلم سے واقفیت حاصل کر سکے۔

ششم :۔ سانحہ کربلا کی سرخ کہانی جس میں شجاعت ہے۔ عزت نفس ہے۔ سخاوت ہے۔ حدیث فکر ہے۔ اور راہنمائی ہے کہ ذریعہ فتنہ پردازوں کا ظلم واضح ہوتا ہے۔

جو شخص اس حادثہ فاجعہ اور اس کے آغاز و انجام کا گہری نظر سے مطالعہ کرے پھر جلوس ہائے عزا میں غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ آزادی فکر اور آزادی رائے کے حامل ایسے افراد ملت صرف اسی جگہ میسر آ سکتے ہیں۔ جنہوں نے ادا الہیہ کے سامنے اپنے سرہائے تسلیم خم کیے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے ملکوتی افکار اور الفائے

عہد ملکہ حاضرین کی فکر میں بصورت نقش کندہ ہوتا ہے اور انسان اپنے اندر وہ عادات و اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو کربلا والوں میں تھیں۔ اور یہی کامیابی ہے۔

۷ ۔ امام حسینؑ خود اور اپنی اولاد کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ آپ کے اہلبیتؑ کو رسن بستہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد مقصد یزید واضح تھا۔ دین اور احکام دین واجبات الہیہ اور خالق کا دیا ہوا ضابطہ حیات معطل کر دیا گیا۔ مگر امام حسینؑ کی شہادت نے یزیدی مشن کو خاک میں ملا دیا۔ دین خالق پائندہ ہو گیا۔ یزید کی سر سوچ حرف غلط کی طرح مٹ گئی۔ کافر تیروں کی برسات میں ادا کردہ نماز نے تاقیامت نماز کو بقا دے دی۔ آپ نے زکوٰۃ ادا کی۔ امر بالمعروف کیا۔ نہی عن المنکر کیا۔

بنابریں مراسم عزا فی الواقع عملاً اور فوائد زکوٰۃ۔ نماز۔ روزہ۔ اور دیگر احکام شرعیہ کے احیاء کی یاد ہیں۔ اگر عزادار اور سامعین بغور مجلس عزا سنیں تو از خود مائل بواجبات ہو جائیں گے۔

۸ ۔ کافی سے زیادہ روایات میں ہے کہ مجالس اور مراسم عزا میں دولت خرچ کرنے کا بے اندازہ ثواب ہے۔ واضح سی بات ہے کہ۔ ذکر حسین کی خواہ کوئی بھی کیفیت بہت زیادہ اخراجات کی حامل ہوگی۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ مراسم عزا میں شریک ہونے والے شیعہ اور غیر شیعہ فقراء کو معمول کے مطابق کھانا میسر آجاتا ہے۔ اسی لیے ائمہ اہلبیت سے مراسم عزا میں خرچ ہونے والے مال پر اجر عظیم کی بشارت دی ہے۔

مراسم عزا کے بے شمار مفادات میں سے یہ چند ایک تھے جو ہم نے پیش کیے ہیں۔ مراسم عزا پر بہت سے اعتراضات اور اشکالات کیے جاتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان کے جوابات بھی عرض کر دیئے جائیں۔ کیونکہ اگر شک انگیزوں کے منہ پر مضبوط زنجیر نہ باندھی گئی تو اب جو اعتراضات مراسم عزا پر کیے جاتے ہیں پھر ان کا دائرہ وسیع ہو کر

عزاداری اور عزاداروں تک وسیع ہو جائے گا۔ اس پر بھی اکتفا نہیں کیا جائے گا ایک مقام اور آگے بڑھا کر یہ لوگ مشاہد ائمۂ اہلبیت کی زیارت اور غریب کربلا پر گریہ کرنا ہدف طعن بنا لیں گے اور اپنی خارجیت کا برملا اظہار کرنا شروع کر دیں گے۔ اس سلسلہ میں مختصر بات کافی نہیں ہوگی۔ ہم ذرا تفصیل میں جائیں گے۔ کیونکہ ہمارے غریب شیعہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں میں گھر رہے ہیں۔ ہمیں جتنے شاید مخالفین سے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جا سکا ان کا شکوہ ہم بارگاہ خالق ہی میں کریں گے۔

اب مخالفین عزاداری کے اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کرتے ہیں۔ اور ایک ایک کر کے ان کے جوابات پیش کریں گے۔

۱۔ کیا عزاداری بدعت ہے؟

سب سے پہلے اعتراض جو مخالفین عزاداری کرتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ موجودہ مراسم عزاداری ائمہ اہلبیت کے زمانہ میں نہ تھے۔ جب کہ ائمۂ اہلبیت خود صاحب عزا تھے۔

(جو مراسم عزا شیعہ کرتے ہیں کسی حدیث میں انکا ثبوت نہیں ملتا۔ لہذا یہ بدعت ہیں۔ بدعت گمراہی ہوتی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

جواب ا۔ اس اعتراض کا جواب اعتراض ہی میں موجود ہے۔ ان لوگوں نے شاید بدعت کی تعریف ہی نہیں پڑھی۔ ہر وہ بات جو آنحضور کے بعد پیدا ہو بدعت نہیں کہلاتی بلکہ بدعت ان احکام کا نام ہے جن کا زمانہ نبوی میں کوئی وجود نہ ہو بعد میں انہیں احکام اسلام کے بطور رواج دیا جائے۔ بدعت اور بدعت رائج کرنے والے کے سلسلہ میں بے شمار احادیث نبویہ اور فرامین ائمۂ اہلبیت موجود ہیں۔

مورد بدعت کی عقل بھی مذمت کرتی ہے۔ اگر اس قسم کے تمام امور کو بدعت قرار دیا جائے تو آنحضور کے بعد پیدا ہونے والے مسائل اور شبہات جب کہ

ہیں کیا کیا جائے گا۔ جب کہ بعض روایات میں ایسے مقامات پر مکلف کو بری الذمہ قرار دیا گیا ہے۔ اور عقل شبہات حکیمہ کے ترک پر مکلف کی مذمت کرتی ہے۔

جب کہ مراسم عزا ہرگز اس قسم سے نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس قسم سے ہو سکتے ہیں کیونکہ امام حسین ع پر رونے۔ رلانے اور رونے کی شکل بنانے کا حکم ہے ظاہر ہے موضوع مامور ایک تولیدی فعل ہے اور ہر تولیدی فعل کی علت ہوتی ہے۔ وہ علت قولی بھی ہو سکتی ہے۔ اور عملی بھی۔ قولی علت ذکر مصائب اور مرثیہ خوانی ہو ہوگی جب کہ عملی علت شبیہ سازی اور شبیہ خوانی ہوگی۔

اس مقام پر فقیہ کا وظیفہ یہ ہے کہ مراسم عزا کے جواز کا حکم لگائے۔ کیوں کہ رلانا حتماً باعث ثواب ہے اور رلانا ان شبیہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تعزیت ایک ایسا ارادی عنوان ہے جو محتاج اظہار ہے۔ اور اظہار عزا کے جغرافیائی اعتبار سے مختلف ذرائع ہیں۔ اس وقت جو کچھ شیعوں میں مراسم عزا رائج ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس سے شارع مقدس نے منع فرمایا ہو۔ یا عقل نے اسے قبیح قرار دیا ہو۔

لہذا اعتراض کنندگان کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ بدعت کی تعریف سمجھنے کی کوشش کریں۔ پھر اگر ممکن ہو تو بدعت کو مراسم عزا پر منطبق کریں۔

• کیا عزاداری مقام مذاق ہے؟

یہ کیا بھی ایک اعتراض ہے کہ عصر حاضر میں جب ہمارے جلوس ہائے عزا سڑکوں اور گلیوں میں آتے ہیں تو مخالفین ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔ لہذا انہیں بند ہونا چاہیے

جواب یہ ہے کہ:۔

ہر مذہب و ملت میں کچھ اجتماعی مراسم ہوتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اقوام

عالم میں سے کسی بھی مذہب کے اجتماعی مراسم ہمارے مراسم عزا سے بہتر نہیں ہونگے لہٰذا یہ وہم غلط اور بے بنیاد ہے۔ علاوہ ازیں جہاں تک دین اور احکام دین کا تعلق ہے وہ اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ لوگ مذاق اڑاتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی کے مذاق اڑانے سے احکام اسلام بدلے جا سکتے ہیں۔ اگر ہم احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں تو ان کے اعمال کا ہم بھی مذاق اڑا سکتے ہیں۔ کیا جو لوگ تباہ کاریوں پر فخر کرتے ہیں۔ بے دینی کو ہدایت سمجھتے ہیں اور ہر جرم کو ترقی کی طرف ایک قدم سمجھتے ہیں۔ یہ چیزیں قابل مذاق نہیں ہیں۔ یہ لوگ ہمیں رجعت پسندی کا طعنہ دیتے ہیں۔ یہ صرف دشمن کی چالیں ہیں جن کے ذریعہ وہ ہمیں ہماری وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہمارے مراسم عزا کا مذاق اڑاتے ہیں تاکہ یہ لوگ اور ہم ایک دوسرے کے دست و گریباں ہو جائیں۔ ہم کبھی بھی قرآن و اہلبیت کا دامن تمسک ترک نہ کریں گے۔

عزاداری میں ہونے والے اخراجات کیا بے فائدہ اور بے ثمر ہیں؟

دشمنان عزاداری کہتے ہیں کہ عزاداری پر خرچ کی جانے والی رقم اگر اقتصادی نظام میں خرچ کی جائے تو اس کے مفادات زیادہ ہوں گے۔ دشمنان عزاداری ان اخراجات کو اسراف اور فضول خرچی سے تعبیر کرتے ہیں۔

جواب :۔ بہترین مال وہ ہے جس کے ذریعہ انسان امام تک رسائی حاصل کرے روایات ائمہ اہلبیت میں بکثرت موجود ہے۔ کہ عزاداری پر صرف کئے جانے والے مال کا ثواب بے شمار ہے مصلحت امام کا تحفظ اسی میں ہے۔ کہ انسان اپنی دولت عظمت امامت کو اجاگر کرنے میں صرف کرے۔ کاش اعتراض کنندہ یہ حقیقت سمجھ لیتا کہ اقتصادی حالت عزاداری پر خرچ نہ کرنے سے نہ سدھر گئی بلکہ اقتصادی حالت بہ غفلت شماری۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑنے اور بیہودہ

تفریحات کے ترک کرنے سے سدھر سکتی ہے۔

اعتراض ۴

مراسم عزا پر چوتھا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ۔ زنجیر زنی۔ چاقو۔ زنی وغیرہ اور ہر ماتم سے جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ جو کہ حرام ہے اور کوئی بھی مستحب کام حرام راہ سے ہرگز نہیں کیا جاتا۔

بشرطیکہ ان کا انجام واقعی کسی عضو یا جان کا اتلاف نہ ہو۔ مثلاً چاقو زنی جیسا کہ آج کل متعارف ہے۔ میں قطعاً خوف جان نہیں ہوتا۔ جب خوف جان نہیں ہوتا تو نفس کو ہلاکت میں ڈالنے والا حکم لاگو نہیں ہوگا۔ اس طرح ہماری شنید کے مطابق آگ پر ماتم بھی تلف جان کا سبب نہیں ہوتا۔ اور نہ۔ لاتقتلوا انفسکم کے حکم میں آتا ہے۔ یا۔ اس قول معصوم کہ۔ المومن لایقتل نفسہ۔ کے ضمن میں بھی نہیں آتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب شرعاً کسی عضو کو زخمی کرنا حرام نہیں ہے تو پھر زنجیر زنی کو کیسے حرام کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ متواترات تاریخ سے ہے کہ یوم عاشور ہاشمی مستورات نے طمانچے بھی مارے ہیں اور سینہ زنی وغیرہ بھی کی ہے۔

شبیہہ خوانی :

شبیہہ خوانی پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ کام غلط اور ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ اس میں دشمنان خدا و رسول سے مشابہت پیدا کرنا ہوتی ہے۔ جو حرام ہے۔ اس طرح شہدائے کربلا کی شبیہہ بننا ہوتا ہے جو ان کی توہین ہے اور ان کی توہین بھی حرام ہے۔

جواب :-

یہ درست ہے کہ دشمنان خدا سے شباہت حرام ہے مگر کیا۔ جب اس شباہت کے ذریعہ انسان ان میں شمار ہونے لگے۔ ان کی جماعت کا ایک فرد بن جائے۔ ان کی راہ پہ چلنے لگے صرف ان کا لباس پہن لینے سے جو بطور علامت ہوتا ہے اور وہی لباس دشمنان خدا کی نفرت کا سبب بنتا ہے۔ یہ تشبیہ حرام نہیں ہے جہاں تک اولیاء اللہ سے تشبیہ کا تعلق ہے تو اس سے مقصود صرف اور صرف ان کی مظلومیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ان کی مظلومیت کا اظہار نہ صرف یہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ان کے تقرب کا ایک ذریعہ ہے۔

جناب سید الشہداء کی صدائے "ھل من ناصر ینصرنا" کا جواب مجھے تو آج انہی مراسم عزا کے قیام میں نظر آتا ہے۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ زنجیر زنی اور چاقو زنی کا جواز اس یقین سے مشروط ہے کہ سبب موت نہیں بنے گا۔ اور بالعموم مشاہدہ ہی ہے کہ مذکورہ امور موت کا سبب نہیں بنتے۔

اپنی اس خوش نصیبی پر ذات احدیت کا شکر کرتا ہوں اور برادران ایمانی کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنے جائز امور میں ناجائز امور ہرگز شامل نہ کریں۔ اور محبت امام حسین کے نام میں نماز اور دیگر واجبات کو ترک نہ کریں۔

۱۴ صفر ۱۳۸۴ھ

(علی حسینی اصفہانی علامہ فانی)

مراجع تقلید شیعیان جہاں فقہاء و مجتہدین کے امضاء اور تقاریر

ان علماء و مراجع عظام کے اسماء کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے زندگی بھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ انہوں نے ملت اور حکومتوں میں

زندگی بسر کی مراسم عزاداری کے سلسلہ میں انہوں نے سینہ زنی زنجیر زنی وغیرہ کو دیکھا سنا اور جانا اس کے استحباب جواز کا حکم دیا یا خاموش رہے اس کی خاموشی تقریر کے حکم میں آتی ہے۔ یعنی انہوں نے منع بھی نہیں فرمایا اگر حکم نہیں دیا۔ وہ درج ذیل ہیں...

حاجی محمد جعفر آبادہ اصفہانی متوفی		۱۲۸۰
آخوند ملا کاظم خراسانی	=	۱۳۲۹
آقا باقر بہبہانی استاد	=	۱۲۰۵
آقا جمال خوانساری	=	۱۱۲۱
آقا ضیاء عراقی	=	۱۳۶۱
آقا نجفی شیخ محمد نقی	=	۱۳۳۱
حاجی شیخ عبد الکریم حائری یزدی	=	۱۳۵۵
[redacted]		[redacted]
حاجی ملا محمد اشرفی	=	۱۳۱۵
سید ابوالقاسم اشکوری گیلانی	=	۱۳۴۹
سید حسین اشکوری گیلانی	=	۱۳۴۹

آقا سید ابو الحسن اصفهانی	متوفّی	١٣۶۵
شیخ مرتضی انصاری	=	١٢٨١
آقا ابو القاسم اردوبادی	=	١٣٣٣
سید ماجد بحرانی	=	١٠٢٨
سید هاشم بحرانی	=	١١٠٩
سید مهدی بحر العلوم	=	١٢١٢
ملاّ محمد برغانی	=	١٢۶۴
ملاّ محمّد صالح برغانی	=	١٢٧٠
حاج ملاّ علی برغانی	=	١٢۶۴
شیخ محمّد جواد بلاغی	=	١٣۵٢
سید علی هندی	=	١٣١٢
میر فیض اللّه تفریشی	=	١٠٢۵
ملاّ عبد اللّه تونی	=	١٠٧١
شیخ هادی تهرانی	=	١٣٢١
شیخ عبدالحسین تهرانی		١٢٨۶
علی بن موسی ثقة الاسلام تبریزی شهید	-	١٣٣
حاج سید محمّد جاپلقی	-	١٢٨٠
سید ابو الحسین جلوه اصفهانی	=	١٣١۴
آقا سید علی آقا تبریزی	=	١٢۶٠
حاجی ملاّ عبد اللّه بروجردی	=	١٢٧١
سید محمّد باقر حجة الاسلام اصفهانی	=	١٢۶٠

میرزا محمد تقی تبریزی	متوفی	١٣١٢
شیخ حر عاملی	=	١١٠۴
شیخ جعفر حویزهٔ اصفهانی	=	١١١۵
سید خلف حویزهٔ	=	١٠٧۴
سید علیخان مدنی	=	١١١٨
امیر عبد الباقی خاتون آبادی	=	١٢٠٧
امیر محمد حسین خاتون آبادی	=	١٢٣١
امیر محمد صالح خاتون آبادی	=	١١٧٧
حاجی شیخ مهدی خالصی کاظمینی	=	١٣۴٢
حاجی میرزا حسین خلیلی	=	١٣٢۶
شیخ محسن خنفر	=	١٢۴٧
سید ابو تراب خوانساری	=	١٣۴۶
سید حسین خوانساری	=	١١٩١
سید محمد مهدی خوانساری (معاصر)		
میرزا محمد هاشم خوانساری	=	١٣١٨
حاجی میرزا ابراهیم خوئی	=	١٣٢۵
حاجی سید مهدی حلی نجفی	=	١٣٠٠
حاجی شیخ جعفر شوشتری	=	١٣٠٣
شیخ محمد حسین اردکانی	=	١٣٠۵
حاجی ملا علی کنی	=	١٣٠۶
میر حامد حسین هندی	=	١٣٠۶

حاج ملا احمد کبیر	=	۱۳۰۶
ملا نظرعلی طالقانی	=	۱۳۰۶
حاجی سید محمد ابراهیم هندی	=	۱۳۰۷
شیخ زین العابدین مازندرانی	=	۱۳۰۹
حاجی شیخ محمد حسین مازندرانی	=	۱۳۳۹
میرزا محمد باقر صاحب روضات	=	۱۳۱۳
حاجی میرزا حبیب الله رشتی	=	۱۳۱۲
شیخ محمد حسین ممقانی	=	۱۳۲۳
شیخ محمد طه نجفی	=	۱۳۲۳
شیخ محمد شربیانی	=	۱۳۲۲
حاجی شیخ مرتضی آشتیانی	=	۱۳۶۵
حاجی آقا حسین قمی	=	۱۳۶۶
حاجی آقا رضا همدانی	=	۱۳۲۲
سید محمد کاظم یزدی	=	۱۳۳۷
حاجی مصطفی کاشی	=	۱۳۳۶
حاجی سید اسماعیل صدر	=	۱۳۳۷
حاجی شیخ فضل الله شیخ الشریعه اصفهانی	=	۱۳۳۹
میرزا محمد تقی شیرازی	=	۱۳۳۹
شیخ ابراهیم لنکرانی	=	۱۳۱۴
شیخ محمد باقر اصفهانی	=	۱۳۰۰
شیخ محمد تقی صاحب حاشیه	=	۱۲۸۵

آخوند ملا لطف الله مازندرانی	=	۱۳۱۱
شیخ محمد کاظمی	=	۱۳۰۸
شیخ محمد حسن آل یس	=	۱۳۰۸
سید حسین آل بحر العلوم	=	۱۳۱۸
سید علی آل بحر العلوم	=	۱۲۹۸
سید محمد آل بحر العلوم	=	۱۳۲۶
میرزا محمد علی قرجه داغی	=	۱۳۰۶
ملا محمد خوانساری	=	۱۳۳۷
سید ناصر بصری	=	۱۳۳۲
شیخ محمد قاسم اردوبادی	=	۱۳۳۳
حاجی شیخ فضل الله نوری شهید	=	۱۳۲۷
شیخ فضل الله مازندرانی	=	۱۳۴۵
سید محمد فیروزآبادی	=	۱۳۴۵
شیخ شعبان رشتی نجفی	=	۱۳۴۸
حاجی آقا مهدی کرمانشاهی	=	۱۳۴۶
شیخ احمد آل کاشف الغطاء	=	۱۳۴۴
میرزا صادق تبریزی	=	
شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء	=	۱۳۷۲
شیخ محمد شوشتری مسموم	=	۱۳۲۷
شیخ محمد امین آل شیخ اسد الله	=	۱۳۳۴
شیخ عبد الحسین شوشتری	=	

آقا میرزا علی اکبر آقا اردبیلی	=	۱۳۴۶
شیخ راضی خالصی	=	۱۳۴۷
سید حسین اشکوری نجفی	=	۱۳۴۷
شیخ راضی کاظمی	=	۱۳۱۴
شیخ حسین رشتی	=	۱۳۴۸
شیخ محمد حسین صاحب جواهر	=	۱۲۶۶
شیخ یوسف بحرانی	=	۱۱۸۶
شیخ جعفر کاشف العطاء	=	۱۲۲۷
شیخ حسن کاشف الغطاء	=	۱۲۶۲
شیخ موسی کاشف الغطاء	=	۱۲۴۲
حاج میرزا موسی تبریزی	=	۱۳۰۰
صدر الدین صدر سید حسن عاملی	=	۱۳۵۴
حاجی میرزا محمد علی قرجه داغی	=	۱۳۱۰
صدر الدین صدر	=	۱۳۷۰
صدر الدین سید محمد عاملی اصفهانی	=	۱۲۶۳
سید صدرالدین قمی شارح وافی	=	۱۳۵۰
سید محسن اعرجی	=	
حاجی ملا حسن قزوینی	=	۱۲۴۰
میر سید علی صاحب ریاض	=	۱۲۳۱
سید ابراهیم صاحب ضوابط	=	۱۲۶۲
میر فتاح صاحب عناوین	=	۱۲۵۰

شیخ محمد حسین صاحب فصول	متوفی	۱۲۶۱
میرزا محمد تنکابنی صاحب قصص	=	۱۳۰۲
شیخ محمود عراقی	=	۱۳۱۰
حاجی ملا مهدی نراقی	=	۱۲۴۴
حاج شیخ علی اکبر نهاوندی	=	۱۳۶۹
حاجی میرزا بهاء الدین نوری	=	۱۳۴۳
سید اسماعیل نوری	=	۱۳۲۱
سید جواد عاملی	=	۱۳۳۶
حاجی میرزا حسین نوری	=	۱۳۲۱
شیخ اسد الله صاحب مقابس	=	۱۲۳۴
آقای محمد علی صاحب مقامع	=	۱۲۱۶
سید محمد مجاهد	=	۱۲۴۲
میرزا محمد حسین نائینی	=	۱۳۵۵
شیخ عبد الله مامقانی	=	۱۳۵۱
آقا شیخ عبد الله مازندرانی	=	۱۳۳۰
سید ابراهیم سید حیدر کاظمی	=	۱۳۰۸
سید جواد بن سید حیدر	=	۱۳۲۱
ملا آقا دربندی	=	۱۲۸۴
حاجی سید علی نقی ابن سید مجاهد	=	۱۲۸۹
سید محمد باقر قزوینی	=	۱۲۸۶
آقا سید علی قزوینی	=	۱۲۹۸

حاجی سید اسد الله اصفهانی	متوفی	۱۲۹۰
حاجی ملا محمد کاشی	=	۱۲۹۷
سید صادق طهرانی	=	۱۳۰۰
حاجی میرزا لطفعلی تبریزی	=	۱۳۰۷
حاجی میرزا حسین شهرستانی	=	۱۳۱۵
حاجی میرزا علی شهرستانی	=	۱۳۴۴
سید ابو القاسم ده گردی	=	۱۳۵۳
میرزا ابو القاسم کلانتری	=	۱۲۹۲
حاجی محمد ابراهیم کرباسی	=	۱۲۶۲
میرزا ابو القاسم قمی	=	۱۲۳۱
ملا محمد شریف العلماء	=	۱۲۴۵
ملا محمد فاضل ایروانی	=	۱۳۰۶
سید حسین کوه کمری	=	۱۲۹۹
میرزا عبد الرحیم نهاوندی	=	۱۳۰۴
ملا اسماعیل قره باغی	=	
ملا خلیل قزوینی	=	۱۰۸۹
سید مهدی قزوینی	=	۱۳۰۰
ملا حبیب الله کاشی	=	۱۳۴۰
حاجی میرزا محمود شیخ الاسلام	=	۱۳۱۰
حاجی میرزا موسی تبریزی	=	۱۳۰۰
حاجی میرزا علی ایروانی	=	۱۳۵۴

نقل از: مواکب الحسینیة

اولیاء اللہ کے لیے اللہ کے حسن ابتلا پر اللہ کی حمد ہے۔ اور مخلوق خدا میں سے بہترین دانشمند محبوبین خالق میں سے زیادہ صابر محمد امین اور اس کی آل پر درود۔

اما بعد۔ کسی شخص کے لیے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ عزائے امام حسین کے جملہ مراسم جو ایام عزا میں شیعیان امام حسین و امام بارگاہوں۔ مقدس مقامات عبادت گاہوں۔ گھروں۔ مقیم اور موبائیل انجمنوں کے ذریعہ کوچوں۔ بازاروں۔ راستوں میں شب و روز مشغول زین در گھوڑوں۔ تشبیہات اور تمثیلات مجہودہ یا دیگر معہودہ کی صورت میں تشکیل دیئے جاتے ہیں یہ سب کچھ تقربات الٰہی کے ذرائع میں سے افضل ترین ذریعہ ہیں بعد فلاح اخروی کے وسائل میں سے اہم وسیلہ اور ثواب دائمی کے اسباب میں سے قریب ترین سبب ہے۔

کچھ لوگ جو تقریر و تحریر سے ان مراسم عزا کی مخالفت کرتے پھرتے ہیں۔ یہ صرف اموی زہریلا پروپیگنڈہ اور فروانی انداز فکر کی ترویج و تبلیغ کے سوا کچھ نہیں جو پرسکون افکار اور خاموش اذہان میں زہر گھولتے ہیں۔ اپنے استدلال میں لہو و لعب اور لاضرر و لا ضرار فی الدین جیسے امور پیش کرتے ہیں جو کوتاہ اندیشی ہے۔ کیونکہ صداقت لہو و لعب کے لیے قصد لہو و لعب کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جب کہ مراسم عزا میں قصد لہو و لعب قطعاً مفقود ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اصول یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کے کام کو اسی بات پر محمول کیا جائے جو اس کا تقاضا ہو۔ بالخصوص ایسے افراد کے اعمال جو از سرتا پا محبت محمد و آل

محمد میں سرشار اور مصائب محمد و آل محمد میں سوگوار ہوتے ہیں۔

اگر ہم وقت و حالات کی نظر سے تاریخ کا مطالعہ کریں تو ایسے وقت جب شیعہ کے لیے روئے ارض تنگ کر دیا تھا۔ پوری ملت شیعہ تقیہ میں تھی۔ اس وقت کے ان سنگین حالات میں بھی ائمہ اہلبیت نے اپنے شیعوں کو زیارت امام حسین پر آمادہ کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اور رہی متاع دین ہمارے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے جس سے ہم بعض شیطان صفت مفترین اور مؤلفین کی لرزہ سرائیوں کا توڑ کر سکتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر ملت کے افراد کا نصب العین دنیائے فانی میں مصائب برداشت کر کے آخرت کے اجر و ثواب کا حصول ہے۔ لیکن اس دور میں جو ترقی کا دور کہلاتا ہے۔ اور انسان نے آسمانوں کے راستے تلاش کر لیے ہیں اپنے کو روشن فکر کہلانے لگا ہے۔ سب کچھ کے باوجود اس نے بعض غیبی اسرار سے نظریں موندلی ہیں۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ خوف خدا سے رونا یا بزم عزا میں ماتم کرنا انسان کے لیے باعث نقصان ہے کیونکہ ایسا کہنا ضروریات دینیہ ضروریات مذہبیہ اور ضروریات اسلامیہ سے واضح انکار ہے۔

جب کہ ہر مومن کو یہ یقین ہے کہ تمام امور خالق عالم کے دست قدرت کے قبضہ میں ہیں۔ اور وہ جو چاہتا ہے۔ جب چاہتا ہے۔ جیسے چاہتا ہے اور جہاں چاہتا ہے ایسے ہوتا ہے۔ خداوند قدوس اس بات پر بھی تو قادر ہے کہ گریہ ہی کو انکھوں کی بینائی میں قوت اور طاقت کا سبب بنا دے۔ اور نقصان کو ختم کر دے۔

جیسا کہ متواتر منقولات سے ہے کہ اہل ہند آگ جلاتے ہیں۔ اور مراسم

عزا کے بطور پابرہنہ اس آگ میں جا کر ماتم کرتے ہیں مگر جلتے نہیں۔

بہر صورت جیسا بھی ہو کسی بھی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ سانحہ کربلا میں ہونے والے مصائب کو فراموش کر دے یا ایسے اسباب پیدا ہوں جن سے واقعہ کربلا کی یاد دلوں سے مٹ جائے۔۔۔ کسے کیا معلوم کہ یہ کیسے مصائب تھے؟ یہ وہ مصائب تھے جنہیں برداشت کرنے سے ہمالیہ جیسے پہاڑ عاجز تھے۔ آسمان ان مصائب کے تصور سے لرزتے تھے۔

بلکہ واجب ہے کہ ہر سال امام مظلوم کے مصائب کی یاد تازہ کی جائے۔ کیونکہ سانحہ کربلا کی یاد ہی میں آثار اسلام کی بقاء حقائق کی ترویج۔ دعوت اسلام کی اشاعت اور آئمہ کی کرامات نبی اکرم کی پیشگوئی کے معجزات میں سے ایک اہم ترین معجزہ کی تصدیق کی ترویج اسی میں پوشیدہ ہے۔

یہ بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ نبی اکرم کی دعوت اور احکام الٰہیہ کی آمد کا مقصد روئے ارض پر حکمرانی کی خواہش اور طاقت کا مظاہرہ نہ تھی کیونکہ نبی کو نین دیکھ رہے تھے۔ آپ گواہ تھے آپ کو اطلاع دے دی گئی تھی کہ نبوت کی اس دعوت کا انجام آپ کے بعد آپ کی عترت اور ان کے ماننے والوں کے لیے شہادت کے سوا کچھ نہ ہوگا آنحضور نے خود ہی تو فرمایا ہے۔ ہم اہلبیت کے لیے اللہ نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے۔ میرے بعد میرے اہلبیت بہت جلد مجھ سے ملاقات کریں گے۔ ہمارے مقدر میں وطن سے دوری لکھی گئی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک یا سم جفا سے اور یا تیغ ظلم سے شہید ہوگا۔

نبی اکرم مسلسل شب و روز تنہائی میں بھی اور بزم اصحاب میں بھی اپنی عترت کے مصائب بیان فرما کے گریہ کناں رہتے تھے۔ بعض اوقات تو پوری مجلس آبدیدہ ہو جاتی تھی۔

آنحضور ہی نے تو امام مظلوم کی مقتل اور خاک مقتل دکھا دی تھی۔ یہ تمام واقعات کسی ایک اور حادیث میں نہیں ہیں بلکہ متواترات مسلمہ سے ہیں۔

نبی کریم ہی نے قبل از شہادت غریب کربلا آپ کی شہادت اور زیارت کے ثواب سے مطلع کر دیا تھا۔ سنت نبویہ ہر کلمہ گو کے لیے قابل عمل ہے۔ ان مسلمات سے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ شہادت مظلوم کربلا قبل از شہادت جب نبی عالمین اور اولیائے خدا کے دل پر اس قدر اثر انداز تھی تو بعد از شہادت اس کا اثر کتنا زیادہ اور گہرا ہو گا۔

ارشاد الٰہی۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ (سورۃ الدخان آیت ۲۹) کا مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آسمان و زمین آل محمد کے ان مصائب میں روئے ہیں۔ جن میں سے معمولی ترین مصیبت بھی سابقہ انبیاء پر آنے والی عظیم مصیبت کے مقابلہ میں عظیم تر تھی اسی لیے سردار انبیاء فرمایا کرتے تھے۔ جو مصائب میں نے دیکھے ہیں کسی نبی مرسل نے نہیں دیکھے۔ کیونکہ آل محمد پر آنے والی ہر مصیبت براہ راست نبی کونین پر مصیبت تھی معروف و متواتر ارشاد نبوی ہے۔ فاطمہ میرا حصہ ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ احادیث و روایات متواترہ سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے اس کے مطابق آل محمد کے آثار اور ان کے درخشاں انوار روز بروز ہر سال اور ہر دن روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے، ہر سال مراسم عزا میں عزاداروں کا اضافہ ان کے زائرین کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔ آج بھی عقیلہ بنی ہاشم کا وہ ارشاد گرامی جو آپ نے کربلا سے روانگی کے وقت جناب سجاد سے فرمایا تھا۔ تاریخ کو نہیں بھولا۔

ایک وقت آئے گا جب تیرے باپ کے مزار پر ایک علم بلند ہو گا جس کے آثار کبھی نہ ہوں گے اور اس کے نقش زمانہ کے ساتھ ساتھ تازہ بتازہ ہوتے جائیں گے کفار اور مشرکین کے پیروکار۔ گمراہی میں ڈوبے ہوئے چند ان کے چند گماشتے اپنی

طرف سے ان کے مٹانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے لیکن وہ سب بے اثر ہو گا۔ اور یہ نور خدا روشن سے روشن تر ہوتا جائے گا۔

انتہائی اختصار کے ساتھ قدرے توضیح کروں گا۔ میں تمام ہر مذہب و ملت کے انسان کو اپنے نبی اکرم کے اس عظیم اعجاز کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے نبی کونین نے آج سے کم و بیش چودہ صدیاں قبل سانحہ کربلا۔ اور بعد میں ہونے والے تمام واقعات ظلم و جور بتا کر فرمایا تھا۔ اور ہم نے یہ حدیث حق ستی ہے۔ آج کل قبر مظلوم کی زیارت ایرانیوں اور غیر ایرانیوں تمام کے لیے بند ہے۔ لیکن اس پابندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مراسم عزا جلوس ہائے عزا سلسلہ شبیہات اور چہلم کے دن کے مراسم میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے حتیٰ کہ چہلم کا دن دوسرا یوم عاشور بن گیا ہے۔ آنحضور نے جو فرمایا ہے کہ غم حسین کا اثر ہر دن بڑھتا چلا جائے گا۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ حق نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حرف بحرف ثابت ہو جائے اس عزاداری کی برکتوں سے مومنین فلاح پائیں گے۔ یہ ایسے مسلمات ہیں جو صرف کتب شیعہ تک محدود نہیں بلکہ ان کا دائرہ صحاح ستہ تک بھی پھیلا ہوا ہے ہم مسانید اہلسنت میں سے صرف امام مسلک امام حنبل کی مسند سے بطور نمونہ ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔

ربیع ابن منذر نے اپنے باپ منذر سے روایت کی ہے کہ۔ حسین ابن علی نے فرمایا ہے کہ ہمارے غم میں اگر کسی کی آنکھ سے ایک آنسو بھی ٹپک پڑے تو خالق کی طرف سے اس کے اجر میں اسے بہشت ملے گا۔

میں نے اپنے جد بزرگوار امام سجاد سے سنا ہے۔ انہوں نے کسی کے واسطہ کے بغیر مجھے براہ راست فرمایا ہے۔ اگرچہ خواب میں فرمایا ہے کہ۔ مومنین کو ہمارے مصائب سے آگاہ کرو تا کہ وہ روئیں اور اس کے عوض ان کے منجانب اللہ جنت واجب

واجب کرے۔

میں نے عرض کیا۔ آپ اپنے کچھ مصائب مجھے بھی سنائیں۔ والحمد للّٰہ رب العالمین۔

ہادی خراسانی کربلائی ۹ صفر ۱۳۴۷ھ

آخر میں ذات احدیت سے دعا ہے کہ ہمیں آل محمد کی محبت پر زندہ رکھے اور رلانے ہی پر موت دے۔

آمین رب العالمین   علی ربانی خلخالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین من الان الی یوم الدین۔

ارشادی نبوی ہے۔ میرا حسین ہدایت کا چراغ اور کشتی نجات ہے علمائے کرام۔ دانشمندان ذوالاحترام اور شیعہ مشاہیر گرام کے فتاویٰ اور نظریات کتاب عزاداری کے ملحقات میں پیش خدمت ہیں

مجھے امید قوی ہے کہ صاحبہ عزا حضرت صدیقہ کبریٰ جناب فاطمہ زہرا میری اس ناچیز سی کوشش کو دامن قبولیت میں جگہ عنایت فرمائے گی۔ اور ذات احدیت سے درخواست ہے کہ میری زندگی اور موت ولائے آل محمد پر کرے۔

آمین رب العالمین

خادم اہلبیت عصمت طہارت علی ربانی خلخالی

آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے خمینی محافظ عزاداری سیدالشہداءؑ

منگل یکم ربان ماہ ۱۳۵۸ ہجری شمسی

یہ بات میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں۔ اگر اسے سینسر نہ کیا جائے اگر سینسر کیا گیا تو ممکن ہے میں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کروں۔ آپ دیکھ رہے ہیں ہم اس جگہ بیٹھے ہیں اور جناب سیدالشہداءؑ نے اپنا سب کچھ تمام جوان۔ تمام ترکہ۔ تمام اصحاب راہ خدا میں دے دیئے۔ اسلام کی تقویت۔ ظلم کی مخالفت۔ ڈکٹیٹر شپ کے خلاف جب کہ اس وقت روئے ارض پر راج ہی تناہا نہ ڈکٹیٹر شپ کا تھا۔ امام نے آواز اٹھائی اور بہت بڑی طاقت کے ساتھ اپنی معمولی سی تعداد لے کر ٹکرا گئے۔ اگرچہ ظاہراً شہید ہو گئے لیکن پھر بھی یزیدیت پر چھا گئے۔ ظلم کو شکست دی۔ ہم بھی انہی کے نقش قدم پر ہیں اور اسی وقت سے حکم آئمہ اہلبیت سے مجالس عزا بپا کرتے چلے آرہے ہیں۔ ہماری ان مجالس عزا میں بھی وہی مسئلہ ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں۔ یہ ظلم سے مقابلہ ہے۔ ظالموں کے ظلم سے انہی مجالس عزا کے ذریعہ ہم زندہ رہے ہیں۔ ہمارے خطباء و مقررین نے واقعہ کربلا کو زندہ رکھا۔ ایسے واقعہ کو زندہ رکھا جس میں ایک طرف محدود سے چند افراد اور دوسری طرف ہزاروں تھے۔ لیکن ایک طرف مکمل ایمان تھا اور دوسری طرف مکمل طاغوتیت تھی۔ شہید پر گریہ اس کے مقصد شہادت کی زندگی ہے احدیث میں جو ارشاد ہے کہ جو شخص روئے۔ رلائے یا رونے کی شکل بنائے اس کی جزا بہشت ہے یہ اس لیے

ہے کہ گریہ مقصد شہادت کو زندہ رکھنا ہے۔ جناب امام الشہداء کو زندہ رکھنا ہے ہماری قوم نے ہمیں ان مجالس ہی کے ضمن میں تحفظ دیا ہے۔ رضا خان۔ احمق نہیں تھا۔ کہ اس نے ساداکی ملازمین کو مجالس عزا کے ختم کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ یہ فضول بات نہ تھی۔ ... رضا خاں سرے سے ان مسائل کا مخالف نہ تھا۔ بلکہ رضا خان مجبور تھا۔ رضا خان ان لوگوں کا آلہ کار تھا۔ جو ہمارے ان مسائل سے آشنا تھے۔ ہمارے وہ مخالفین جنہوں نے اقوام عالم کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ اور جنہوں نے ملت شیعہ کا بالخصوص مطالعہ کیا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ۔ جب تک یہ مجالس عزا ہیں۔ ... تب تک مظلوم پر یہ نوحہ خوانی ہے ..... جب تک ظلم ظالم کے خلاف احتجاج کا یہ اڈہ ہے۔ .... اس وقت تک ہم اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ انہوں نے رضا خان کو تنبیہ کی اور رضا خان نے پورے ایران میں مجالس پر پابندی عائد کر دی۔ انہوں نے اپنا کام کر دکھایا۔ اہل منبر اور علماء کے ہاتھ بندھ گئے انہوں نے ہماری تبلیغات کے ذرائع منقطع کر دیئے۔ اس کے خلاف انہوں نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ ہمیں پیچھے دھکیل دیا۔ ہمارے تمام وسائل کو درہم برہم کر دیا رضا خان کے زمانہ میں یہی بات کی جاتی تھی۔ جو آج کل کی جا رہی ہے۔ البتہ لعب و لہجہ ذرا سا بدل گیا ہے۔ وہی گروہ اب ہمارے جوانوں کو فریب دے رہا ہے ... بات وہی ہے جو رضا خان کے دور میں تھی ... اس نے حکماً مجالس عزا پر پابندی لگائی تھی، اب ان کے ایجنٹ زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اب مجلس عزا میں کیا رکھا ہے۔ اب مصائب نہ پڑھو۔ انہیں کیا معلوم کہ مصائب خوانی کیا ہے؟ یہ لوگ عزاداری کی ماہیت سے ناواقف ہیں انہیں کیا معلوم کہ قیام امام حسین کا تحفظ اسی عزاداری نے کیا ہے۔ وہ کیا

جانیں کہ عزاداری قیام حسینی کی کرنوں سے ایک کرن ہے۔ یہ کیسے جانیں کہ۔ امام حسین پر رونا مقصد امام کی زندگی ہے۔ وہ مقصد کیا ہے یہی کہ ایک انتہائی قلیل مقدار فوج نے شاہی کے ایک بہت بڑے سفاک لشکر کو شکست دے دی۔ عزاداری ایک دستور ہے جو ہر ایک کے لیے ہے۔ یعنی روزانہ ہر جگہ قیام حسینی کا تذکرہ کرو۔ اور بتاؤ کہ امام مظلوم نے بہت بڑی شاہی کا مقابلہ کیا لیکن ظالم کی بیعت ۔۔ نہ ۔ کی۔ ہر جگہ اور ہر روز اسی نہی کا تحفظ کیا جانا چاہیئے۔ ہماری یہ مجالس عزاداری کے تحفظ کی خاطر ہیں۔ ہمارے نوجوان اور بچے یہ نہ سمجھ لیں کہ عزاداری کا مقصد فقط گریہ ہے۔

یہ بات تو مخالفین عزاداری نے پھیلائی ہے۔ کہ آپ لوگ صرف رونے والی قوم ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کو ہمارا رونا ہی کھاتا ہے ہمارے گریے سے یہ لوگ ڈرتے ہیں۔ یہ گریہ بے مقصد نہیں ہوتا۔ مظلوم کی مظلومیت اور ظالم کے ظلم کے خلاف فریاد ہوتی ہے۔ جو جلوس عزا سڑکوں پر نکلتے ہیں۔ وہ ظالم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ ہمارے تمام مذہبی مراسم مراسم اسلام میں ان کا تحفظ ہونا چاہیئے۔

فریب مت دو !۔

ہمارے جوان توجہ نہیں کر رہے۔ جوانو! ان بزرگ فیشن افراد کے جال میں نہ پھنسو۔ یہ لوگ فائن ہیں۔ یہ لوگ جو۔ روتے والی قوم۔ رونے والی قوم کہہ کر تمہارا مذاق اڑاتے ہیں۔ خیانت کرتے ہیں۔ ان کے بڑے اس گریہ سے لرز لرز جاتے ہیں۔ رضا خان کا عمل میرے دعوے کا واضح ثبوت ہے رضا خاں ان کا ملازم تھا۔ اس کا ثبوت آپ انگلستان کے اس اعلان میں دیکھیں جو ان کے

ریڈیو نے رضا خاں کے جانے کے بعد کہا تھا کہ رضا خاں کو بھیجا بھی ہم ہی نے تھا اور واپس بھی ہم ہی لائے ہیں۔ وہ درست کہہ رہے تھے انہوں نے رضا خاں کو اسلام کی نابودی کے لیے بھیجا تھا۔ اور اسلام کی نابودی کے وسائل میں سے ایک وسیلہ مراسم عزا اور عزاداری کو بند کرنا تھا وہ چاہتے تھے کہ مجالس عزا کا سلسلہ آپ کے ہاتھ سے چھین لیں۔ ہمارے نوجوان جب مجالس عزا میں جاتے ہیں اور واعظ و مقرر و ذاکر ایک روایت پڑھتا ہے تو کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ یہ غلط روایت ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ایسا کہہ کر وہ خدمت دین کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا قطعی غلط ہے یہ ایسا کہنا بھی مجلس عزا کے خلاف حملوں سے ایک حملہ ہے ایسے کرنے سے یہ سعادت ہمارے ہاتھوں سے چھن جائے گی۔ کبھی یہ لوگ روحانیت کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ یہی علماء ہی تھے جنہوں نے تمہیں آزادی کی دولت دی آج تمہارے قلم علماء کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔

اس وقت تم کہاں تھے جب علماء قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے تھے؟ اس وقت کہاں جب علماء کے پاؤں پر اڑے چلائے جاتے تھے۔ تم اس وقت کہاں تھے جب علماء کے پاؤں کھولتے ہوئے تیل میں رکھے جاتے تھے؟ اب جب حالات سازگار ہوئے ہیں تو باتیں بنانا سیکھ رہے ہو۔

اب ولایت فقیہ تمہیں خار نظر آرہی ہے۔ اب اسمبلی کو توڑنا چاہتے ہو بھلا کیا تم میں یہ طاقت ہے؟ میں تمہارا منہ دیکھ لوں گا ذرا آگے بڑھ کے تو دیکھو۔ بہتر ہوگا اگر ان خرافات کو چھوڑ دو۔ دائرہ اسلام میں آجاؤ۔ ملت مسلمہ میں داخل ہو جاؤ۔ تاکہ یہ نوزائیدہ جمہوریت اپنی راہ پر آسکے۔ ڈیموکریسی

کردستان میں تخریب کاری کر رہی ہے اور آپ بیٹھے یہاں دیوانوں کی بڑ ہانک رہے ہیں کیا کیا کچھ کہا جا سکتا ہے۔ خداوند عالم آپ کو مظفر و منصور فرمائے۔ اپنی اس کامیابی کو آگے بڑھاؤ۔ کسی چیز سے مت ڈرو اسلام کو نصب العین قرار دو۔ کوئی شخص تمہاری طرف دست ظلم نہیں بڑھا سکتا دعا ہے خداوند عالم تمہاری حفاظت کرے اور موفق کرے۔

۱۴۱۔ آیۃ العظمیٰ آقائے حاج ضیاالدین عراقی متوفی ۱۳۶۱ھ

مجالس عزا امام حسین علیہ السلام کے بارے میں نظریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید الشہداءؑ کی عزاداری میں جلوسہائے عزا کا سڑکوں پر آنا اور گریہ کی صورت میں بازاروں میں نکلنا۔ سر برہنہ ہونا۔ سینہ زنی اور زنجیر زنی وغیرہ کرنا سب جائز ہے بشرطیکہ ضرر نہ ہو۔ اسی طرح جلوس میں ذوالجناح کا لانا جو موجب غم و اندوہ ہوتا ہے جیسا کہ نجف اشرف اور دیگر شیعہ شہروں میں مرسوم ہے اسی طرح سیاہ پرچم برداری وغیرہ جو غم و اندوہ کی علامات سے ہیں بھی جائز ہیں بلکہ جب تک ان کے ساتھ کسی غیر شرعی عمل کو شامل نہ کیا جائے اس وقت تک مذکورہ امور افضل ترین مراسم عزا ہیں دعا ہے خداوند عالم ہمیں توفیق عزاداری عنایت فرمائے۔

احقر ضیاء عراقی

۴۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسین غروی اصفہانی قدس سرہ متوفی ۱۳۶۱ھ کا نظریہ :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلوسہائے عزا میں مراسم معمولی و رائج ہیں ان کی حرمت پر ہمارے پاس کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔

حتیٰ کہ چاقو زنی کی حرمت پر بھی کوئی دلیل نہیں ہے بشرطیکہ اتلاف جان وغیرہ کا سبب نہ ہو مثلاً جو لوگ ان جیسے امور کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ ان کے لیے جائز ہے۔ بنابریں اقویٰ یہ ہے کہ جملہ مراسم عزائے مظلوم کربلا نہ صرف جائز ہیں بلکہ باعث اجر و ثواب بھی ہیں۔ بھلا یہ امور باعث ثواب کیوں نہ ہوں گے۔ جب کہ عزاداری مظلوم کربلا اور مراسم عزا ہی واحد وہ ذریعہ ہیں جو ماضی حال اور مستقبل میں وحدت ملیہ۔ نشر مذہب۔ اور اشاعت کلمہ حق کا واحد ذریعہ رہے ہیں۔ آج بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے اگر یہ مراسم عزا نہ ہوتے تو خون شہداء پامال ہو چکا ہوتا۔ آج کسی کو بھی معلوم نہ ہوتا کہ قیام امام حسین ہوا بھی تھا یا نہیں؟ دعا ہے ذات احدیت ہمیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے وہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

احقر محمد حسین اصفہانی

۴۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج شیخ عبدالکریم حائری قدس سرہ کا نظریہ، متوفی ۱۳۵۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراسم عزائے شاہ شہیداں کے سلسلہ میں آپ نے جو سوال کیا ہے۔ جملہ مراسم عزا جو شیعہ میں صدیوں سے رائج ہیں۔ مثلاً سر پیٹنا۔ سڑکوں پر بصورت جلوس عزا آنا۔ وغیرہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ان کا مخالف ہو گا۔ بشرطیکہ غیر شرعی امور مثلاً آلات لہو و لعب کا استعمال نہ کیا جائے۔ جہاں تک چاقو زنی وغیرہ کا تعلق ہے۔ تو اگر یہ چیز اتلاف جان کا باعث نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس سے منع کرے۔ بلکہ محبت غریب کربلا میں تمام مراسم عزا جائز ہیں۔ بشرطیکہ ان میں نامشروع اعمال کا اضافہ نہ کیا جائے۔

احقر عبدالکریم حائری

آیت اللہ عراقی، اصفہانی اور حائری کے فتاویٰ کو شیخ عبداللہ السبیتی عاملی کی کتاب "رنّۃ الاسیٰ" سے نقل کیا گیا ہے۔

آیة الله العظمی مرحوم حاج سید حسین طباطبائی بروجردی و شفای درد چشم به برکت امام حسین علیه السلام .

در شب سال (۱) ولادت حضرت مولی الکونین ابی‌عبدالله الحسین علیه السلام از طرف اهل منبر قم مجلس جشن باشکوهی در مسجد اعظم بر پا شده بود که حضرت آیت‌الله العظمی بروجردی هم در آن مجلس شرکت کردند هنگامیکه خطیب مجلس میلاد مسعود بینوای شیعیان را به پیشگاه زعیم عالیقدر شیعه تبریک عرض نمود یکبار چشمهای آیت الله بروجردی را اشک گرفت وفرمودند بر طبق اخبار هرکس در این شب میلاد این مولود را بپیغمبر اکرم تبریک میگفت میفرمودند تسلیت هم بگوئید چون اینمولود دارای وضع خاص و سرنوشت عجیبی است و همین موضوع آنچنان صحنه تأثیر انگیزی ایجاد کرد که حد نداشت اجازه فرمائید خاطره‌ای از ایشان نقل کنم که مکرر همه شنیده‌اید و حاکی از حد اعتقاد این عالم جلیل بخاندان عصمت و طهارت بود آیت الله فقید در سن نود سالگی دارای چشمانی سالم بودند که بدون عینك خطوط ریز را هم میخواندند و میفرمودند این نعمت را مرهون وجود مبارك حضرت ابیعبدالله الحسین هستم و قضیه را چنین نقل میفرمودند که :

در یکی از سالهاکه در بروجرد بودم مبتلا بچشم دردعجیبی

۱ـ سال ۱۳۸۰ هجری قمری

شدم که بسیار مرا نگران ساخته بود معالجه اطبا مفید فائده‌ای نشد و درد چشم هر روز بیشتر و ناراحتی من افزونتر میگردید تا اینکه ایام محرم شد در ایام محرم آیت الله فقید عشراول را روضه داشتند و دسته جات مختلف هم در این عزاداری شرکت میکردند یکی از دسته جاتی که روزعاشورا به خانه آقا وارد شده بود ، گلگیرها است که نوعا سادات و اهل علم و محترمینند درحالیکه هریك حوله سفیدی بکمر بسته‌اند سروسینه خود را گل آلود کرده ، وضع بسیار رقت بار و مهیج و در عین حال با سوزوگداز فراوان و ذکری جانسوز آنروز را تا ظهر عزاداری میکنند آقا فرمودند :

هنگامیکه این دسته بخانه ما آمدند و وضع مجلس با ورود این هیئت هیجان عجیبی بخود گرفته بود من هم در گوشه‌ای نشسته و آهسته آهسته اشك میریختم و در بین هم یکمقدار گل از روی پای یکی از همین افراد گل گیر برداشته و برروی چشمهای ملتهب و ناراحتم کشیدم و ببرکت همین توسل چشمایم خوب شد و تا امروز علاوه بر اینکه مبتلا به درد چشم نشدم از نعمت بینائی کامل برخوردارم و ببرکت حضرت امام حسین احتیاج بعینك هم ندارم و با اینکه همه قوای ایشان تحلیل رفته بود مع الوصف تا آخرین ساعات زندگانی از بینائی کامل برخوردار بودند .

این یك نمونه کوچکی از اعتقاد اینمرد نابغه بود باموردهبو که شاید موجب اعجاب عده‌ای باشد و مکرر از ایشان میشنیدم که میفرمودند مردم اگر میدانستند خاندان عصمت وطهارت در پیشگاه

خداوند عالم چه قرب و منزلتی دارند خیلی بیشتر از این بـــه پیشگاه آن بزرگواران عرض ادب میکردند آنوقت میفرمودند من خیال میکنم مشکلی باشد که با توسل بذیل عنایت ائمه اطهار و مردان پیغمبر حل نشود . (۱)

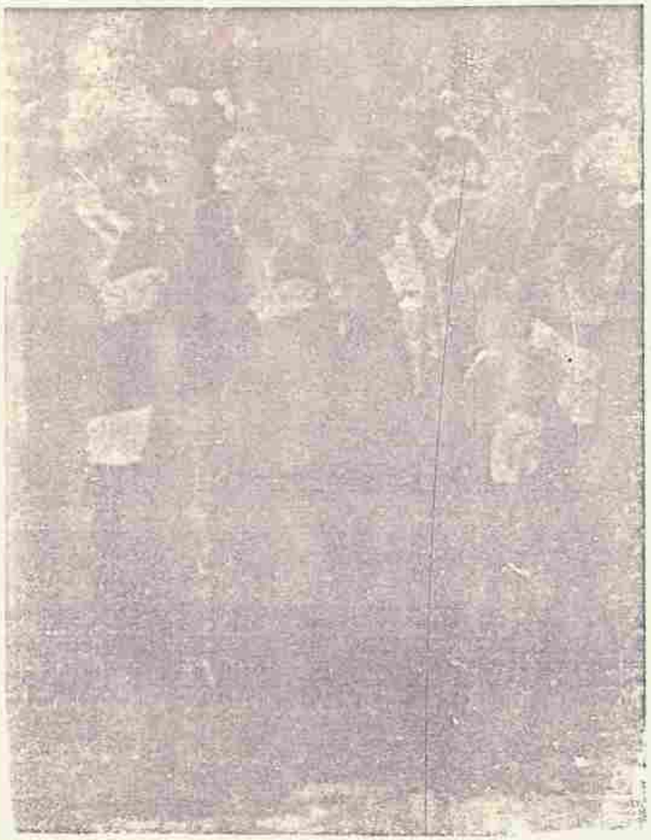

۱ــ نقل از کتاب البکاء للحسین (ع)

آیۃ اللہ فشید کے ہاں مجالس کا انتظام تھا۔ مختلف قسم کے جلوسہائے عزا بھی اس مجلس عزا میں شرکت کے لیے آتے تھے۔ انہی جلوس عزا میں سے یوم عاشورا ایک دستہ ہمارے گھر بھی آیا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس دستہ کے تمام افراد یا ان کی اکثریت۔ سادات اہل علم اور ارباب شرف تھے۔ انہوں نے اپنی کمر میں سفید کمر بند باندھ رکھے تھے۔ سینہ زنی کر رہے تھے۔ سر پیٹ رہے تھے۔ اور سروں میں خاک ڈال رکھی تھی۔ انتہائی رقت آمیز منظر تھا۔

جب یہ دستہ ہمارے گھر میں داخل ہوا تو بزم عزا میں جیسے غم واندوہ کا ایک عظیم سیلاب آگیا۔ میں ایک کونہ میں بیٹھا آہستہ آہستہ آنسو بہا رہا تھا۔ اس پورے خاک بسر دستہ میں سے ایک ماتمی کے پاؤں کی جگہ سے مٹی لے کر میں نے درد سے شعلہ بار آنکھوں میں ڈال دی۔ اسی وقت میرا درد چشم ختم ہوگیا۔ اس دن سے لے کر آج تک نہ صرف میری آنکھوں میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ آج بھی سالار شہیداں کی برکت سے عینک کا محتاج نہیں ہوں۔

پھر ہم نے دیکھا کہ آقا نے بروجردی کے تمام اعضائے بدن از حد کمزور ہو چکے تھے لیکن ان بصارت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

اس نابغہ روزگار کے حسن عقیدہ کا یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ ممکن ہے بعض افراد کے لیے یہ چیز باعث تعجب ہو۔ لیکن ہم نے اپنے کانوں سے کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اگر لوگ جانتے کہ خاندان عصمت وطہارت کو بارگاہ خالق میں کیا مقام حاصل ہے تو موجود تعظیم سے کئی سو گنا تعظیم اہلبیت کرتے۔ پھر فرماتے تھے کہ۔ مجھے تو کوئی ایسی مشکل نظر نہیں آئی جو آئمہ اہلبیت اور اولاد پیغمبر کے توسل سے حل نہ ہو سکے۔ (منقول از کتاب البکاء للحسینؑ)

۱۳۶۷ھ کے یوم عاشور جب علماء پر مشتمل ایک جلوس عزا قم کے مدرسہ فیضیہ سے حرم معصومہ محترمہ کی طرف تعزیت کے لیے روانہ ہوا تو ان کی قیادت آقائے بروجردی نے کی تصویر میں آقائے موصوف جلوس کے آگے پیشانی کو خاک آلودہ کیے سینہ زنی کرتے ہوئے پا برہنہ نظر آرہے ہیں۔ دوسرے معروف خطیب شیخ محمد تقی اشراقی بلا عبا شامل جلوس ہیں اور تیسرے آیۃ اللہ مرحوم شیخ سراج انصاری سینہ زنی کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

خط مبارک حضرت آیة الله العظمی آقای حاج سید محمد هادی حسینی میلانی (ره)

در بارهٔ شعائر حسینی (ع)

بسمه تعالی

السلام علیکم - امید است که بین توجهات حضرت ولی عصر عجل الله تعالی فرجه الشریف پیوسته در کمال صحت و عافیت بوده و موفق

به نشر دین و مذهب باشید. - رقیمهٔ کریمه واصل و بر مضمون آن اطلاع حاصل شد.

خواهش شده که سطری چند راجع به شمارهٔ مخصوص مجلهٔ شهید در محرم منتشر شود بنویسم معذرت میخواهم. چه آنکه وقت کم و کار

و مراجعات فرصت نمیدهد و از طرفی کدام قلم و بیان است که بتواند فضائل و مناقب و آثار قیام و نهضت سید الشهداء

علیه السلام را بنویسد - قرآن مجید میفرماید: قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات

ربی ولو جئنا بمثله مددا -

خاندان عصمت و طهارت کلمه تامه و آیات خداوند متعال میباشند. حضرت ابا عبدالله الحسین علیه السلام ثار الله و ابن ثار الله است

در هر قسمی از زندگانی آنحضرت انسان مطالعه کند متحیر میماند: (۱) عبادات و مناجات و تضرع. (۲) کلمات و خطب.

(۳) موقع شناسی. (۴) جهاد و دفاع از حریم توحید و اسلام. (۵) خاندان و اهل بیت را با خود کربلا آوردن

و دشمن را به وسیلهٔ اسراء رسوا کردن و اگر اسراء نبودند اسطوره‌های امیه مفتضح نمیشدند (۶) تبلیغ و ارشاد

بندگان خدا در طول مسافرت در مدینه و مکه و عراق و شام (۷) در وقایع بر قیام و نهضت و بعد از سید الشهداء علیه السلام

علیه ظلم شد نشان آن آنحضرت بود (۸) ترویج دین و مذهب به وسیلهٔ عزاداری و مجالس در بنام آنحضرت منعقد میشود

و در نتیجه از جهات عدیده بلیغ و بزرگ است - صلوات الله و سلام علیه و علی موالاته من الحجج علیهم آلاف التحیة والثناء - و دعا میفرمود حق دعاگو

و المؤمن - شهر ذی الحجه الحرام ۱۳۹۰ - السید محمد هادی الحسینی المیلانی

آیة اللہ العظمیٰ آقائے حاج سید محمد ہادی حسینی میلانی رح کا نظریہ

السلام علیکم! امید ہے کہ حضرت ولی العصر عجل اللہ فرجہٗ کی نظرِ عنایت سے مزاج مقرون بعافیت ہوگا اور خدمت ملت و مذہب میں مصروف ہوں گے آپ کا خط موصول ہو چکا ہے اور اس کے مضمون سے مطلع ہو چکا ہوں ۔ آپ نے خواہش کی ہے کہ محرم کے خصوصی شمارہ شہید کے لیے کچھ کہوں لیکن معذرت خواہ ہوں ۔ کیونکہ وقت کم ہے اور دیگر ضروری امور کے علاوہ مسائل کے جواب سے فرصت ہی نہیں ملتی ۔ علاوہ ازیں وہ کون سا قلم ہے جو امام مظلوم کے مناقب و فضائل اور آپ کے قیام کے اثرات کو کماحقہ لکھ سکے ۔ ارشاد ربانی ہے ۔ اگر سمندر سیاہی ہو جائے کہ کلمات رب کا احصا کرنا چاہے تو سیاہی کا سمندر ختم ہو جائے گا اس جیسا ایک اور سمندر بھی ختم ہو جائے گا لیکن کلمات رب ختم نہیں ہوں گے ۔

خاندان عصمت و طہارت ع خالق کونین کے کلمات میں سے کلمہ نامہ اور زیارت الہیہ میں سے آیت الہٰی ہیں پھر امام حسین ع تو اس مظلوم باپ کا مظلوم بیٹا ہے کہ ان دونوں کا قصاص بھی اللہ کے سوا لینے والا کوئی نہیں ۔ امام حسین ع کی زندگی کے جس حصہ کا بھی مطالعہ کیا جائے حیرت انگیز ہے ۔

۱ ۔ عبادات و مناجات ہوں ۔ یا

٢ ـ کلمات و خطبہ جات ہوں ۔ یا

٣ ـ وقت شناسی ہو یا ۔

٤ ـ عظمت اسلام اور ارکان اسلام کا دفاع ہو یا ۔

٥ ـ اہلبیت کو کربلا میں لانا ہے ان کی رسیدی سے اموی استبداد کا جنازہ ہو ۔ یہ حقیقت ہے اگر اسیران شام نہ ہوتے تو اموی اقتدار کی اتنی رسوائی ممکن نہ ہوتی یا ۔

٦ ـ مدینہ سے مکہ ۔ مکہ سے کربلا اور کربلا سے شام تک کی تبلیغ ہوئی ۔ یا

٧ ـ قیام حسینی وہ پہلا قیام ہے کہ آپ کے بعد برپا ہونے والے ہر انقلاب کا بانی اول امام مظلوم ہی نظر آئے گا ۔ یا ۔

٨ ـ عزاداری اور مراسم عزا ہی ترویج و اشاعت دین کا اہم ترین وسیلہ ہیں ۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد پہلو ہیں جن پر غور کیا جا سکتا ہے ۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی مولینا ثامن الحج علیہم الان التحیۃ والثنا ۔

ملتمس دعا ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ماہ ذی الحجہ ١٣٨٦ھ

السید محمد ہادی المیلانی ۔

المومنین را بعنوان لقبی مقدس بر خود گذاشته بود وثالثا: با نیرنگ مخصوص بخودش بآسانی میتوانست حضرت امام حسن (ع) را به دست کسان خودش بکشد و بعد بخونخواهی وی برخیزد و از قاطلین وی انتقام بکشد و مجلس عزا نیز برایش برپا کنند و عزادار شود .

معاویه وضع زندگی امام حسن (ع) را بجائی کشانیده بود که کمترین امنیتی حتی در داخل خانه شخصی خود شنداشت وبالاخره نیز رفتی که میخواست (برای یزید ازمردم بیعت گیرد) آن حضرت را بدست همسر خودش مسموم کرده و شهید ساخت .

همان سید الشهداء (ع) که پس از درگذشت معاویه بیدرنگ علیه یزید قیام کرد وخود و کسان خود حتی بچه شیرخوارهٔ خود را در این راه فداکرد ، در همه مدت امامت خود که معاصر معاویه بود باین فداکاری نیز قادر نشد زیرا در برابر نیرنگهای صورتا حق بجانب معاویه و بیعتی که از وی گرفته شده بود قیام و شهادت او کمترین اثری نداشت .

این بود خلاصه وضع ناگواری که معاویه در محیط اسلامی بوجود آورد و درب خانه پیغمبراکرم رابکلی بسته اهلبیت را از هر گونه اثر و خاصیت انداخت . (١)

١ـ برای اطلاع بیشتر بکتاب چهره درخشان حسین بن علی (ع) تألیف علی ربانی خلخالی مراجعه شود .

نظر مبارک فیلسوف الهی شرق مفسر کبیر قرآن علامه آیت الله العظمی مرحوم حاج سید محمد حسین طباطبائی (قدس سره) درباره نهضت سید الشهداء و هدف آن بزرگوار.

با یك سیر اجمالی در وضع عمومی آمروز میتوان نسبت بتصمیم و اقدام سید الشهداء (ع) روشن شد.

تیره ترین و تاریکترین روزگاری که در جریان تاریخ اسلام بخانواده رسالت و شیعیا شان گذشته دوره حکومت بیست ساله معاویه بود.

معاویه پس از آنکه خلافت اسلامی را با هر نیرنگ بود بدست آورد و فرمانروای بی قید و شرط کشور پهناور اسلامی شد همه نیروی شگرف خود راصرف تحکیم و تقویت فرمان روائی خود و نابود ساختن اهلبیت رسالت مینمود، نه تنها در اینکه آنان را نابود کند بلکه می خواست نام آنانرا از زبان مردم ونشان آنان را از یاد مردم محو کند.

جماعتی از صحابه پیغمبر (ص) را که مورد احترام واعتماد مردم بودند از هرراه بود باخود همراه و با ساختن احادیث بنفع صحابه و ضرر اهلبیت بکار انداخت.

و بدستور او در منابر اسلامی در سراسر بلاد اسلامی به امیرالمومنین (ع) (مانند یکفریضه دینی) سب و لعن میشد.

بوسیله ایادی خود مانند زیاد بن ابیه وسمره بن جندب وبسر بن ارطاه و امثال ایشان هر جا از دوستان اهلبیت سراغ میکرد به زندگیش خاتمه میداد و در این راهها از زر، اززور از تطمیع از.

وقت کے عظیم فلاسفر عظیم مفسر آیۃ اللہ العظمیٰ علامہ سیّد محمد حسین طباطبائیؒ کا نظریہ

جن حالات میں امام حسینؑ نے قیام کیا ہے اگر ہم بنظر اجمال بھی اس وقت کی تاریخ کا جائیزہ لے لیں تو قیام امام حسینؑ کے تمام اسباب اور عوامل بڑی آسانی سے ذہن میں آسکتے ہیں۔ آل محمد کی تاریخ کا تاریک ترین دور وہ زمانہ ہے جب معاویہ سریر آرائے حکومت تھا۔ یہ دور جس طرح اہلبیت رسالتؐ کے لیے سنگین تھا اس طرح شیعیان آل محمد کے لیے منحوس ترین زمانہ تھا۔

اسلامی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے کی خاطر معاویہ کو جو کچھ بھی کرنا پڑا اس نے کیا اور پوری مملکت اسلامیہ کا بلا شرکت غیرے حکمران بن گیا۔ بیت المال اور حکومت کے تمام وسائل کو اپنے اقتدار کے استحکام میں بلادریغ استعمال کیا۔ اور دوسری طرف اہلبیت رسالت جو حزب اختلاف میں تھے کو نابود کرنے بلکہ ان کے نام ونشان کو بھی مٹا دینے پر اپنی پوری طاقت صرف کر دی۔ کچھ ایسے افراد جنہیں عوام میں کافی اثر و رسوخ حاصل تھا کو جیسے بھی ہو سکا اپنے ساتھ ملایا پھر وضع احادیث کا سلسلہ ہوا۔ اور تمام وہ احادیث نبویہ جو اہلبیت رسالت کے لیے تھیں انہیں دوسروں سے منسوب کیا جانے لگا اور تمام وہ مطاعن جو دوسروں کے لیے تھے اہلبیت رسالت سے منسوب ہونے لگے ایک قدم اور آگے بڑھا کر پوری مملکت اسلامیہ میں ایک حکم کے ذریعہ فریضہ

دینیہ کے بطور امیر المومنین علی پر برسر منبر سب و شتم کرنے کا حکم دیا۔

پھر ایک قدم اور آگے بڑھا کر زیاد ابن ابیہ۔ سمرہ ابن جندب اور بسر ابن ارطاۃ جیسے خود فروشوں کو خرید کر شیعیانِ آلِ محمد کا کھوج لگانے اور انہیں ڈھکانے پر مامور کیا۔ اس سلسلہ میں معاویہ نے۔ زر۔ زور۔ طمع۔ لالچ۔ ترغیب اور تہدید جیسے ہر قسم کے حربہ کو استعمال کیا۔

ایسے حالات کا طبعی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ سادہ لوح عوام کو حضرت علیؑ کا نام لینے تک سے نفرت ہو گئی۔ جن لوگوں کے دل میں علیؑ اور اولاد علیؑ سے محبت تھی بھی۔ وہ اپنی جان۔ مال اور آبرو کے تحفظ کی خاطر علیؑ اور اولاد علیؑ کا نام تک زبان پر نہ لاتے تھے اور نہ ہی کسی قسم کا رابطہ رکھتے تھے

جب ان حالات میں امامت غریب کربلا کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی امامت کا بیشتر حصہ یعنی دس برس معاویہ سے بطور ہم عصر گزارے (معاویہ کی سخت گیری کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے) ان دس برسوں میں امام حسین سے فقہ۔ اصول۔ تفسیر۔ اور حدیث کے سلسلہ میں ایک حدیث تک نہیں ملتی۔ (ہمارا مقصد ایسی حدیث ہے جو عوام میں سے کسی نے آنحضرت سے سنی ہو۔ ایسی روایات مراد نہیں ہیں جو افراد خاندان نے آپ سے روایت کی نہیں اور بعد میں آئمہؑ کے ذریعہ ہم تک پہنچی بھی نہیں)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دور معاویہ میں در اہلبیتؑ کلیتہً بند کر دیا گیا تھا۔ اور لوگوں سے آپ کا رابطہ کلی طور پر منقطع ہو چکا تھا۔ لوگوں میں گھٹن خوف۔ اور اس کا یہ عالم تھا کہ پوری مملکت اسلامیہ میں امام حسنؑ نہ تو معاویہ سے جنگ کو برقرار رکھ سکے اور نہ ہی معاویہ سے مخالفت کو باقی رکھ سکے آپ دیکھ رہے تھے کہ اسلامی لحاظ سے اس میں رائی بھر بھی فائدہ نہ ہوگا۔

کیونکہ اولاً تو معاویہ نے امام حسنؑ سے صلح کر رکھی تھی۔ اور صلح کی موجودگی میں کوئی بھی آپ کے ساتھ جنگ پر آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ ثانیاً معاویہ نے اپنے کو نہ صرف فہرست اصحاب سے شمار کر رکھا تھا بلکہ کاتبان وحی میں بھی اپنا نام گنوا دیا تھا۔ ظاہر یہ کرتا تھا کہ نبی اکرم کے تین عظیم صحابہ کا دوست ہے۔ اور اپنے لیے خال المومنین کا لقب بھی چپکا رکھا تھا۔ ثالثاً معاویہ اپنے مخصوص ذرائع سے امام حسن کو شہید کرا کے آنحضرت کے خون کا وارث بن کر قاتل کو بھی راستہ سے مٹا سکتا تھا۔ امام حسن کی تعزیت کے لیے مجلس عزا منعقد کر کے فرزند رسول کا عزادار بھی بن سکتا تھا۔

معاویہ نے امام حسن کے گرد گھیرا اتنا تنگ کر رکھا تھا کہ آپ کے لیے اپنے گھر میں بھی تحفظ معدوم تھا۔ آخر کار جب اس نے یزید کے لیے بیعت لینا چاہی تو آپ کو زہر دلوا دی اور شہید کرا دیا۔ وہی سید الشہداؑ جنہوں نے بعد از معاویہ بلا دریغ قیام کیا۔ اور یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اپنے تمام اہلبیت کو راہ حق میں شہید کرا دیا حتیٰ کہ شیر خوار کو بھی نثار اسلام کر دیا۔ اپنی امامت کے زیادہ دور میں معاویہ کے ہمعصر رہے لیکن ان جذبات کے باوجود معاویہ کے دور میں قیام نہ کر سکے۔ ایک تو صلح کا عہد نامہ مانع رہا اور دوسرے وہ جانتے تھے۔ اس دور میں شہادت اسلام کے لیے مفید نہیں ہوگی۔

یہ ان حالات کا خلاصہ ہے جو معاویہ نے اپنے دور اقتدار میں آل محمد کے لیے پیدا کر رکھے تھے اور اہلبیت کو کلی طور پر بند رکھا تھا۔

مراسم عزا کے متعلق آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی

طول بقائہ کا نظریہ

سوال :-

صدیوں سے مسائل دین اور مصائب آل محمد مساجد اور امامبارگاہوں میں پڑھے جا رہے ہیں۔ کیا انقلاب۔ اتنی مقدار میں شہداء دیتے اور آزادی حاصل کرنے کے بعد اب بھی اس بات کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ یہ مسائل بتلائے جائیں کہ۔ امام حسینؑ اور دیگر آئمہ اہلبیتؑ کے مصائب لوگوں کے سامنے پڑھے جائیں؟ کیا بعد از انقلاب اور شہداء پیش کرنے کے بعد اب دعائے کمیل۔ دعائے ندبہ۔ اور دعائے سمات وغیرہ لوگوں میں پڑھی اور پڑھائی جائیں؟ حکم فرمایئے۔ ۲ رمضان المبارک

جواب :-

مجالس عزا کا قیام مجالس دعا کا انتظام اور بیان مسائل و شعائر دینیہ سے جو کسی ایک وقت یا زمانہ سے مخصوص نہیں ہیں۔

روح اللہ خمینی

نظر مبارک مجاهد کبیر بت شکن زمان آیه الله العظمی امام خمینی در باره شعائر حسینی (ع)

محضر مبارک حضرت آیة الله العظمی امام خمینی شیخ المسلمین مد ظله العالی

چندین قرن است که مسائل دینی و مصائب آل محمد در مساجد و تکایا و حسینیه‌ها گفته شده و خوانده اند آیا بعد از انقلاب و دادن هزاران کشته و شهید آیا باز هم باید مسائل شرعیه گفته شود و مصیبت امام حسین و سایر ائمه طاهرین را برای مردم بخوانند و آیا بعد از این انقلاب و دادن شهید باید دعای کمیل و دعای ندبه و سمات برای مردم خواند حکم الله را بیان فرمائید. نهم ماه رمضان المبارک مستدعی

بسمه تعالی

اقامه مجالس عزا و تعزیه برای حضرت سید الشهداء علیه السلام و مجالس دعا و بیان مسائل از شعائر دینیه است

و اختصاص به زمان خاصی ندارد.

نظر مبارک حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید ابوالقاسم موسوی خوئی دام ظله العالی درباره مجالس سوگواری حضرت سید الشهداء (ع) .

بسمه تعالی منع از شعائر مذهبی که از آن جمله مراسم عزاداری برای اهل بیت طاهرین و ائمه هدی علیهم السلام است علاوه بر اینکه اساس ندارد بر خلاف دستور فطرت بوده است و منافاتی با هدف حضرت سید الشهداء و سایر ائمه علیهم السلام یا ذکر مصائب آنان نیست بلکه ذکر مصائب آنها و اظهار تأثر و حزن برای آن جزء هدف آنها است زیرا بیان ظلم ظالمین آنها و جنبه گرفتن از روش مظلومیت آن سروران دینی است الخوئی ۱۶ رجب ۹۹ هـ

۴۷۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج سید ابوالقاسم موسوی خوئی کا نظریہ :

بسمہ تعالیٰ : شعائر مذہبیہ جن میں سے مراسم عزائے کربلا بھی ہیں سے منع کرنے کی کوئی اساس اور بنیاد نہیں ہے۔ بلکہ دستور فطرت کے بھی خلاف ہے۔ حضرت سید الشہداء ؑ اور آئمہ اہلبیت ؑ کا مشن بیان کرنے اور ان کے مصائب بیان کرنے میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے مصائب کا تذکرہ اور اظہار حزن و ملال ان کے مشن ہی کا حصہ اور جزء ہے۔ کیونکہ ظالموں کے ظلم کا بیان اور مظلوم کی مظلومیت کا اعلان عین دین ہے۔

الخوئی ۱۶ رجب ۹۹ھ

مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج سید محمد رضا گلپائیگانی مدظلہ

بسمہ تعالےٰ شانہ: ۔ ۱۳۹۹ھ انتہائی تعجب کی بات ہے کہ بالعموم تمام اہلبیت اور بالخصوص سید الشہداءؑ کی عزاداری جو باعث ثواب بلکہ مستحب موکد ہے سے کوئی روکے ۔ حالانکہ آئمہ معصومینؑ ۔ ان کے مخصوص اصحاب اور عوام شیعہ کی صدیوں سے یہی سیرت چلی آرہی ہے ۔ روایات متواترہ سے عزاداری کا استحباب ثابت ہے ۔ علاوہ ازین مراجع عالم شیعیت کا اپنے اپنے گھروں میں فرش عزا بچھا کر عزاداری کرنا ایک معمول ہے جو اس کے استحباب اور باعث ثواب ہونے کی دلیل ہے ۔ دعا ہے خداوند عالم تمام شیعہ اور مکتب اہلبیت رسالت کے معتقدین کو تبلیغ عزاداری کی توفیقات سے نوازے ۔ دشمنان دین سے محفوظ رکھے ۔ اور دامن اہلبیت سے تمسک پر ثابت قدم رکھے ۔

۲۵ جمادی الثانی ۹۹ھ

محمد رضا الموسوی الگلپایگانی

خط مبارک مجاهد بزرگ حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید محمد رضا موسوی گلپایگانی دام ظله العالی درباره مجالس سوگواری سید الشهداء (ع)

[illegible]

محمد رضا الموسوی الگلپایگانی

نظر مبارک مجاهد بزرگ حضرت آیت الله العظمی آقای
سید شهاب الدین مرعشی نجفی دام ظله العالی
در باره مجالس سوگواری حضرت سید الشهداء علیه السلام

بسمه تعالی

نهضت امام حسین علیه السلام نهضتی است [illegible]

[illegible]

لذا لازم است [illegible] عصمت [illegible]

ولذا [illegible]

واشکال آنها [illegible] اسلام [illegible]

در این عصر لازم [illegible] حفظ [illegible] اسلام علیهم [illegible]

اکنون [illegible]

مجالس سوگواری سعی بلیغ [illegible]

۲۱ ذی الحجه ۱۳۹۹

۴۸ ۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج سید شہاب الدین مرعشی نجفی مدظلہ :

بسمہ تعالیٰ :۔ امام حسین کا قیام الٰہی قیام ہے۔ امت مسلمہ نے آپ پر مظالم کی انتہا کر دی ہے۔ لہٰذا ماضی کی طرح معمول کے مطابق مجالس عزا کا انعقاد، روضہ خوانی آل محمد علیہم السلام پر ہونے والے مصائب کا تذکرہ، سینہ زنی، زنجیر زنی وغیرہ سب کچھ کیا جائے۔ بشرطیکہ محرمات شرعیہ نہ ہوں نہ صرف اس میں حرج کوئی نہیں ہے بلکہ عصر حاضر میں ان امور کی بجا آوری ضروریات سے ہے اور اجر و ثواب میں اضافہ کا باعث تشیع کی ترویج اور مجالس عزا کے انعقاد میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا چاہیئے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شہاب الدین النجفی المرعشی

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

نظر مبارک حضرت آیة الله العظمی آقای حاج سید محمد صادق حسینی روحانی
درباره شعائر حسینی (ع)

مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید محمد صادق روحانی

بسم تعالیٰ :- حضرت سید الشہداء کی قربانی ہی نے مٹتے ہوئے اور کالعدم دین اسلام کو حیات نو بخشی ہے اسی لیے بطور ضرب المثل کہا جاتا ہے الاسلام حسینی البقاء امام حسین کی قربانی مستضعفین عالم کے لیے ایک نمونہ عمل تھی کہ جہاں کہیں کوئی بھی سپر پاور اپنے ظلم اور جور کا شکنجہ کسے تو اپنے ساتھیوں کی تعداد کو نہ دیکھو ساتھیوں کی معمولی سی تعداد کو لے کر قوت ایمان اور جذبہ عمل کی طاقت سے ٹکرا جاؤ۔ گاندھی نے آزادی ہند کے بعد اپنی ایک تقریر میں کہا تھا حسین ابن علی کا قیام میرے لیے راہ عمل تھا جس پر چل کر میں نے بھارت کو استعمار کے چنگل سے آزاد کرایا۔

لہٰذا امام حسین کی عزاداری۔ روضہ خوانی۔ سینہ زنی اور زنجیر زنی وغیرہ تمام مراسم عزا امت مسلمہ کے لیے ضد اسلام طاقتوں اور ظالم حکمرانوں کے خلاف قیام کی عملی تربیت ہیں۔ اور ثابت قدم رہنے کا درس ہیں۔ ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ جس دور میں بھی مراسم عزا برپا کیے گئے ہیں اس دور میں اسلام میں جاذبیت اور کشش پیدا ہوتی ہے اور جس دور میں مراسم عزا میں کیڑے نکال کر اسے ترک کیا گیا۔ ملت شیعہ رو بزوال ہونے لگی ہے۔ رضا خان کا عمل شاہد ہے کہ جب اس نے دین کو کالعدم کرنے کا منصوبہ بنایا تو سب سے پہلے اس نے مجالس عزا پر پابندی عائد کی۔

بنا بریں ملت شیعہ پر واجب ہے کہ مجالس عزا منعقد کریں۔ واعظین

مفسرین اور خطباء پر واجب ہے کہ اپنے مواعظ میں لوگوں کو عقائد، احکام اور قیام امام حسین کے فلسفہ سے آگاہ کریں ، مصائب پڑھیں ۔ جو لوگ ملت شیعہ سے مربوط ہیں ان پر واجب ہے کہ سینہ زنی اور زنجیر زنی وغیرہ تمام مراسم عزا بجا لائیں یقین کیجیے ۔ کہ آج جو یہ راگ الاپے جارہے ہیں ۔ کہ سینہ زنی ، زنجیر زنی اور چاقوزنی وغیرہ صحیح نہیں ہیں خلاف شرع ہیں ۔ یہ تمام اغیار اور علمائے سوء کی تبلیغ ہے جو چند ٹکوں کے عوض بک چکے ہیں ۔ یہ دشمنان دین کے خیالات کا ترجمہ ہے ۔ میری دعا ہے خداوند عالم ہم تمام کو عزاداری امام حسین کی توفیق سے نوازے ۔ اور ذات احدیت سے امید ہے کہ مجھے اور تمام مسلمان بھائیوں کو یوم حشر عزاداران سید الشہداء اور سینہ زنوں کی فہرست سے محشور فرمائیے گا ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد صادق روحانی

۴۹ ۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ السید عبداللہ شیرازی قدس سرہ :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مراسم عزاداری اہلبیت عصمت وطہارت اہم ترین شعائر اسلامیہ میں سے ہیں اور افضل ترین عمل ہیں ۔ جو آخرت میں اجر جزیل کا باعث ہوں گے (عزاداری کے خلاف جو کچھ کہا جارہا ہے اور جو اعتراضات کیے جارہے ہیں) یہ سب سامراجی استعماریوں کے ایجنٹوں کی نغمہ سرائی ہے ۔ جب سامراجیوں نے دیکھا کہ مراسم عزائے سید الشہداء تمام ملت مسلمہ کے لیے بالعموم اور ملت شیعہ کے لیے بالخصوص بہت بڑی کامیابی اور انقلاب آفرینی کا باعث بنتے

نظر مبارک حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید عبد الله شیرازی
دام ظله العالی در باره مجالس سوگواری حضرت سید الشهداء (ع) .

بسم الله الرحمن الرحیم والحمد لله. مراسم عزاداری و ذکر مصیبت خاندان اهل بیت عصمت و طهارت سلام الله علیهم یکی از شعائر مهم اسلامی و از افضل اعمال است، که موجب آثار فراوان و اجر اخروی میباشد و گفتارهای ناروا که از نقشه‌های سوء و توطئه‌های بیگانگان و استعمارگران میباشد و جهتش آن است چون استعمارگران دیدند مهمترین وسیله پیشرفتهای انقلابی مسلمانان بالخصوص شیعیان اقامه مجالس عزاداری حضرت سید الشهداء (ع) میباشد و انقلابهای پیشرفت شده آنان از مکتب سید الشهداء (ع) سرچشمه گرفته است لذا سعی مینمایند به هر وسیله مبارزه با این آرمان مقدس نمایند و پیروزی انقلاب اسلامی ملت ایران از قیام روز تاسوعا و عاشورا صورت گرفت و برای روشن شدن بیشتر نسبت به این نکته نوار سخنرانی اخیر حجة الاسلام آقای فلسفی در مسجد جامع گوهرشاد مشهد مقدس میتوانید استفاده نمائید. مشهد مقدس [illegible] رجب المکرم ۹۹ه
شیرازی

ہیں اور یہ سب کچھ امام حسین کے چشمہ فیض کا نتیجہ ہے تو انہوں نے ہر ذریعہ سے کوشش کی ہے کہ اس مقدس یاد کو مختلف اعتراضات سے کالعدم کیا جائے ایرانی انقلاب یوم مہم محرم اور یوم عاشورہ کے مراسم عزا کا ہی مرہون منت ہے۔ اور اس کی افادیت روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے میرے اس آخری نکتہ کی شہادت کا بطور حجۃ الاسلام آقائے فلسفی کا وہ کیسٹ سنا جا سکتا ہے جو انہوں نے شہید مقدس کی مسجد گوہر شاد میں تقریر کی تھی۔

شہید مقدس ۳ رجب ۹۹ھ

شیرازی

۵۰۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ حسن قمی طباطبائیؒ:

امام حسینؑ اور تمام آئمہ اہلبیتؑ کے مصائب کہنہ ہونے والے نہیں ہیں جو مجالس عزا۔ عزادار منعقد کرتے ہیں سابقہ طویل تاریخ میں یہی مجالس عزا ہی تو ہیں کہ ہر دور میں اس وقت کے لوگوں نے دین سے آشنائی حاصل کی مجالس عزا ہی تو لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتے دینی اور مذہبی تعلیمات سے بہرہ در ہونے کا واحد ذریعہ ہیں۔ لہذا تمام مراسم عزا میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور کسی کو ان میں کسی قسم کی رخنہ اندازی کا حق نہیں ہے۔

والله الموفق الی الصواب۔ القمی

نظر مبارک حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید حسن طباطبائی قمی دام ظله العالی در باره مجالس سوگواری حضرت سید الشهداء (ع).

بسم الله الرحمن الرحیم

مصیبت حضرت سید الشهداء و سایر ائمه علیهم السلام کهنه شدنی نیست و توسعه همین مجالس که بنام تعزیه داری آن بزرگوار در طول تاریخ تشکیل میشد اهداف مقدس آنحضرت بیان میشده و طبق مقتضیات عصر و زمان مردم با آن آشنا میشدند و تعزیه داری رمز تجمع مردم و برای آگاهی مسلمانان از همه تعلیمات دینی و مذهبی بوده و هست بنابراین اشکالی ندارد و احدی حق جلوگیری از آنرا ندارد والله الموفق الی الصواب. القمی

نظر بارز مجاهد بزرگ حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید محمد حسینی شیرازی (دام ظله الوارف) در بارهٔ مجالس سوگواری امام حسین (علیه السلام)

بسم الله الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

قطع نظر از فتاوی علماء بزرگ با اینکه حسب روایات کثیره

که از رجال معروف است چونکه می‌توانند شعائر را

در تمام اطراف دنیا برپا دارند، بنظر اینجانب دو فائده

بر آن مترتب میشود ۱) شعائر حسینی اساس حکومت هزار ملیونی

اسلامی گردید ۲) شعائر حسینی اساس نجات مستضعفین

از چنگال مستکبرین شد ولذا بنده ترجیح میدهم که

هر ساله در هر منزلی باید شعائر حسینی بمناسبت‌های مختلف

اقامه شود تا این فائده بزرگ بر آن مترتب گردد.

والله المستعان محمد بن المهدی الحسینی الشیرازی

۵۱- مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد حسینی شیرازی مدظلہم المقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اگر روایات کثیرہ کی بنیاد پر دیئے گئے ان فتاوائے علمائے سے قطع نظر کر لی جائے جن میں عزاداری کو مستحب قرار دیا گیا ہے تو بھی میرے خیال میں مراسم عزا کو دنیا کے ہر گوشہ میں برپا کیا جانا چاہیئے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر کوئی فائدہ بھی نہ ہو تو کم از کم ان مراسم عزا کے دو فوائد ایسے ہیں جن سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

۱۔ مراسم عزا کی بدولت کئی ملین پر مشتمل حکومت اسلامی حکومت ہو چکی ہے۔

۲۔ مراسم عزا مستضعفین کے لیے جابر حکومتوں سے نجات کا وسیلہ بنتے ہیں

بنا بریں میں اس بات کو ترجیح دوں گا کہ ہر سال کے لیے مختلف مقامات پر مختلف مناسبات کے مطابق مراسم عزا منعقد کیئے جائیں تا کہ ان مراسم عزا کا ہر طرف مکمل فائدہ سامنے آسکے۔

واللہ المستعان: محمد ابن مہدی حسینی شیرازی

سخنی چند از امام و روشنفکرنما ها

امام خمینی : همین گریه هاست که کارها را پیش برده

روشنفکرنما : گریه و توسل بنظر من بی نتیجه است ! ! !

امام : روضهٔ امام حسین (ع) برای حفظ مکتب امام حسین است

روشنفکرنما : روضه خوانی کار شیعهٔ صفویست

امام : آن کسانیکه می گویند روضهٔ سید الشهداء (ع) را نخوان اینها اصلا نمی فهمند مکتب سید الشهداء (ع) چه بوده

امام : اشخاصی که میگویند مخارج روضه را صرف جنگ زدگان کنید اشتباه میکنند ...

هرکدام از این دو موضوع از اهمیت خاصی برخوردار است که باید کاملاً رعایت شود یعنی هم باید اهل ایمان که معتقد بمکتب انبیاء و اوصیاء علیهم السلام هستند اهمیت بامر عزاداری بدهند و هم بامر جهاد و جنگ زدگان که دچار مصائب شده اند توجه نمود.

(نظریهٔ حضرت آیة الله سید مرتضی پسندیده خمینی دامت برکاته)

در جواب مرقوم باید عزاداری در ایام مصیبت ائمه اطهار صلوات الله علیهم اجمعین

در مجالس روضه و شعائر دینی آنچه مطابق شرع شریف است معمول گردد [illegible]

و لازم است و ترک آن برخلاف مصالح مسلمین میباشد [illegible]

در مجالس سوگواری شرکت و از مراسم عمومی خودداری ننمایند والسلام علیکم [illegible]

بیست و پنج ذی حجه الحرام ۱۴۰۰

[illegible]

مراسم عزا کے سلسلہ میں آیۃ اللہ خمینی اور روشن فکر نما میں باہمی گفتگو کے چند سوال وجواب ؟ ؟

آیۃ اللہ خمینی : یہی عزاداری ہی تو تھی جس نے ہمارے کام کو آگے بڑھایا ۔

روشن فکر نما : میرے خیال میں تو عزاداری اور توسل اہلبیت سے نتیجہ ہیں ۔

آیۃ اللہ خمینی : عزاداری امام حسین میں مشن امام حسین کا تحفظ ہے ۔

روشن فکر نما : یہ عزاداری تو صفوی شیعوں کا عمل ہے ۔

آیۃ اللہ خمینی ۔ جو لوگ عزاداری کی مخالفت کرتے ہیں وہ آج تک یہ سمجھے نہیں کہ امام حسین کا مشن کیا تھا ۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عزاداری پر خرچ ہونے والی رقم جنگ زدگان کو دی جائے انہیں اشتباہ ہے دونوں اپنے اپنے مقام پر علیحدہ علیحدہ اہمیت کے حامل ہیں اور دونوں کو علیحدہ رعایت ضروری ہے ۔ جو اہل ایمان مکتب انبیاء و اولیاء پر یقین رکھتے ہیں انہیں عزاداری کو بھی اتنی ہی اہمیت دینا چاہیئے ۔ جتنی جنگ زدگان کی امداد کو دیتے ہیں ۔

۵۲ ۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید مرتضیٰ پسندیدہ خمینی

ائمہ اہلبیت کے ایام عزا میں عزاداری مجالس کا انعقاد اور تمام مراسم عزا شریعت مقدسہ کے مطابق ہیں ۔ ان کا بپا کرنا لازمی اور ضروری ہے ۔ ان کا ترک کرنا امت مسلمہ کے مصالح کے خلاف ہے مبلغین کا فریضہ ہے کہ

مجالس عزا میں شرکت کریں۔ اور تمام مراسم عزا سے قطعاً اجتناب نہ کریں۔

والسلام علی عباد اللہ الصالحین۔

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

سید مرتضیٰ پسندیدہ۔

سؤال وجواب دررابطه باعزاداری وجنگ

محضر مبارك مرجع عالیقدر شیعه آیة الله العظمی آقای گلپایگانی دامت برکاته — پس ازعرض سلام دراین موقعیت حساس عده ای با سمپاشی های خود قصد دارند بعنوان کمك بهجنگ زدگان و غیره مجالس روضه وهیئت های سینه‌زنی — زنجیرزنی را تعطیل ومردم را از این فیض بزرگ بازدارند باتوجه باینکه انقلاب اسلامی ایران در اثر الطاف اولیاء حق خاصه حضرت سید الشهداء(ع) به این مرحله از پیروزی رسیده وامروز نیزدر جنگ با ابرقدرتها بامدادهای حسینی نیازداریم، آیابنظرحضرتعالی تعطیل مجالس توسل و عزاداری وسینه‌زنی بصلاح اسلام وانقلاب است ؟

خواهشمندیم نظرمبارك خود را پیرامون عزاداری سید الشهداء(ع) وبرپانمودن هیئت های سینه‌زنی — زنجیرزنی ومخارجی که دراین راه صرف میشود بطورصریح بیان فرمائید والسلام علیکم ورحمة الله

ارادتمندان شما اهالی خمینی شهر

بسمه تعالی

آنچه را که سابقاً نسبت بحضرات ائمه معصومین خاصه حضرت سید الشهداء علیهم السلام از انواع عزاداری و نذورات و اطعام معمول بوده ترک نشود امید است به برکت همین توسلات خداوند مسلمین را یاری فرموده و شر این مزدوران کفار و الحاد را از سر مسلمانان برگرداند ترسیدم از آنکه بر اثر همین افکار باطل و ترک توسلات بجهت فتنه و فتنه دشمن را بر ما مسلط کرده باشد اشخاصی که این مطالب را القاء میکنند توبه کنند خداوند مسلمین را نجات بخشد انشاءالله همه را از حضرت باری تعالی مسئلت دارم

۲۵ ذیحجه ۱۴۰۰

محمدرضا الموسوی الگلپایگانی

وغیرہ جیسے اخراجات سابقاً معمولی نہیں انہی اسی طرح دینا چاہیئے اور قطعاً ترک نہ کرنا چاہیئے۔ امید ہے خداوند عالم انہی کے توسل سے شرپسندوں کے تمام عزائم ناکام فرمائے گا اور خوزستان پر قبضہ کفار کو ختم فرمائے گا ہمیں خطرہ ہے کہ مراسم عزا پر اٹھنے والے اخراجات کو جنگ زدگان کی امداد پر خرچ کرنے کا سبق کہیں ایسے افراد کا پڑھایا ہوا نہ ہو کہ دشمن عزاداری کے ایجنٹ ہوں جن لوگوں نے ان خیالات کا اظہار کیا ہے انہیں توبہ کرنا چاہیئے۔ تا کہ ذات احدیت امت مسلمہ کو نجات عطا فرمائے۔

دعا ہے خداوند عالم تمام امت مسلمہ کو اپنی توفیقات سے نوازے۔

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ محمد رضا گلپایگانی

۵۲۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید محمد وحیدی تبریزی:

بسم تعالیٰ۔

حمد الٰہی اور صلوات بر محمد و آل محمد کے بعد۔ مخفی نہ رہے کہ امام حسین کے فضائل و مناحت اسباب قیام مصائب۔ آپ پر گریہ۔ اور مجالس عزا کا انعقاد وغیرہ متواتر روایات میں اتنا عظیم ثواب ہے جس کے بیان سے زبان اور قلم قاصر ہیں۔ مذکورہ امور کے فوائد اس قدر ہیں جن کا شمار ناممکن ہے۔ قومی اجتماعات جن میں عوام اصول و فروع دین سے آشنا ہوتے ہیں۔ انہی مراسم عزا کی بدولت توحید اور رسالت وغیرہ جیسے اصول دین پر کئے جانے والے اعتراضات کے خلاف جہاد اور دفاع بھی انہی مجالس و مراسم عزا میں ہوتا ہے۔ نویں اور دسویں محرم کا دن تو بالخصوص ملت مسلمہ کی اموی مظالم سے آگاہی کے ایام ہوتے ہیں

نظر مبارك حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید اسد الله موسوی دزفولی دامت برکاته در بارهٔ مجالس عزاداری سرور آزادگان حضرت امام حسین علیه السلام

بسم الله الرحمن الرحیم

در جواب سؤالهای متعدده در مورد اقامه عزاداری حضرت ابا عبد الله الحسین [illegible]
[illegible] اقامه عزای حضرت ابا عبد الله الحسین علیه السلام که سنّه سنیّه
و شیوه مرضیه فرقه حقّه اثنی عشریه خلفاً عن سلف در زمان ائمه هدی صلوات الله علیهم
و علماء اعلام و صلحاء رضوان الله علیهم بوده است [illegible] تشکیل
مجالس و نصب منابر و ذکر مصائب و صرف اموال در [illegible]
[illegible]
و شیوه ایست فوق الوصف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

مراسم عزا اور جنگ کے سلسلہ میں آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد رضا گلپائیگانی سے سوال اور ان کا جواب

سلام و نیاز کے بعد گزارش ہے کہ کچھ لوگ آج حالات کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر عزاداری کے عظیم فیض سے لوگوں کو محروم رکھنے کی غرض سے کہتے ہوئے ہیں کہ۔ مجالس عزا اور مراسم عزا از قسم جلوس سینہ زنی اور زنجیر زنی وغیرہ کو چھوڑ کر اسی رقم سے جنگ زدگان کی امداد کی جائے۔

خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ ایرانی انقلاب بالعموم تمام اولیاء اللہ اور بالخصوص امام حسین کی نظر کرم سے کامیاب ہوا ہے۔ اور آج بھی سپر پاور سے جنگ میں ہمیں امام حسین کی نگاہ شفقت کی سخت ضرورت ہے۔ ان حالات میں کیا جناب والا کی نگاہ میں مجالس عزا مراسم عزا اور مجالس توسل کا ترک کر دینا اسلام اور انقلاب کے حق میں ہوگا؟

ہماری درخواست ہے کہ عزاداری اور مراسم عزا از قسم سینہ زنی، زنجیر وغیرہ کے جلوسوں پر اٹھنے والے اخراجات کو جنگ زدگان کی امداد میں صرف کرنا بہتر ہے۔ یا حسب معمول مراسم عزا پر؟

آپ کے عقیدت مند اہالیان خمین

جواب :-

عزاداری پر بالعموم اور مراسم عزائے سید الشہداء پر بالخصوص نیاز اور نذر

نظر مبارک حضرت آیة اللّه العظمی آقای سید محمد وحیدی تبریزی مدظلّه درباره مجالس سوگواری حضرت امام حسین (ع)

بسمه تعالی

بعد الحمد والصلوة پوشیده نیست که [illegible] و نهضت و آثار [illegible]

سالار شهیدان حضرت سید الشهداء علیه آلاف التحیة والثناء و مجالس عظمت معنوی

اکتساب ثواب گریه و احیاء نام مجالس و برپا نمودن مجالس عزاداری که موجب

که زبان و قلم از بیان آنها عاجز [illegible] در [illegible] حتی از حد تواتر

است و فواید زیادی بر [illegible] مترتب است و از جمله برپایی مجالس

رمز تجمع مردم برای آگاهی از مسائل دینی و مطلع شدن به اسرار و اجتماعات

اسلامی و جهات سیاسی آن و مجالس [illegible] عزاداری را

جهاد و دفاع از حریم [illegible] و اسلام [illegible] حقیقی

روز [illegible] اسلام [illegible] برای [illegible] راه [illegible]

برای قیام بر علیه ستمگران [illegible] و دراین [illegible]

عظمت [illegible] برای [illegible] را

[illegible] اسلام [illegible] برای ظلم و ستم [illegible]

برای آگاهی [illegible]

از فوائد [illegible] و لو [illegible] علیه السلام [illegible]

[illegible] الحسین [illegible]

[illegible] سید محمد وحیدی

اموی طاغوت اور مزدور کی طاغوتی اور ظالم طاقت کے خلاف آواز انہی مراسم عزا میں بلند کی جاتی ہے۔ خاندان عصمت وطہارت کا راہی کوفہ و شام ہونا قیام امام حسین کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے تھا۔ جس میں سنت مسلمہ کو ظلم و جور سے مطلع کیا گیا۔ مستضعفین عالم کو انہی مراسم عزا ہی کے ذریعہ نجات دلائی جاسکتی ہے یہ فوائد تو صرف بطور نمونہ ہیں علاوہ ازیں بے شمار فوائد ہیں۔ جنہیں کسی بھی حال میں ترک نہیں کیا جانا چاہیئے۔

والسلام علی الحسین وعلی اولاد الحسین وعلی اصحاب الحسین الذین بذلوا مھجھم دون الحسین علیہ السلام

۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۰

قم سید محمد وحیدی

۵۳۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ سید اسد اللہ موسوی وزفولی:

عزاداری اور مراسم عزا کے سلسلہ میں کئے گئے سوال کے جواب میں عرض ہے کہ مراسم عزا جو سینہ بسینہ اور نسلاً بعد نسل شیعیان آئمۂ اہلبیت زمانۂ ائمۂ اہلبیت سے آج تک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ علمائے اعلام اور علمائے عظام کی تائید بھی حاصل رہی ہے۔ یہ تمام مراسم عزا اپنی تمام اقسام و انواع کے ساتھ جوں کے توں رہنے چاہئیں۔ منبر پر بیان فضائل ذکر مصائب اور مالی اخراجات شرعی قواعد وضوابط کے مطابق ہیں۔ باعث عزت ہیں۔ ملی شعار ہیں از حد پسندیدہ ہیں۔ اور ان اہم شعائر میں سے ہیں جن کی بار بار آئمۂ اہلبیت نے وصیت فرمائی ہے۔ کیونکہ انہی مراسم عزا کے ذریعہ ہی ان کا مشن زندہ ہے۔ ان مراسم عزا میں اسلامی انقلاب کا درس ہے۔ باطل کے خلاف قیام حق کا سبق ہے۔

نظر مبارک حضرت آیت الله جناب آقای حاج آقا رضا مدنی کاشانی دامت برکاته درباره شعائر حسینی (ع)

بسمه تعالی

بالاترین هدف حضرت خامس آل عبا علیهم السلام حفظ دین و ترویج شعائر مذهبی است و به هر وسیله برای بدست آوردن این هدف و با داشتن مجالس عزاداری آن بزرگوار است. لذا میتوان گفت آن از اهم فرائض است. حرره الاحقر رضا المدنی الکاشانی

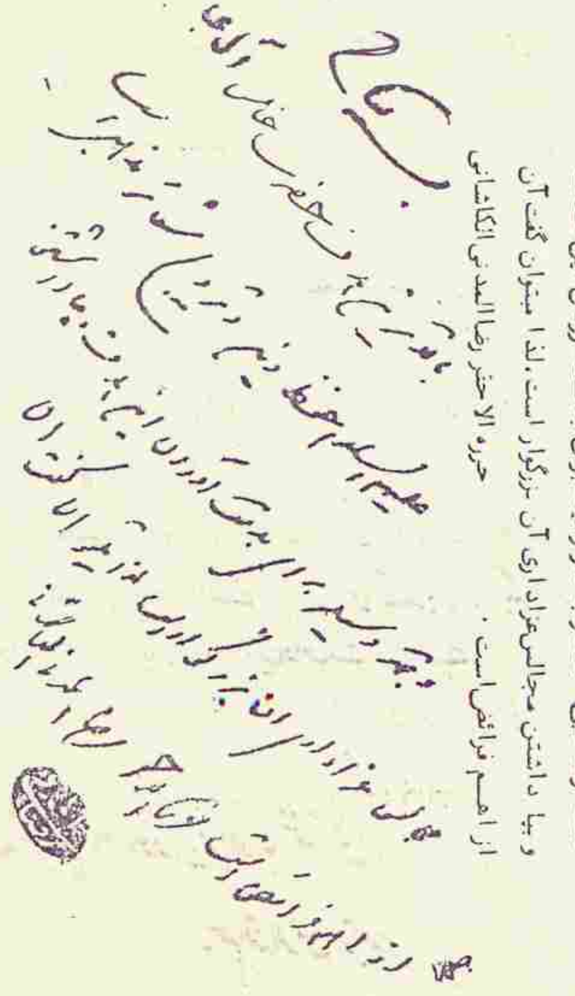

ہر ظلم وستم اور بدعت اسی آئینہ میں دیکھی اور دکھائی جاسکتی ہے۔ بلکہ مراسم عزا ایک موبائل درسگاہ ہیں جن میں خطباء اور واعظین مذہبی، اخلاق، ادینی احکام اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں۔ انبیاء اور آئمہ ہدیٰ کے مشن کا احیاء انہی مراسم عزا کے ذریعہ ہوتا ہے۔ عوامی ہدایت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ مراسم عزا مکتب اہلبیت ہیں زمراسم عزا شریفانہ قیام ہے۔ اور ایسی رمز اسی ہیں جس کے ذریعہ مثلاً شیعان حق کو حق مل جاتا ہے۔ خداوند عالم ہمیں ان آثار کو قائم رکھنے پر موفق فرمائے۔

سید اسد اللہ موسوی

۵۴۔ مراسم عزا۔ اور آیۃ اللہ آقای رضا مدنی کاشانی:

باسمہٖ تعالےٰ:۔ امام حسینؑ کا نصب العین دین کا تحفظ اور اسلام کی ترویج تھی۔ لہٰذا جب بھی ہو مراسم عزائے امام حسینؑ بپا کیئے جائیں۔ بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ مراسم ومجالس عزا کا بپا کرنا۔ اہم ترین واجبات سے ہے۔

(احقر رضا مدنی کاشانی

۵۵۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ ہاشم آملی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو مراسم عزا اور عزاداری کے سلسلہ میں جو کچھ ہمارے استاد الاساتذہ آقائے نائینی نے ارشاد فرمایا ہے۔ حق وحقیقت اور رضائے خالق کے قریب

درباره مجالس عزاداری سالار شهیدان حضرت امام حسین علیه السّلام

بسم الله الرحمن الرحیم

آنچه شیخنا الاستاد حضرت آیة الله العظمی آقای آقا میرزا حسین نائینی اعلی الله مقامه در موضوع عزاداری و تذکر مصیبات وارده بر حضرت ابا عبد الله و اهل بیت صلوات الله علیهم مرقوم داشته اند بسیار بمورد و مرضی حق تعالی جلّت عظمته خواهد بود.

صاحبان بصیرت آگاهند که عزاداری و تذکر این مصیبات تا چه حد در ابقاء دین اسلام و زنده نگهداشتن طریقه حقه اهل بیت سلام الله علیهم مؤثر بوده است تا آنجا که خود ائمه اطهار مجالس عزا تشکیل می دادند. البته برپائی اینگونه مجالس متوقف بر ماثورات نیست، عقل خود با توجه به آثار مترتبه بر این امر حکم خواهد نمود، تا زمان باقی است. مردم نباید استقامت حضرت سید الشهداء و اصحاب بزرگوارش را فراموش کرده، و با یادآوری آن مجاهدتها، اسلام واقعی را زنده نگه دارند. خداوند به همه مسلمین توفیق اجرای این امر خطیر العنایت فرماید. والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته ۸ ربیع الاول ۱۴۰۱

الاحقر هاشم آملی

ہے۔

ہر بابصیرت شخص اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ مراسم عزا اور ذکر مصائب نے بالعموم دین اسلام اور بالخصوص مذہب حقہ اثنا عشریہ کی بقا میں کتنا موثر کردار ادا کیا ہے۔ حتیٰ کہ خود ائمہ اہلبیتؑ نے بھی مجالس عزا منعقد کی ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مراسم عزا کا ائمہ اہلبیتؑ سے کوئی مخصوص طریق کار معین نہیں ہے بلکہ عقل خود درس طریق کار کی تعیین کرتی ہے۔ جو چیز ضروری ہے وہ یہ ہے کہ عوامی ذہن سے مصائب امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب کی یاد کو ہر صورت تازہ رہنا چاہیئے اور اس یاد سے حقیقی اسلام کو ہر نوع زندہ رہنا چاہیئے۔ دعا ہے خداوند عالم تمام امت مسلمہ کو اس عظیم یاد کو باقی رکھنے کی توفیق سے نوازے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۸ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الاحقر ہاشم آملی

۵۶۔ مراسم عزا۔ اور آیۃ اللہ شہید شیخ مرتضیٰ مطہری قدس سرہ

باواز بلند گریہ حق سے محبت اور باطل سے نفرت کی علامت ہے۔

عصر حاضر میں رائج عزاداری ایک بنیادی تحریک ہے۔ عزاداری کے متعلق جو بر حق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ من بکی۔ او ابکی او تباکی وجبت لہ الجنۃ۔ رونے کی شکل بنانے پر بھی ثواب عظیم بتایا گیا ہے بالکل درست ہے کیوں کہ عزاداری کا فلسفہ یزید اور ابن زیاد کے خلاف جذبات کو آمادہ کرنا اور حسین اور حسینیوں کے مشن کو تازہ رکھنا ہے۔ امام حسینؑ ایک مکتب کی صورت میں ایک دن کے

نظر مبارک حضرت آیة الله العظمی آقای حاج شیخ محمد عراقی دام ظله العالی در بارهٔ مجلس سوگواری سید الشهداء علیه السلام

بسم الله الرحمن الرحیم

نیز مورد تعجب است که امروزه در بارهٔ عزاداری علمدار سالار شهیدان و سرور آزادگان حسین بن علی علیه السلام اظهار تشکیک در جامعهٔ اسلام و یا مجتهدان ما از غرب زده شبهات در مسئله القاء می شود. و حتی بقیه با مراجعه به سیرهٔ ائمه معصومین علیهم السلام و روایات دال در ارزش محبت عصمت و طهارت علیهم السلام واضح و آشکار و حجت شرعی آن در صدر نبوت از باب ترتب حاکم نباشد جای هیچگونه تردید نمی باشد. در حدیث است که هیچ پیغمبری نیامده مگر بزیارت کربلا آمده و گفته: فیک تدفن القمر الازهر. همچنین قصه زیارت حضرت جبرئیل امین بحضرت آدم ابو البشر و نوح شیخ المرسلین علی نبینا و آله و علیهم السلام و قصه حضرت زکریا در تفسیر کهیعص. و گریستن ائمه معصومین علیهم السلام بلکه رسول اکرم صلی الله علیه و آله و حضرت امیر علیه السلام در سفر صفین هنگامیکه بزمین کربلا رسید آنقدر گریست که بیهوش شد. و داستان دعبل خزاعی و انشاد مصیبت در حضور حضرت ثامن الحجج علی بن موسی الرضا، و یا داستان گریه در حضور موسی بن جعفر علیه السلام حسین خواند: عجبت لمصقول علاک فرنده الی آخر اشعار. و سفارش حضرت ابی عبد الله علیه السلام باذکر شیعیان مصائب ترا ما، غریب فاذکرونی او سمعتم بغریب او شهید فاندبونی. و گر حب اولیاء خدا و بغض اعداء خدا مصداق بارز الایمان

الا الحب والبغض ضروری دین ما نیست . و یکی از راههای تعمیق حب اهل بیت پس از شناخت صحیح معرفت کامل ائمه معصومین و مقام ولایت آنان ذکر مصائب و مناقب الگوهای کامل از نهضت و قرآن مجسم و گریستن بلکه تباکی آنهاست تا بر سر حد که بلسان حال مترنم به این مقال شد : تبکیک عینی لا لاجل مثوبة بل انما عینی لاجلک باکیة . تا در اثر گریه بر آنان حب خالص شاد و دل بیدار گردد و البته به دنبال حب تشبه به محبوب و پیروی از راه و هدف محبوب و فداکاری و جانبازی در راه حق و مبارزه با ظلم و فساد و آموختن راه و رسم جانبازی و فداکاری نتیجه امر است طبیعی . مهمترین اثری که از اقامه عزای حسینی و زنده نگه داشتن این حماسه پرشور نسلاً بعد نسلٍ حاصل شده این است که . دین اسلام دارای آن آئینی است که جا دارد پاکترین خونها در راه آن ریخته شود . و پاکترین افراد از اهل بیت عصمت و طهارت در راه آن با سعادت درآیند . یا لیتنا کنا معکم فنفوز فوزاً عظیماً .

برادران اسلام است که درمانده اند و گرفتار ... از جانب اجانب ... به دست بانمه الهیات و گریه خالصانه بر سید مظلومان و سرور آزادگان در رفع گرفتاریها از خداوند ... از علماء ... والسلام علی من اتبع الهدی و جانب الغی والردی حرره الاحقر محمد علی العراقی بتاریخ ۲۵ شعبان المعظم من سنه ۱۴۰۱

و جانب الغی والردی حرره الاحقر محمد علی العراقی بتاریخ ۲۵ شعبان المعظم من سنه ۱۴۰۱

لیے سامنے آئے ایک معین واجتماعی مگر منفی خطوط پر چلنے والی راہ کو درہم برہم کر دیا۔ یہ حقیقت ہے اس دن کی یاد میں آنسو کا ایک قطرہ بھی ایک جہاد ہے۔ یزیدی ماحول میں حسینی جماعت میں شرکت کرنا اور کھلم کھلا شہدائے کربلا پر گریہ کرنا اس حق کے گروہ سے وابستگی اور اہل باطل سے بیزاری کا واضح اعلان ہے۔ بلکہ فی الواقع ایک قسم کی قربانی ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ مراسم عزا ایک تحریک ہیں۔ ایک موج ہیں۔ اور ایک اجتماعی اعلان جہاد ہے۔

نہضت اسلامی
آیۃ اللہ شہید شیخ مرتضیٰ مطہری

۵۷۔ مراسم عزا۔ اور آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد علی عراقی :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بڑے تعجب کی بات ہے کہ آج عزاداری اور مراسم عزائے سید الشہداء ع پر اسلام کے دیرینہ دشمنوں یا مغرب سے فریب خوردہ افکار کی طرف سے ایک مرتبہ پھر شکوک وشبہات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اگر سیرت آئمہ اہلبیت اور ان سے واردہ روایات ہی کو پڑھنے والے مراسم عزا کا استحباب اور شرعی رجحان بخوبی جانتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ۔ ہر پیغمبر نے کربلا کی زیارت کی ہے اور زمین کربلا سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔ تدفن فیک القمر الازھر۔ (تیری مٹی میں ماہتاب۔ ہاں ماہتاب دفن ہوگا۔) اسی طرح جبریل آمین کا حضرت آدم حضرت نوح۔ نبی اکرم اور جناب ذکریا وغیرہ کے سامنے واقعات کربلا کی مصائب خوانی کرنا۔ سورۃ کھیٰعص کی تفسیر آئمہ اہلبیت کا گریہ اور نبی کریم کا رونا بھی موجود ہے حضرت علی جنگ صفین سے واپس پلٹتے ہوئے جب زمین کربلا میں تشریف

لائے تو اتنا روئے کہ غش کر گئے۔ دعبل خزاعی کا واقعہ۔ اس کا امام رضا کے حضور مرثیہ پڑھنا۔ ایک عرب کا امام موسیٰ کاظمؑ کے سامنے مرثیہ خوانی کرنا۔ بلکہ خود امام حسینؑ کا یوم عاشورہ یہ وصیت فرمانا کہ ؎

صہ شیعتی مہما شربتم ماء عذب فاذکرونی
اے شیعو جب کبھی ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا

صہ او سمعتم بغریب او شہید فاندبونی
کسی مسافر شہید کی بات سننا تو میری غربت پہ آنسو بہانا

یہ سب واقعات روز روشن کی طرح واضح موجود ہیں۔ بھلا کیا اس ارشاد کے مطابق ھل الایمان الا الحب والبغض۔ کیا ایمان محبت اور عداوت کا سوا بھی کچھ ہے؟ کے مطابق اولیائے خدا سے محبت اور اعدائے خدا سے بغض۔ ہمارے ضروریات دینیہ سے نہیں ہے؟ (جب کہ ضروریات دینیہ میں سے کسی ضروریات دینیہ سے انکار کفر ہوتا ہے۔ ترجمہ) جب اہلبیتؑ کے ذرائع اظہار میں سے ایک ذریعہ اظہار ہے۔ جب انسان آئمہ معصومین کی امامت کاملہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ اور ان کے مقام ولایت سے آشنا ہو جاتا ہے تو ان کے فضائل و مصائب کا تذکرہ ہی عبادت ہو جاتا ہے آئمہ معصومین قرآن مجسم ہیں اور ان کے غم میں رونا اس طرح ہو جاتا ہے۔ میری آنکھ کسی ثواب اور اجر کے لالچ میں نہیں روتی بلکہ صرف اور صرف تیرے لیے روتی ہے۔ ان پر رونے کا نتیجہ ان سے محبت خالصہ کی علامت ہے۔ البتہ یہ خیال رکھا جائے کہ محبت محبوب میں گریہ کے نتیجہ میں محبوب کا نصب العین محبوب کی قربانی۔ محبوب کی جانثاری۔ محبوب کا اسوۂ حسنہ، محبوب کا ظلم و جور کے خلاف جہاد اور قربانی محبوب کا درس بھی سامنے رہنا چاہیئے۔

عزاداری اور مراسم عزا سے جو اہم ترین نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سننے والے کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ خون مقدس ترین خون تھا جو بیگناہ بہایا گیا ہے۔ اور اہلبیت عصمت و طہارت کے وہ مقدس ترین افراد تھے جنہیں پائمال رسن کیا گیا۔ یالیتنا کنت معکم فنفوز فوزاً عظیما

امت مسلمہ پر فرض ہے کہ اغیار کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر جتنے بھی مظالم کیے جا رہے ہیں ان کا دفاع آئمہ اہلبیتؑ کے توسل اور غریب کربلا کی عزاداری سے کریں ذات احدیت کو انہی کا واسطہ دیں۔ ہمارے تمام بزرگ علمائے سلف کی سیرت بھی اس کی شاہد ہے۔

والسلام علی من تبع الہدیٰ وجانب الغی والردیٰ۔ حررہ الاحقر

محمد علی العراقی

بتاریخ ۲۵ شعبان سنہ ۱۴۰۱ھ

نظرمبارک حضرت حجۃ الاسلام آیۃ اللہ آقای حاج سید یوسف مدنی تبریزی دامت برکاتہ دربارہ مجالس سوگواری سالار شہیدان حضرت امام حسین علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء وخاتم المرسلین محمد وآلہ الائمۃ الابرار الطیبین الطاہرین الذین اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائہم اجمعین الی یوم الدین نسئلک اللہم ان تنور قلوبنا بانوار ہدایتک بحق محمد وعترتہ المعصومین صلواتک علیہم اجمعین.

وبعد مرحوم مبرور استاد الاساطین شیخ الفقہاء المتاخرین آیۃ اللہ العظمی میرزا نائینی قدس سرہ در جواب نامہ اہالی بصرہ در رابطہ با اقامہ مجالس عزا و سوگواری حضرت سید الشہداء علیہ و علی آبائہ و ابنائہ افضل الصلوۃ والسلام از قبیل سینہ زدن و زنجیر زدن و براہ انداختن دستجات در کوچہ و بازار و خیابانہا و قمہ زدن با آن شرائطی کہ ذکر فرمودہ‌اند در جواب نگارش فرمودہ‌اند کہ در غایۃ تحقیق و متانت میباشد. و مختصر کلام آنکہ تمام مؤمنین بالخصوص علمای اعلام لازم است در عزاداری و سوگواری حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام بیشتر سعی و کوشش داشتہ باشند و لازم است مؤمنین مواظبت بیشتری بر گریہ کردن و گریاندن و [illegible] داشتہ باشند چون تمامی این [illegible] از شعائر مذہبی بشمار میآید [illegible] از خداوند متعال مسئلت داریم تمام مسلمین و مؤمنین را برای بپاداشتن شعائر مذہب امامیہ توفیق عنایت فرماید و در این موضوع جناب مستطاب ثقۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج شیخ علی ربانی [illegible] زحمات زیادی [illegible] و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

بتاریخ ۱۳۶۰/۳/۲۴ الاحقر السید یوسف المدنی التبریزی

مراسمِ عزا اور آیۃ اللہ سید یوسف مدنی تبریزی

اللہ رب العالمین کی حمد ہے۔ اشرف الانبیاء خاتم المرسلین محمد اور آپ کی اس آل پر جن سے رجس کو دور کیا گیا ہے اور انہیں اس طرح پاک رکھا گیا ہے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے ہر درود و سلام ہو اور ان کے تمام اعداء پر تا قیامت اللہ کی لعنت ہو۔ اللہ سے درخواست ہے کہ ہمارے دلوں کو اپنے نور ہدایت سے منور فرمائے۔ بحق محمد و آل محمد۔ امابعد۔

استاذ الاساطین شیخ الفقہاء المتاخرین آیۃ اللہ آقا نائینی نے مراسم عزا اور عزاداری امامؑ کے سلسلہ میں جو جواب اہالیان بصرہ کے استفسار پہ دیا تھا مثلاً سینہ زنی، زنجیر زنی جلوسوں کا گلی کوچوں اور سڑکوں پہ آنا وغیرہ انہی شرائط کے مطابق سب کچھ درست اور مطابق شریعت ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام مومنین بالعموم اور علمائے کرام پر بالخصوص لازم ہے کہ عزاداری مظلوم کربلا میں زیادہ سے زیادہ سعی فرمائیں۔ تمام مومنین، مراسم عزاداری رونا، رلانا۔ اور رونے کی شکل بنانا کا تحفظ کریں کیونکہ یہ تمام امور مذہبی شعائر ہیں۔ دعا ہے خداوند قدوس تمام [illegible] مسلم کو ان مراسم عزا میں شرکت کی توفیق عنایت فرمائے جو فرقہ امامیہ ہی لاتا ہے۔ اور ثقۃ الاسلام آقائے علی ربانی قابل صد ستائش جو اس سلسلہ میں محنت شاقہ فرما رہے ہیں۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

بتاریخ ۲۴-۳-۱۳۶۰ - یوسف مدنی تبریزی

نظر مبارک عالم مجاهد حضرت حجت الاسلام والمسلمین آیت الله
آقای حاج سید کرامت الله ملک حسینی دامت برکاته در
باره مجالس سوگواری امام حسین (ع)

بسمه تعالی

مصیبت حضرت امام همام ابیعبدالله الحسین سید الشهداء علیه الصلوات من الله اعظم مصائب. شهادت آن بزرگوار نقش را
در راه هدایت امت و بیدار کردن دلهای مرده و قلوب منحرف از جاده ایمان و عدالت به خوبی ایفا کرد.
شهادت او درس گرانبهایی را در برابر قدرت های طاغوتی و حکومت های ستمگر اموی و عباسی به قیام و دادخواهی داد و
نیرو می داد. از قیامی که آن بزرگوار نمود دین اسلام پایدار ماند و اگر نبود اساس دین مضمحل و نابود گشته بود.
و این اساس است که خداوند متعال بوسیله فرشته علم جبرئیل امین برای حضرت آدم و سپس برای انبیاء
و خصوصاً حضرت ختمی مرتبت صلی الله علیه و آله ذکر مصائب کربلا را فرموده اند.
و ائمه طاهرین علیهم السلام نیز برای ذکر مصائب آن امام شهید مجلس دائر نموده و این امر را لازم دانسته و دستور داده اند
و به پیروان خود از شیعیان و دوستان خود سفارش اکید فرموده اند و علماء و هادیان امت به پیروی از ائمه اطهار علیهم السلام با تحمل سختی ها
این راه را ادامه داده اند و امروز بیش از هر وقت در برابر صفوف دشمن و قدرتهای مخرب استعماری که از روی خصومت و عناد
با تشکیل مجالس عزاداری و دسته جات سینه زنی و زنجیرزنی و عزاداری مردم را آگاه ساخته و چون از فوائد و آثار آن آگاه هستند
و به هر وسیله در مقام تضعیف و نابودی این عوامل بر آمده اند و با تشکیل ...
برای پیشبرد اهداف خود از راه اینان که همه آنها سرکوب و در صدد نابودی قدرتهای اسلامی و ایجاد تشنجات برای
حکومت جهانی است در تضعیف مجالس عزاداری و ذکر مصائب سیدالشهداء کوشش نمایند ...
ساعی و دریغ نموده و بخش و کشور و جامعه شیعه را از هر جهت ... که ...
ایمان ... از صفحه کاغذ ... از ناحیه مردم ... استعمارگران و ایادی آنها ... که
مخرب و ... و آمریکای ... خواهد بود.

ملک حسینی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید کرامت اللہ ملک حسینی

باسمہ تعالٰے۔ امام ہمام امام حسین کے مصائب عظیم ترمصائب سے ہیں آپ کی شہادت ہی راہ ہدایت امت اور مردہ دلوں کو بیدار کرنے کا سبب ثابت ہوئی۔

آپ کی شہادت ... اموی اور عباسی طاغوتی حکومتوں کے ظلم وجور کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کا حوصلہ بخشتا۔ اگر آپ کا قیام نہ ہوتا تو ارکان دین مضمحل ہو جائے۔

اس لیے ذات احدیت نے جبریل امین کے ذریعہ حضرت آدم کو تمام واقعات کربلا سے آگاہ کیا اور جبریل نے آپ کی مرثیہ خوانی کی پھر تمام انبیاء ع بالعموم اور حضرت ختمی مرتبت نے بالخصوص غریب کربلا کے مصائب کا تذکرہ کیا ہے۔ آئمہ اہلبیت ع نے بھی شہید کربلا کے مصائب کا تذکرہ ضروری سمجھا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ہدایت کی ہے کہ عزاداری مظلوم کربلا کا تحفظ کریں۔ ائمہ اہلبیت ع کی اقتداء میں علمائے دین اور ہادیان امت نے سختی اور شکنجے کے باوجود مراسم عزائے سید الشہداء کو برقرار رکھا۔

مراسم عزا اور مجالس عزا از قسم سینہ زنی۔ زنجیرزنی۔ اور جلوسہائے عزا وغیرہ کی افادیت سے دشمنان دین بھی واقف ہیں اور وہ ہر ذریعہ سے ان مراسم کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جب کہ ایک بلند نصب العین کی پیش رفت۔ سامراجیت کی سرکوبی۔ شیطانی قوتوں کے خاتمہ اور آفاقی اسلامی حکومت کے

قیام کے لیے عزاداری کا تحفظ انتہائی ضروری ہے۔ لہٰذا ہمیں ہر لحاظ سے مراسم عزا کو محفوظ رکھنا ہے۔ مراسم عزا اور عزاداری کے خلاف جو زبان کھلے یا تحریر آئے تو ان سامراجی ایجنٹوں کا چبایا ہوا لقمہ سمجھ کر پھینک دینا چاہیئے جو فتنہ انگیز اور دشمنان دین میں ہیں۔ جیسا کہ امریکہ ملعون تھا۔ ملک حسینی

۹۰۔ مراسم عزا۔ اور آیۃ اللہ سید محمد عزالدین حسینی موسوی زنجانی ؒ

جناب محترم ثقۃ الاسلام آقائی شیخ علی ربانی خلخالی دامت افاداتہ۔

اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ نے بالمشافہ گفتگو میں بھی اور بذریعہ خط بھی درخواست کی ہے کہ میں امام مظلوم کی یاد کے سلسلہ میں مراسم عزا اور عزاداری کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ تو لیجیئے میرے خیالات حاضر ہیں ـــ یقین کیجیئے میں نے تو کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا کہ ایک دن مسلّمہ امور نہ صرف زیر بحث لائے جائیں گے بلکہ ان کے جواز اور عدم جواز کے متعلق سوالات بھی ہوں گے۔ لیکن ... زندگی میں تجھے عجائبات زمانہ دیکھنا ہوں گے۔ کہ مسلّمہ جملہ کے مطابق ہم نے بھی وہ عجائبات دیکھے ہیں۔ بلکہ بعض اخبارات اور اشتہارات وغیرہ میں وہ الفاظ پڑھے بھی ہیں جو لکھنے والوں کی جہالت اور ناصبیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ انہی امور میں سے مراسم عزا بھی ہیں جو ہدف تنقید بنے ہوتے ہیں حالانکہ رونا رلانا۔ گریبان چاک کرنا۔ سر اور سینہ زنی کرنا غرض جو کچھ بھی کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس مظلوم پر جزع ہوتی ہے۔ جب کہ ہماری معتبر ترین روایات جن میں سے معاویہ ابن وہب کی روایت حسنہ بھی ہے میں ہے کہ۔ ہر متوفی پر جزع کرنا مکروہ ہے لیکن شہادت حسین پر جزع کرنا

مکروہ نہیں ہے۔ اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ فلاں شخص نے فلاں کے غم میں اپنی پیشانی یا سر میں پتھر مارا ہے اور اس کا خون بہنے لگا ہے تو ہم کہتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جب ہم سے دلیل پوچھی جاتی ہے تو ہم جواب میں یہی احادیث پڑھ سناتے ہیں۔ گویا انہی امور کو بنیاد بنا کر غریب کربلا کے سلسلہ میں سوالات کیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں ہے سر اور سینہ زنی۔ زنجیر زنی حتیٰ کہ ایسی چاقو زنی جس میں موت کا یقین نہ ہو بھی امام حسین کے سلسلہ میں جائز ہے کہ بلکہ عزاداری کے عنوان سے مستحب ہے۔ لیکن یہ کبھی نہ بھولیں کہ شیطان نے جو اللہ کو چیلنج کیا تھا۔ کہ میں ان کے راستہ میں بیٹھوں گا۔ شیطان اس راستہ پر بھی بیٹھا ہے اس لیے عزاداری کو اس سے منزہ ہونا چاہیئے۔ عزاداری میں انبیاء و مرسلین کے احکام کو سنگ میل ہونا چاہیئے۔ ہماری ولایت اطاعت خدا سے حاصل ہوتی ہے اس سے بہر طور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ ،

۲۷ رجب ۱۴۱۰ھ مشہد مقدس

محمد عزالدین حسینی موسوی۔

مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید کاظم مرعشی

باسم تعالےٰ: عزاداری مظلوم کربلا اور مراسم عزا کے سلسلہ میں جو کچھ استاد محقق آیۃ اللہ نائینی اعلی اللہ مقامہ الشریف نے عزاداری کی مختلف صورتوں میں فرمایا ہے وہ انتہائی درست ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے البتہ دشمنان دین اور گمراہ کرنے والے شیطان لعین جو مراسم عزا کی مخالفت میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ شیعیان آل محمد اور موالیان اہلبیت کو اس سے کسی قسم کا اثر قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان کے برعکس بالعموم عزاداری اور بالخصوص مجالس عزا اور روضہ خوانی کا اہتمام کرنا لازمی ہے۔ جو دنیوی اور اخروی سعادت اور کامرانی کا باعث ہے۔ واللّٰہ ھوالھادی الی صراط مستقیم۔

یکم شعبان ۱۴۰۱ھ سید کاظم مرعشی۔

۱۶۱۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید محمد حسینی شاہرودی:

باسم تعالےٰ شانہ:۔ مراسم عزا و عزاداری کے سلسلہ میں جو کچھ استاد الفقہاء والمجتہدین مرحوم آیۃ اللہ محقق نائینی نے فرمایا ہے انتہائی متین ہے حتی کہ شبیہہ کے بطور اگر مرد کو عورت کا برقعہ یا چادر پہنا دی جائے جیسا کہ زمانہ سابقہ سے معمول ہے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ امید ہے مومنین عزاداری کے سلسلہ میں حسب سابق احکام اور ہم آہنگی کو مدنظر رکھیں گے۔ وفقھم اللّٰہ وسددھم

یکم شعبان ۱۴۰۱ھ محمد شاہرودی۔

مراسم عزا اور آیۃ اللہ شیخ علی غازی شاہرودی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین کما ھو اھلہ ولا الٰہ غیرہ وافضل الصلوات علی محمد والہ الطیبین الطاھرین

عزاداری غریب کربلا۔ سوگواری امام حسین اور اولیائے باری کے مصائب میں گریہ وزاری عبادات الٰہیہ سے ایک عبادت۔ مطلوبات خالق سے مطلوب ہے اور اس کا حسن ورجحان عقلی اور نقلی ہر دو قسم کے دلائل سے ثابت ہے۔ شعائر الٰہیہ کی تعظیم قلبی تقوٰی کی علامت ہوتی ہے علمائے شریعت اور ارکان فقہ فقہایت نے مراسم عزا کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ عزاداری اور مراسم عزا کا منکر مذہب شیعہ کے ضروریات میں سے مذہبی ضرورت کا منکر ہے۔ میں نے اپنی تالیف مستدرک سفینۃ البحار میں مصائب واہلبیت پر انبیاء و مرسلین بالعموم اور حضرت ختمی مرتبت بالخصوص کے گریہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔ خود آئمہ اہلبیت کے گریہ کو قدرے اختصار سے لکھا ہے۔ ارشاد امام صادقؑ ہے کہ غریب کربلا کے مصائب میں تمام مخلوق۔ نے گریہ کیا ہے۔ شیخ ثقہ ابن قولویہ قمی[1] نے کامل

[1] اس مقدس عالم نے ۳۳۷ھ امام زمانہؑ کو ایک خط لکھا جس کے جواب سے بھی مشرف ہوا جس میں امام زمانہ نے علم غیب سے متعلق دو یا تین بتائی تھیں۔ ایک یہ کہ موصوف کو بیماری سے شفا کاملہ ہوگی۔ اور دوسری یہ کہ چھ برس مزید زندگی ہوگی۔ دونوں باتیں درست ثابت ہوئیں۔ میں نے اپنی کتاب ارکان دین میں اس کی تفصیل لکھی ہے۔

الزیارت کے باب ۶۶ میں ہیں۔ امام حسین کے مصائب میں تمام مخلوقات کا گریہ کے عنوان میں سات روایات نقل کی ہیں۔ اسی طرح باب ۲۷ غریب کربلا پر ملائکہ کا گریہ میں بھی سات روایات نقل کی ہیں۔ باب ۲۸ آسمان و زمین کا غریب کربلا اور حضرت یحییٰ پر گریہ۔۔۔ میں اکیس روایات نقل کی ہیں۔ باب ۲۹ جناب کا مظلوم کربلا پر گریہ۔۔۔ میں گیارہ روایات۔۔۔ باب ۳۲ شہید کربلا پر رونے کا ثواب۔ میں دس روایات اور باب ۳۳ امام حسین کے لیے اشعار کہنے کا ثواب۔ میں سات روایات نقل کی ہیں

علامہ مجلسی نے مذکورہ روایات کے علاوہ دیگر معتبر روایات جمع کر کے مختلف ابواب میں نقل کی ہیں۔ بحار جدید ج ۴۴ ص ۲۷۸ تا ص ۲۹۶ ج ۴۵ ص ۲۰۱ تا ص ۲۹۴ میں بھی یہ روایات مل سکتی ہیں۔

شیخ حر عاملی جو تمام فقہائے شیعہ اور مراجع عظام کے ہاں معتمد اور مستند ہیں نے وسائل الشیعہ کتاب مزار باب ۶۶ میں اور علامہ نوری نے مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۲۱۵ پر اس موضوع سے متعلق کافی روایات لکھی ہیں۔

حقیر نے عزاداری آئمہ اہلبیت کے سلسلہ میں ایک مختصر کتابچہ بنام تاریخچہ روضہ خوانی۔ میں حضرت آدم سے ظہور امام زمانہ اور رجعت پیغمبر اکرم و آلہ بلکہ تا قیامت جمع کی ہیں۔

والحمد للہ رب العالمین کما ھو اللہ۔

۳ شعبان ۱۴۰۱ھ۔

الاحقر علی غازی شاہرودی

نظر مبارک علامه عالیقدر حضرت آیت الله آقای حاج سید مرتضی عسکری دام ظله العالی درباره مجالس سوگواری امام حسین علیه السلام.

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین و الصلاة علی محمد و آله الطاهرین و بعد درباره عزاداری حضرت سید الشهداء علیه السلام در شرع مقدس اسلام از طریق معصومین علیهم السلام تأکید بر خواندن مصیبت آن بزرگوار و سرودن شعر و گریستن بسیار شده است و عزاداری برای سایر معصومین علیهم السلام نیز مصداق احیاء امر ایشان و مستحب است و دستور رسیده است و بر انواع عزاداری مرسوم در بلاد شیعه انار الله برهانهم نیز از قبیل در آمدن دسته عزادار و سیاه پوشی کردن که نص خاصی درباره آن نرسیده باشد نیز رجحان دارد و نشر آن ها ترویج شعائر دینی است

مرتضی العسکری

۷ شعبان / ۱۴۰۱ هـ

مراسم عزا اور آیۃ اللہ مرتضیٰ عسکری

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی محمد و آلہ الطاہرین ۔ وبعد
مظلوم کربلا کی عزاداری آپ کی مصائب خوانی، مرثیہ خوانی اور رونے کے سلسلہ میں ائمہ اہلبیتؑ کے ذریعہ شریعت مقدسہ میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے ۔

دوسرے معصومینؑ کے مصائب کا تذکرہ بھی ان کے امر کے احیاء کا ذریعہ ہے ۔ لہذا مستحب ہے اور ان کی طرف سے حکم ہے ۔

مراسم عزا خواہ کسی بھی قسم کے ہوں جو شیعہ دنیا میں معمولی اور مرسوم میں مثلاً جلوسہائے عزا کا سڑکوں پر آنا سیاہ لباس پہننا وغیرہ اس سلسلہ میں نہ صرف یہ کہ ان کے متعلق کوئی حکم امتناعی نہیں ہے بلکہ باعث ثواب ہیں اور تمام مراسم عزا شعائر دینیہ کی ترویج ہے ۔ ۔

۷ شعبان ۱۴۰۱ھ ۔
مرتضیٰ عسکری ۔

نظر مبارک حضرت مستطاب. آیت اللہ آقای حاج سید تقی طباطبائی قمی دام ظلّه العالی در بارهٔ مجالس عزاداری سید الشهداء (ع)

بسمه تعالی

بر اهل ایمان وولایت مخفی وپوشیده نماند که عزاداری برای خامس آل عبا (ع) وبقیه خاندان طهارت بتمام انواعش از اقامه مجالس سوگواری ونوحه سرائی وبسر وبسینه زدن وتشکیل هیئات وراه انداختن دسته سینه زن وزنجیرزن بلکه تیغ زدن همان نحویکه معمول است نه تنها جایز است بلکه راجح واز شعائر دین ومکتب حضرت سید المرسلین (ص) است بلکه در این زمان فی الجمله واجب کفائی است ومطالبیکه از بعضی صادر میشود که باعث وسوسه وانحراف اذهان میشود صحیح نیست، و القاء اینگونه مطالب حرام است وبلا اشکال زنده نگهداشتن این شعائر بنفع دین وموجب رضای خدا است البته بایستی مؤمنین رعایت نمایند که تشکیل این مجالس وبراه انداختن دسته جات مخلوط وهمراه با مسائل خلاف شرع نشود وخدای نخواسته موجب سخط الهی وحبط اعمال حسنه نگردد . والسّلام علینا وعلی عباد اللّه الصّالحین .

۹ / شعبان / ۱۴۰۱ هـ . ق   الأحقر

تقی طباطبائی قمی

والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین الاحقر تقی طباطبائی قمی ۹ شعبان ۱۴۰۱

مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید تقی طباطبائی قمی

باسمہ تعالےٰ: تمام اہل ایمان وولایت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ غریب کربلاؑ اور دیگر اہلبیت عصمتؑ کی عزاداری اپنی تمام اقسام اور مراسم عزا از قسم مجالس، نوحہ خوانی سر وسینہ زنی۔ انجمنوں کی تشکیل جلوسہائے عزا کا سڑکوں پر آکر سینہ زنی اور زنجیر زنی بلکہ تلوار زنی سب کچھ جو شیعہ کا معمول ہے۔ نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث ثواب۔ شعائر دینیہ اور مکتب سید المرسلینؐ ہے اگر یہ کہا جائے کہ عصر حاضر میں تمام مراسم عزا واجب کفائی ہیں تو بھی درست ہوگا۔ بعض افراد کی طرف سے مراسم عزا کے خلاف جو باتیں کی جا رہی ہیں۔ اور باعث وسواس اور پراگندگی اذہان بن رہی ہیں قطعاً غلط ہیں۔ بلکہ ایسی باتوں کا کرنا حرام ہے۔ بلا شک وشبہ ان تمام مراسم عزا کو بحال رکھنا دین کے لیے سودمند اور رضائے الٰہی کا باعث ہے۔ البتہ مومنین کو مجالس عزا کے انعقاد اور جلوسہائے عزا کو سڑکوں پر لانے میں شرعی حدود کا لحاظ بہر طور رکھنا چاہیئے تاکہ خلاف شرع امور کا ارتکاب عمل ناراضگی خالق کا باعث نہ بن جائے اور اعمال حسنہ کے حبط کا موجب نہ ہو

والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

الاحقر تقی طباطبائی قمی

نظر مبارک حضرت آیت الله حاج سید مهدی مرعشی در باره مجالس عزاداری امام حسین (ع) .

بسم الله الرحمن الرحیم

عزاداری سید الکونین اباعبدالله الحسین روحی و ارواح العالمین له الفداء شاخه‌ای از انوار ملکوتی و نشانهٔ از شعائر الهی یکانه مذهبت تشیع که موجب تشدید دین مبین و ترویج احکام سید المرسلین و انتشار مذهب جعفری در جهان اسلام و سبب تحکیم قسط و عدل و اباده ظلم و تعدی و باعث نابودی مفسدین و ظالمین و اعوان انسان در جمیع قرون گذشته و آینده بوده و خواهد بود و آنچه را که استاد بزرگ حضرت آیت الله العظمی آقای حاج میرزا حسین نائینی قدس سره در این باره مرقوم داشته‌اند حقیقه یکی از نفحات رحمانی ایشان و بدرستی صدر من اهله و وقع فی محله میباشد و لذا برمؤمنین لازم است که از فتوای جناب معظم له حتی المقدور متابعت نموده و اجرای آن هیچ نحو کوتاهی ننمایید والسلام علی من التبع الهدی .

تاریخ ۹ شهر شعبان المعظم ۱۴۰۱   تاریخ ۹ شهر شعبان المعظم ۱۴۰۱ سید مهدی مرعشی ،

سید مهدی مرعشی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید مہدی مرعشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزاداری سید کونین۔ ملکوتی انوار کی ایک قسم ہے۔ شعائر اللہ سے ہے۔ شیعہ مذہب کے استحکام۔ دین مبین کی ترقی۔ احکام خاتم الانبیاء کی ترویج عالم السلام میں مذہب جعفریہ کی اشاعت، اقامہ عدل و انصاف مخالفت ظلم وجور اور نابودی ظالمین کا سبب رہی ہے ۔ ہے۔ اور رہے گی مراسم عزا کے سلسلہ میں استاد بزرگ آیۃ اللہ آقائے نائینی نے جو کچھ فرمایا ہے نغمات رحمانیہ میں سے ایک رحمانی نغمہ ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ اہل نے لکھا ہے اور برمحل لکھا ہے۔ بنابریں تمام مومنین پر لازم ہے کہ حتی المقدور ان کے فتوی کی اتباع کی جائے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جائے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

۹ شعبان ۱۴۰۱ھ سید مہدی مرعشی

۶۷۔ مراسم عزا اور مفسر قرآن محقق دوران آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی مدظلہ

باسمہ تعالیٰ: پیشوائے حریت۔ سالار قافلہ طالب شہادت، امام حسین اور آپ کے ان ساتھیوں کی عزاداری اور مراسم عزا جنہوں نے کربلا کے معرکہ حق و باطل میں اپنی ہر چیز کو قربان کر دیا اور ننگ و ذلت کی سیاہ زندگی پر عزت

نظر مبارک علامۂ محقق حضرت آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی دام ظلہ العالی دربارۂ مجالس سوگواری حضرت امام حسین علیہ السلام

بسمہ تعالیٰ

مراسم بزرگداشت سوگواری پیشوای آزادگان و سالار شهیدان امام حسین علیه السلام و یارانش که در نبرد حق و باطل در صحنه کربلا ایثار گرانه همه چیز خود را در راه خدا فدا کردند، و شهادت و مرگ سرخ را بر زندگی سیاه و ننگین ترجیح دادند یکی از وظائف قطعی همه مسلمانان است تا از آن در همه قرون و اعصار الهام گیرند و هرگز سازشکاری با دشمن غدار را بر مبارزه و پیکار ترجیح ندهند، سر تعظیم و تسلیم در مقابل زورگویان فرود نیاورند و برای اعتلای قرآن و تعمیم عدل و داد و درهم شکستن قدرت خودکامگان و ستمگران تردید بخود راه ندهند

هر نوع مراسمی که بیانگر اهداف مقدس امام حسین (ع) و یارانش باشد و تعظیم این شعائر اسلامی را بصورت صحیحی در برگیرد شرعاً خوب و در خور تمجید و حتی گاهی واجب است، گریه کردن، گریاندن، سیاه پوشیدن، دسته‌جات عزاداری با آرمها و شعارهای الهام بخش براه انداختن و اطعام طعام برپا د آنها و خلاصه هر کاری که خاطره آنها را احیا و بدان سازد و سبب تداوم این مکتب و مبارزه با دشمنان آن باشد مطلوب و محبوب است ولی از کارهائی که بعضی از افراد ناآگاه بنام عزاداری می‌کنند و از عظمت این مکتب در نظرها می‌کاهد باید پرهیز کرد خداوند همه ما را از پیروان مکتب انسانسازش قرار دهد آمین یا رب العالمین

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ قم - ناصر مکارم شیرازی
۲۳ خرداد ماه ۱۳۶۰ ق

سے شہادت کی سرخ موت کو ترجیح دی امت مسلمہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔ تاکہ اس عزاداری اور مراسم عزا سے ہر صدی کے افراد دین حق کا درس لیتے رہیں۔ اور کسی بھی دور میں مکار دشمن کی دسیسہ کاریوں اور مقابلہ میں فریب نہ کھائیں کسی بھی غلط گو اور کذاب کی کسی بات کو تسلیم نہ کریں۔ عظمت قرآن۔ اجرائے عدل وانصاف اور خودغرضوں اور ظالموں سے نبرد آزمائی کے لیے کسی قسم کی تردید و شک میں مبتلا نہ ہوں۔ اس سلسلہ میں تمام وہ مراسم عزا جو امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے مقدس مشن کے تحفظ اور شعائر اسلامی کی عظمت و سربلندی کے لیے بجا لائیں شرعاً جائز ہیں بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتے ہیں۔ رونا رلانا ہو۔ یا۔ سیاہ لباس پہننا ہو۔ جلوسہائے عزا کا سڑکوں پر آنا ہو۔ غم واندوہ کے نعرے ہوں یا۔ بطور نیاز کھانا کھلانا وغیرہ ہو غرض ہر وہ کام جو شہدائے کربلا کی خاطر انجام دیا جائے اور جس کا مقصد واقعہ کربلا کی یاد کا تحفظ اور مکتب امام حسین کے دوام کا باعث ہو۔ اور دشمنان حسین سے نبرد آزمائی ہو شرعاً مطلوب اور محبوب ہے۔ البتہ بعض ناآشنا افراد عزاداری کے نام پر کچھ نامشروع امور سرانجام دیتے ہیں۔ جو مکتب امام حسینؑ کے لیے محبوب نہیں ہوتے ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ دعا ہے خداوند عالم ہم تمام کو اس انسان ساز مکتب سے قرار دے آمین۔

۱۰ شعبان ۱۴۰۱ھ قم

ناصر مکارم شیرازی

مراسم عزا اور محقق عالی قدر فلسفی بزرگ آیۃ اللہ حسن زادہ آملی

باسمہ تعالیٰ شانہ ولہ الحمد

یا ابن شبیب ان کنت باکیا لشی فابک للحسین ابن علی ابن ابیطالب ولقد بکت السموٰت والارضوات لمثلہ۔

اے ابن شبیب اگر کبھی کسی چیز پر رونا آئے تو امام حسین پر رو لیا کرو آپ کی مصیبت پر آسمان و زمین روئے ہیں۔ (امام رضا علیہ السلام)

سید الشہداء کا قیام۔ اس کعبہ عاشقین اور آپ کے اصحاب شش ماہے اصغر سے لے کر سن رسیدہ حبیب تک کی شہادت۔ اور آپ کی کمسن بیٹیوں سے لے کر سن رسیدہ بہنوں تک کی رسن بستگی شریعت محمدیہ کے لیے علت مبقیہ (سبب بقاء) ہیں۔ ایران کا عظیم اسلامی انقلاب جس نے ملت ایران کو پہلوی نسل کے ظلم و جور سے نجات دی ہے۔ نویں اور دسویں محرم کی برکات و عنایات میں سے ایک ہے۔

چند فریب خوردہ لوگ امام حسین کے انہی قیام کو فراموش اور خاموش کرنے کی فکر میں ہیں ان نازک حالات میں امت مسلمہ کے تمام ان افراد کے لیے جنہوں نے حق کے لیے قیام کر رکھا ہے تاکیداً لازم ہے کہ مجالس عزا کے انعقاد اہلبیت عصمت و وحی سے صادر قرآنی میراث اور تمام مراسم عزا جیسا کہ سابقاً معمول

نظر مبارك حضرت آیت الله العظمی آقای حاج سید محمد رضا بروجردی در بارهٔ عزاداری سید الشهداء (ع) ·

بسم‌تعالی مجد مولنا الحمد

آنچرا که مرحوم حضرت آیت الله العظمی آقای نائینی رضوان‌الله علیه راجع بکلیهٔ عزاداری در مصائب حضرت اباعبدالله الحسین مظلوم ارواحنا الفداه مرقوم فرموده‌اند در کمال صحته است و تأثر شیعیان موجب نجاته است و بهرنحویکه شرعا جایز است باید اهل ایمان به آن اقدام نمایند و نظر بالقاء دین مقدس اسلام تمام اقسام و انواع عزاداری حتی قمه زدن بحد یکه منجر به ضرر یا خوف نشود ·

براهل ایمان واجب کفائی است ، و بکسانیکه اتمام بعزاداری امام حسین علیه السلام و اهل بیت اظهار ندارند ایمانشان معرض زوال است ·

والسلام علی من اتبع الهدی

الاحقر محمد رضا الموسوی بروجردی

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۲ هـ ق

فضا کی ترقی اور پیش رفت کے لیے انتہائی کوشش کریں۔ کافی سے زیادہ مقدار میں روایات موجود ہیں جن میں اس پر آمادہ کیا گیا ہے۔ تاکہ شعائر اسلامی کا تحفظ اور معارف فقہ جعفریہ کی سعادت اشاعت حاصل رہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

۱۲۔ شعبان

حسن حسن زادہ آملی۔

۶۹۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا بروجردی

باسمہ تعالیٰ مجدہ ولہ الحمد

عزاداری اور مراسم عزا کے سلسلہ میں جو کچھ آیۃ اللہ نائینی نے لکھا ہے۔ حق ہے۔ شیعیان عالم کا تا آخر موجب نجات ہے۔ جیسا کہ شرعاً جائز ہے۔ اہل ایمان کو چاہیئے کہ اس سلسلہ میں ہر عملی اقدام کریں۔ عزاداری کی تمام اقسام دین مقدس اسلام کی ترقی اور پیش رفت کا باعث ہیں۔ حتیٰ کہ ایسی قمہ زنی جو یقینی باعث نقصان نہ ہو بھی جائز ہے۔

اہل ایمان کے لیے مراسم عزا کا انعقاد واجب کفائی ہے جو لوگ عزاداری امام حسینؑ اور اہلبیت کو اہم نہیں سمجھتے ان کا ایمان رو بزوال ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

۱۴ شعبان ۱۴۰۲ھ

الاحقر محمد رضا موسوی بروجردی۔

نظر مبارک حضرت آیة اللّه آقای حاج سید نورالدین حسینی میلانی دامت برکاته درباره‌ٔ مجالس عزاداری حضرت امام حسین (ع)

بسم اللّه الرّحمن الرّحیم

فتاوای رؤساء و پیشوایان دین مبین اسلام و مراجع عالیقدر مسلمین که حامیان شریعت غرّاء محمّدی (صلّی اللّه علیه وآله) و ولایت أئمّهٔ اطهار علیهم السّلام اند و بقلم استاد المجتهدین فیلسوف بزرگ مذهب امامیّه حقّه اثنی عشری مرحوم میرزای نائینی و فقهاء عظام و استوانه‌های علمی بعد زمان ایشان قدس اللّه تربتهم در مورد عزاداری و مراسم معموله‌ٔ در ماتم و سوگ حضرت سیّد الشّهداء أرواحنا له الفداء را خود م ناظر و شاهد بودم و با دلائل قطعیه و از مدارك اصیله تأیید مینمایم از خداوند متعال توفیقات کامله و سعادتهای شامل مرا برای عموم مؤمنین و برگزارکنندگان این‌گونه مراسم و نیز توجّهات و عنایات خاصه خلیفة اللّه الأعظم حضرت مهدی حجّة بن الحسن عجل اللّه فرجه وروحی فداه را خواستارم همگان را مشمول عواطف خود بگردانند ۰

۱۵ / شعبان / ۱۴۰۱ هـ ۰ ق

ارادتمند و دعاگو سید نور الدین میلانی

مقیم شهر ری

مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید نورالدین حسینی میلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معموی اور مرسوم عزاداری اور مراسم عزا کے سلسلہ میں بزرگ راہنما ہیں۔ ہادیان دین مبین اور حامیان شریعت محمدیہ و ولایت آلِ اطہار کے فتاویٰ بالعموم اور بالخصوص استاد المجتہدین۔ عظیم فلاسفر، اور ستون مذہب حقہ جعفریہ آیۃ اللہ نائینی کا فتوی جو تحقیقی مدارک سے اور قطعی دلائل سے پیش کیا ہے۔ ان کا جواز مسلم ہے۔ میں ان تمام مراسم عزا اور عزاداری میں بذات خود موجود رہا ہوں۔ تمام مومنین اور مراسم عزا منعقد کرنے والوں کے لیے ذات احدیت سے سعادت کاملہ اور حضرت حجت سے توجہات مخصوصہ کا خواستگار ہوں۔

۱۵ شعبان ۱۴۰۱ھ

دعاگو سید نورالدین میلانی

۱۷۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید محمد مہدی موسوی خلخالی:

باسمہ تعالے: غریب کربلا اور تمام آئمہ اہلبیت کے لیے مجالس عزا کی تشکیل۔ سینہ زنی جلوسوں کا سڑکوں پر لانا حتیٰ کہ قمہ زنی اور عزاداروں کو کھانا کھلانا بھی شعائر اللہ کی تعظیم اور آئمہ اہلبیت کے مقدس مشن کا احیاء ہے یعنی ترویج احقاق حق۔ اور دفع ظلم ہے۔ من یعظم شعائر اللہ فانہ من تقویٰ القلوب مراسم عزا کے سلسلہ میں جو لوگ شکوک شبہات پیدا کر رہے ہیں۔ سوء فہم یا بدنیتی کا شکار ہیں۔ کیونکہ آئمہ اہلبیت کی یاد خواہ عزاداری اور مظلوم پر گریہ کے عنوان

نظر مبارک حضرت حجة الاسلام والمسلمین آیة اللّه آقای حاج سید محمد مهدی موسوی خلخالی دامت برکاته دربارهٔ شعائر حسینی علیه السّلام

بسمه تعالی

تشکیل مجالس عزاداری برای حضرت سید الشهداء صلوات الله و سلامه علیه و سائر ائمه اطهار علیهم السلام و براه انداختن دسته جات سینه زنی و امثال آن حتی قمه زنی و اطعام عزاداران از مصادیق بارز تعظیم شعائر الله و احیاء ذکر و هدف مقدس امامان معصوم ع یعنی ترویج دین مبین اسلام و احقاق حق و دفع ظلم است و من یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب و اشخاصیکه در این امور وسوسه و تشکیک میکنند گرفتار سوء فهم و یا سوء نیت اند زیرا اگر زنده نگاه داشتن یاد مصیبت اهل البیت علیهم السلام حتی بصورت عزاداری و گریه بر مظلومیت ایشان زنده داشتن دین و کوبیدن ظلم است چه رسد به اینکه زنده داشتن همیشگی آن وسیله احساسات مذهبی و دینی بر علیه ستمگران و پایدار خواهد ماند و اثر این گونه مجالس در بقاء اسلام را و توجه بآن بسیار روشن و ظاهر است توفیقات عموم برادران را در انجام این قبیل خدمات دینی از خدای متعال خواهانم

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته الاحقر محمد مهدی الموسوی

۲۷ شعبان ۱۴۰۱ تهران

ہی سے کیوں نہ ہو دین کی زندگی اور ظلم سے نفرت ہے۔ جب کہ عزاداری اور مراسم عزا کے ذریعے آج تک مذہبی جذبات اور ظالموں کا ظلم ہمیشہ سے زندہ رہا ہے۔ اور انشاء اللہ زندہ رہے گا۔ اس قسم کی مجالس عزا کے بقائے اسلام میں اثرات آج تک واضح اور ظاہر ہیں۔ دعا ہے خداوند عالم تمام بھائیوں کو دین کی ان خدمات کی توفیق سے نوازے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الاحقر محمد مہدی میلانی شعبان ۱۴۰۱ھ

۷۲۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ علی پناہ اشتہاردی دام عزہ قم المقدسہ

باسمہ تعالیٰ۔ یہ بات حیرت اور تعجب کے قابل نہیں ہے کہ عزاداری اور مراسم عزا میں اشتباہات پیدا کئے جا رہے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں جدت بھی آ رہی ہے۔ چونکہ عزاداری اور مراسم عزا میں رخنہ اندازی شجرۂ خبیثہ کے فروع سے ہے جس نے آل محمد کی مخالفت کی قسم کھا رکھی ہے بلکہ نبی اکرم کے حین حیات ہی اندرون خانہ پخت و پز ہو چکی تھی اور انہی معاہدات کا نتیجہ تھا کہ بنت نبی کو اپنے نبی بابا کے غم میں رونے سے منع کیا گیا اور انہی معاہدات کے نتیجہ میں کربلا سے شام تک فوج یزید کے سالار عمر سعد نے اور شام میں خود یزید نے رونے سے منع کیا۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ کربلا کی لٹی ہوئی مستورات آل محمد کو رونے سے ممانعت میں ذلت اور رسوائی میں اضافہ ہو رہا ہے تو رونے کے امتناعی حکم کو واپس لے لیا۔ یہ وہی بدعت ہے جس نے ان پچھلی صدیوں میں کچھ زور پکڑ لیا ہے جب بھی دشمن دیکھتا ہے

کہ عزاداری اور مراسم عزا کے ذریعہ اہلبیت محمد کا بنایا ہوا نبوی اسلام ترقی کر رہا ہے آل محمد کی مظلومیت سے عوام الناس واقف ہو رہے ہیں تو ان کے ایجنٹ مراسم عزا میں اشتباہات پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ اہلبیت کا بتایا ہوا اسلام متعارف نہ ہو۔ بنابریں اصل اشتباہات کا پیدا کرنا باعث تعجب نہیں ہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ بعض سادہ لوح محبان اہلبیت ان اموی ایجنٹوں کے شکوک و شبہات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو بتانا چاہیئے کہ اسی عزاداری نے ایران کے اسلامی انقلاب کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے اور اسی عزاداری کے طفیل ہند و پاک میں ہر سال ایک وافر تعداد حلقہ بگوش مذہب حقہ ہو رہی ہے۔ اے اللہ ہمیں غریب کربلا پر رونے والوں میں شمار فرما۔

۲۸ شعبان ۱۴۰۱ھ علی پناہ اشتہاردی۔

۷۳۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی حاج شیخ جواد تبریزی دام ظلہ

آل محمد کی عزاداری شرعاً اعمال مستحبہ سے ہے اسی طرح ذکر آل محمد کے لیے انعقاد مجالس و محافل ان کے فضائل و خصائص کا تذکرہ جن میں لوگ حقیقی اسلام سے آگاہ ہوتے ہیں خداشناسی اور حقیقت جوئی کا درس لیتے ہیں آئمہ ہدیٰ اور ان کے اصحاب کی قربانیوں کے تذکرہ سے لوگوں کو دین کا راستہ ملتا ہے۔ مومنین کے لیے ضروری ہے ہر حقیقت سے ان مجالس و مراسم عزا کے قیام میں ہر ممکن کوشش کریں کیونکہ ترویج اسلام اور اسلامی تاریخ کی حقیقت سے عوامی آشنائی کا یہی بہترین وسیلہ ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۱ شوال ۱۴۰۱ھ جواد تبریزی

نظر مبارك حضرت حجت الاسلام والمسلمین آیت الله آقای ،
حاج شیخ جواد تبریزی دام ظله العالی درباره مجالس
عزاداری حضرت امام حسین علیه السلام .

بسمه تعالی

مرثیه خوانی و عزاداری برای اهل بیت عصمت و طهارت سلام الله علیهم
از اعمال مستحبه شرعیه و همچنین مجالس مذاکره فضائل و مصائب
اخلاق ایشان از بهترین مجالس دینی که در آن‌ها [illegible]
مردم با حقیقت اسلام و خداشناسی و حقیقت جوئی تربیت [illegible] و اصحاب [illegible]
ائمه هدی علیهم السلام و [illegible]
و بیشتر از خودگذشتگی [illegible]
در راه دین [illegible] و در پرتو همین نشست [illegible]
با شکوه‌تر اقامه کردن [illegible] این مجالس [illegible]
[illegible] اسلامی و درک حقایق
اسلام و آشنا [illegible] عقاید [illegible] عزاداری بزرگ
و احکام آن [illegible] باشند و السلام علیکم [illegible]

جواد تبریزی

۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۱

نظر مبارك حضرت آیت الله آقای حاج سید حسین موسوی
خادمی اصفهانی دام ظله الوارف، رئیس حوزه علمیه اصفهان
درباره مجالس عزاداری حضرت امام حسین علیه السلام .

بسمه تعالی

اقامه عزاداری حضرت سید الشهداء علیه السلام از ، شعائر بزرگ اسلامی است که در اخبار زیاد تأکید شده که باید همیشه فداکاری آن بزرگوار جان و مال و اولاد و برادران و اصحاب با وفای خود را فدای ترویج مذهب نموده در نظر داشته و از شهادت در راه حق و شکنجه در طریق آن باك ، نداشته و صبر کنند چنانچه شیعه زمان حجاج وبنی‌امیه وبنی عباس این درس را آموختند و هنوز هم می آموزند .

واقامه دسته جات در این عزاداری بسیار بموقع است و — حتی قمه زدن برای کسانیکه عامل باشند بقتل نفس منجر نشود مانعی ندارد و ثوابهای محیرالعقول برای عزاداری ، آن حضرت خداوند قرار داده برای اینکه شهادت آنحضرت مدرسه ایست که باید شیعیان از آن تربیت دینی و مجاهده با نفس و صبر و شکیبائی در راه دین را بیاموزند ، خداوند همه را موفق فرماید . ۱۱/ذیقعده ۱۴۰۱ق/

حسینی الموسوی الخادمی

والسلام علی من اتبع الهدی
[illegible]

مراسم عزاداری آیۃ اللہ سید حسین موسوی خادمی اصفہانی رئیس حوزۂ علمیہ اصفہان

امام حسینؑ کی عزاداری شعائر مذہبیہ میں اہم ترین شعائر ہیں۔ روایات میں بے پناہ تاکید کی گئی ہے۔ کہ مظلوم کربلا اور آپ کے باوفا اصحاب کی قربانی کی یاد کو تازہ رکھا جائے آپ نے راہ حق میں شہادت اور اس سلسلہ میں آنے والی ہر سختی کو برداشت کیا۔ اس طرح شیعیان آل محمد نے حجاج۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں اس درس کو دہرایا اور آج بھی شیعہ اسی سبق کو یاد کر رہے ہیں۔

دیگر مراسم عزا از قسم جلوس ہائے عزا وغیرہ حتی کہ ماہر افراد کے لیے قمہ زنی بھی جو باعث موت نہ بنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عزاداری کے لیے حیرت انگیز اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ شہادت امام مظلوم ایک مکتب فکر اور درس ہے۔ لہذا تمام شیعوں کے لیے ضروری ہے کہ اس مدرسہ سے دینی تربیت حاصل کریں۔ نفس سے جہاد اور صبر کا سبق پڑھیں۔ خداوند عالم ہم تمام کو موفق فرمائے۔

۱۱ ذیقعد سنہ ۱۴۰۱ھ

حسینی الموسوی الخادمی

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

نظر مبارك محقق عالیقدر حضرت آیت الله آقای حاج شیخ، محمد فاضل دامت برکاته در باره مجالس عزاداری حضرت امام حسین علیه السلام ·

بسمه تعالی

درباره مشروعیت عزاداری برای سید مظلومان و سرور شهیدان حضرت ابیعبدالله الحسین علیه السلام گذشته از دلالت اخبار و احادیث متعدد و متکثر و صرف نظر از رفتار ائمه معصومین علیهم السلام و استمرار سیره متشرعه و اتصال آن بزبان معصوم توجه بیك نکته ما را باین حقیقت راهنمائی مینماید و آن نکته این است که اصل قیام و نهضت مقدس امام حسین صرفا برای زنده کردن اساس اسلام بوده اسلامی که میرفت براثر زمامداری زمامداران سوء و حکمت طواغیت بدست فراموشی سپرده شود و از این رواست که نبی اکرم (ص) در روایت معروفه فرمود: حسین منی و انا من حسین بدون تردید اگر قیام خونبار و نهضت مقدس حسین نبود در همان قرن اول خورشید اسلام بغروب کشیده میشد نتیجه اینکه قیام امام حسین برای احیاء اسلام و امحاء موانع آن بوده در اینجا این سوال مطرح است که آیا این قیام مقدس تا شعاع چه زمانی صلاحیت ابقاء اسلام را دارد ·

جواب این است تا شعاع قیام مهدی و ظهور حضرت ولی عصر ارواحنا فداه لیکن مشروط باینکه خود این قیام زنده مانده و بدست فراموشی سپرده نشده و در لابلای تاریخ محو

نگردد و زنده ماندن این قیام از راه عزاداری و اقامه عزا بر آن حضرت و گریه و بکاء در برابر مصائب وارده بروی و یاران و بستگانش میباشد چه هرسال که مراسم سوگواری دردهه عاشورا تجدید میگردد گوئیا همان عاشورای وقوع حادثه تحقق پذیرفته است و قیام امام حسین و ایثار وی در برابر حکومت طغیانگر و ضد اسلام بصورت اسلام یزید جنایتکار واقع شده و در حقیقت مراسم عزاداری حافظ و زنده نگهدارنده نهضت مقدس امام حسین و در نتیجه حافظ اسلام و ضامن بقاء آن است علاوه آنکه در سایه مراسم عزاداری مردم بحقیقت اسلام آشنا شده و بر اثر تبلیغات وسیع، و گسترده ای که همراه با این مراسم انجام میگیرد آگاهی توده مردم بیشتر شده و ارتباطشان با دین حنیف محکمتر و قویتر میگردد.

و از سوی دیگر عزاداری و گریه که عالیترین مظهر تنفر و ابراز انزجار از حادثه است زیرا مردم بویژه افرادی که دارای شخصیت هستند از گریه کردن در برابر حوادث تا سر حد امکان امتناع میورزند و تا شعله درونی آنان بمرتبه انفجار نرسد حاظر به گریه کردن مخصوصا در برابر چشم دیگران و نظاره آنان نیستند این گریه و عزاداری ابراز کمال تنفر در برابر تعدی و تجاوز و ظلم و ستمگری و پایمال نمودن حقوق جامعه و بناحق تکیه زدن بر مسندحکومت آنان میباشد،

و در دنیای متمدن و دنیای روز عالیترین مظهر کمال در یک جامعه آگاه و روشن ضمیر قیام در برابر حکومت ستمگر و زمامدار استعمارگر و استثمار طلب است و در زمان ما که انقلاب اسلامی ایران برهبری مردی الهی و شخصیتی بی نظیر حضرت آیت الله العظمی امام خمینی دام ظله العالی به پیروزی رسید و حکومت دو هزار و پانصد ساله ستم و زور پایان پذیرفت بیشتر به نتایج و آثار مراسم عزاداری و سوگواری بر امام حسین علیه السلام پی خواهیم برد زیرا که انقلاب ایران و نهضت مردم مسلمان آن درسی بود که از مکتب حسین بهره گیری شد و تجربه ای بود که از آن نهضت آموختند مخصوصا با توجه باینکه حادثه پانزده خرداد که مبدء نهضت بود مقارن با ایام سوگواری و در دنبال عاشورای امام حسین واقع شد.

و از سوی دیگر عزاداری و گریه دربرابر مصائب امری است عقلائی و در تمام مناطق جهان این امر معمول است که در برابر حوادث شخصی و یا اجتماعی مراسمی تشکیل داده وبسوک می نشستند و این اختصاصی مذهب تشیع ندارد و از شئون تنها این مذهب شناخته نمی شود.

— قم حوزه علمیه ۲۶ ذیقعده الحرام ۱۴۰۱ محمد فاضل —

قم حوزه علمیه ۲۶ ذیقعدة الحرام ۱۴۰۱

محمد فاضل

مراسم عزا اور آیۃ اللہ محمد فاضل حوزہ علمیہ قم

باسمہ تعالےٰ۔ عزاداری مظلوم کربلا اور مراسم عزائے سلطان الشہداء کے جواز کے سلسلہ میں اگر ہم متعدد احادیث و روایات صرف نظر بھی کرلیں اسی طرح اگر سیرت آئمہ معصومین سے بھی قطع نظر کرلیں تو آئمہ اہلبیتؑ کی زبان حقیقت ترجمان سے ہمیں ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ۔ امام حسین کے قیام کا پہلا اور آخری مقصد صرف اور صرف اسلامی اساس کا از سر نو احیاء تھا۔ وہ اسلام جسے ہر دور کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ اور اس وقت کے حکام سوء اور طاغوتی مصالح اساس اسلام کو طاق نسیاں کے سپرد کررہی تھیں۔ اسی لیے نبی اکرم نے برسوں پہلے فرمایا تھا حسین منی وانا من الحسین۔ اگر قیام امام حسین نہ ہوتا تو پہلی صدی ہی میں آفتاب اسلام غروب ہوچکا ہوتا۔ اب قیام امام حسین کا واضح نتیجہ یہی سامنے آتا ہے کہ آپ کا نصب العین اسلام کا احیاء اور غدر اسلام ہمہ طاقتوں کو شکست دینا تھا۔ اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام مظلوم کا مقدس قیام کب، تک اسلام اور بقائے اسلام کو جلا بخش سکتا ہے؟ اس سوال کا بڑا سادہ سا جواب یہ ہے۔ کہ قیام امام کے بقائے اسلام پر اثرات کا ترتب ظہور امام مہدی تک لازمی نہیں۔ لیکن اثرات کے دوام کی ایک شرط ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ خود قیام امام مظلوم زندہ رہے طاق نسیاں کے حوالہ نہ ہوجائے اور اوراق تاریخ سے مٹ نہ جائے۔

اب ظاہر ہے کہ اس قیام کی زندگی اور بقاء مراسم عزا اور عزاداری کی مرہون منت ہے۔ مجالس عزا منعقد کی جائیں۔ آپ پر گریہ و بکا کیا جائے۔ آپ پر اور آپ کے انصار پر ہوتے والے مصائب کا بار بار تذکرہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہر سال عشرہ محرم میں ان واقعات کی تجدید ہوتی ہے۔ اور مراسم عزا ادا کیے جاتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اسی سال سانحہ کربلا واقع ہوا ہو۔ اور اسی سال امام حسین نے ایک ظالم اور جابر حکومت کے خلاف قیام کیا ہے۔ اسلام نے گویا اسی سال یزیدی اسلام کا روپ دھار لیا ہے نتیجہ تمام مراسم عزاداری امام مظلوم کے مقدس قیام کے محافظ اور موجب بقا ہیں۔ مراسم عزا ہی مقصد قیام کی حفاظت کے ضامن ہیں۔ علاوہ ازیں انہی مراسم عزا کی بدولت سادہ لوح عوام حقیقت اسلام سے آشنا ہوتے ہیں مراسم عزا کی ان وسیع تر تبلیغات کی وجہ سے ناآشنائے حقیقت افراد کی ایک وافر تعداد حقیقت سے واقف ہوچکی ہے۔ اور دین حقیقت قوی سے قوی تر ہوتا جارہا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ رونا ظلم سے نفرت کے اعلیٰ ترین مظاہر میں سے ایک ہیں کیونکہ عموماً باشرافراد کسی بھی حادثہ پر رونے کو محبوب سمجھتے نہیں اور خصوصاً دوسرے لوگوں کی موجودگی میں بالکل آنسو نہیں بہاتے ہاں یہ اس وقت ہوتا ہے جب جذبات میں اس حد تک شدت آجائے کہ دل پسیجنے پر اور آنسو نکلنے پر مجبور ہوجائیں تو پھر آنسو بیساختہ ٹپکنے لگتے ہیں۔ سانحہ کربلا کی یاد میں ظلم ظالم سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور ان انسان نما بھیڑیوں کے ظلم و جور۔ انسانی حقوق کی پامالی اور ناحق اقتدار پر قبضہ سے کرنے سے ہر سننے والا متنفر ہوجاتا ہے۔

موجودہ مذہب اور ترقی یافتہ روشن فکر اور روشن ضمیر معاشرہ میں اگر کمائی کا کوئی اعلیٰ مظہر ہے تو صرف اور صرف ایک ظالم اور جابر حکومت کے خلاف تحریک ہے۔ ہمارے اس دور میں جس میں اسلامی انقلاب نے ایک مرد حق آگاہ اور بے نظیر شخصیت کے زیر سایہ کامیابی حاصل کی ہے اور ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا خاتمہ کیا ہے یہ بھی عزاداری امام مظلوم اور مراسم عزاہی کا ثمرہ ہے۔ جس طرح انقلاب اسلامی ایران کی بنیاد مراسم عزا کی مرہون منت ہے اسی طرح اس انقلاب کی ترقی و پیش رفت بھی عزاداری اور اور مراسم عزاہی کے ذریعہ ہوگی۔ کیونکہ ایران کا اسلامی انقلاب اور انقلابی تحریک وہ قیام ہے جس کا تمام اثاثہ مکتب امام مظلومؑ ہے۔ بلکہ یہ ایک تجربہ تھا جو درس امام حسینؑ سے حاصل کیا گیا ہے۔ ۱۵ فرداد کا حادثہ جانکاہ ایام عزاداری سے متصل اور بعد از عاشور ہی تھا۔

اگر ان تمام امور سے صرف نظر کرلی جائے تو بھی عزاداری اور مصائب میں گریہ ایک فطری اور عقلائی مسئلہ ہے جو پورے کرہ ارض پر پھیلا ہوا ہے۔ مصائب خواہ شخصی ہوں یا اجتماعی کام میں مراسم عزا تشکیل دیئے جاتے ہیں اور سوگ منایا جاتا ہے۔ اور یہ صرف مذہب شیعہ سے مختص نہیں ہے۔ اور نہ ہی مذہب شیعہ کی ایجاد ہے بلکہ یہ ایک فطرت ہے۔ جس کے مظاہر مختلف ہوسکتے ہیں لیکن اصل فطرت نہیں بدل سکتی۔

قم حوزہ علمیہ

۲۶ ذیقعد ۱۴۰۱ھ

محمد فاضل۔

نظر مبارك علامه محقق حضرت آیت الله حاج شیخ جعفر سبحانی تبریزی در بارهٔ مجالس سوگواری حضرت امام حسین علیه السلام ·

بسم الله الرحمن الرحیم

۱ ــ عزاداری سرور شهیدان حضرت امام حسین (ع) یکی از سنن اسلامی است که پیشوایان ما در برگزاری آن عملا و قولا تاکید فرموده اند از این جهت مسلمانان بویژه شیعیان در دوران اختناق ، اموی ها و عباسیها ، ودیگر زمانها در ایام عزاداری ، پیوند خود را با اهل بیت مستحکم کرده و با برگزاری مجالس عزاداری و حرکت منظم دستجات و تنظیم شعارها و میراثی الهام بخش و حرکت آفرین ، ، خاطره قیام و نهضت امام حسین (ع) را همواره تجدید نموده و عملا توده ها را به پیمودن راه او در قیام برضد ظلم و ستم و استبداد و کفر دعوت کرده اند ·

در حالیکه حضرت یعقوب در فراق حضرت یوسف سالیان درازی می گرید و قرآن و عمل او را به عنوان یك عمل انسانی و عاطفی می ستاید باید پیروان مکتب امام حسین (ع) در فراق شهیدان به خون خفته اهل بیت ، قرنها قطره های اشك که پیام آور اهداف آنحضرت است، از دیده جاری کنند · از این جهت مسلمانان از سال شهادت آنحضرت با گریه ـ های حماسی و عاطفی که حاکی از همراهی با هدف امام و هماهنگ با ، مکتب او است برای او و هدف او ، اعلان وفاداری نموده اند

این مراسم بحکم عقل و شرع برای تداوم بخشیدن به نهضت و انقلاب اصیل آنحضرت با بهترین صورت و آبرومندانه ترین وضع، باید برگزار گردد و از انجام کارها و پیرایه هائی که مناسب شان امام و نهضت او نیست ، خودداری شود ·

۲۲ ذیقعده الحرام ۱۴۰۱ هـ ق جعفر سبحانی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ جعفر سبحانی تبریزی قم المقدسہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزاداری امام حسینؑ ان اسلامی مستحبات میں سے ایک اہم مستحب ہے۔ جس کی عملاً اور قولاً تاکید ہمارے ہادیان مذہب نے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملت جعفریہ نے اموی اور عباسی ادوار حکومت میں بھی رقم کی سختی برداشت کر کے بھی عزاداری مظلوم کربلا کا دامن نہیں چھوڑا اور ہر دور میں جلوس ہائے عزا۔ اور تبلیغی مرثیہ جات وغیرہ سے مولائے مظلوم کے نصب العین کی ترویج کرتے رہے ہیں اور ظلم و استبداد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہے ہیں۔

جب حضرت یعقوب فراق یوسف میں برسوں روتے ہیں اور قرآن حکیم گریہ یعقوب کو ایک انسانی اور شفقت آسا عمل سے متعارف کراتا ہے تو پھر کیا حرج ہے اگر مکتب امام حسین کے پیروکار شہدائے اہلبیت اور انصاران اہلبیت کے فراق اور ان کے بے گناہ خون کو روشن تر کرنے کی خاطر صدیوں سے آنسوؤں کے چند قطرے بہاتے چلے آرہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ ۶۱ھ سے آج تک مسلسل سید الشہداء کی دردناک شہادت پر آنسو بہا کر اپنے کو انصاران امام مظلوم اور ان کے مقصد سے ہم آہنگ۔ افراد کے زمرے میں شمار کرتی آرہی ہے۔

یہ مراسم عزا یقیناً عقلاً اور شرعاً امام مظلومؑ کے انقلاب آخریں نصب العین کے محافظ ہیں لہذا حق یہ ہے کہ انہیں اچھے اور بابرو مندانہ طریقہ سے منائے جائیں

اور ان اعمال سے اجتناب کیا جائے جو مقصد امام مظلوم سے متصادم ہوں۔

۲۷ ذیقعد ۱۴۰۱ھ

جعفری سبحانی

۷۷۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ محمد کرمی دام عزہ

باسمہ تعالےٰ۔ امت مسلم کی نگاہ میں امام حسینؑ نہ صرف عالم انسانیت کے نابغہ روزگار نہیں بلکہ امام معصوم بھی تھے۔ دانشمند بھی تھے۔ اور منجانب اللہ بار امامت کو اٹھانے کے اہل بھی تھے جنہوں نے تقویٰ، خدمت خلق اور اطاعت خالق کو امکان کی آخر تک نبھایا۔ خالق اور مخلوق ہر دو کے نزدیک سرخرو ہو کر اس دنیا سے گئے۔ اگر ہم امام حسین کے قیام میں احقاق حق۔ اپنی۔ بھائیوں۔ بھتیجوں بھانجوں اور صاحب شرف و فضیلت انصار و اصحاب کی قربانی جو سنگین ترین حالات میں پیش کی ہے اور آپ کے امام پر انتہائی اہم اور بے نظیر ہے کو مدنظر نہ بھی رکھیں تو کربلا کے مختلف پہلوؤں کو بنظر غائر اس وقت سے دیکھیں جب سے یزید ابن معاویہ سریر آرائے حکومت ہوا اور خاندان عصمت و طہارت کی مستورات زندان شام سے واپس مدینہ پلٹ آئیں تو ہم پتہ چل جائے گا۔ کہ امام حسین کا مقام پورے عالم انسانیت کی تاریخ میں ہر لحاظ سے بے مثل اور بے نظیر تھا اور ہے۔ تادم تحریر میری نگاہ میں کوئی ایسا مصنف موفق نہیں ہوا جو دوربین۔ عمیق اور محققانہ نگاہ ڈال کر واقعات کربلا کا تجزیہ کرتا۔ اکثر لکھنے والے صرف مقتل نویس تھے۔ یا ایسے افراد تھے جنہیں اگر جاہل نہ کہیں تو غافل بہر صورت کہیں گے جنہوں نے تحقیق کا بیڑا تو اٹھایا ہے۔ لیکن اپنی تحقیق میں

علمی۔ اجتماعی اور مذہبی لحاظ سے ہزاروں غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اس اعتبار سے مجھے تاریخ عالم میں ایک سطر بھی ایسی نہیں ملتی جسے میں پیش کرسکوں البتہ ایسے ناآشنا اور فنی اعتبار سے نادار بیسوں افراد تھے۔ اور میں جنہوں نے قیام امام حسینؑ کو اپنی اپنی عقل و فکر کے مطابق مختلف افراد سے منسوب کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن امام حسین کے قیام اور مصعب ابن زبیر کی جنگ۔

امام حسین کے قیام مسلم خراسانی کی تحریک۔

امام حسین کے قیام اور ہیٹیرس سومر کے انقلاب۔

اور امام حسین کے قیام اور امیر عبدالقادر جزائری کے نصب العین میں آج بھی وہی فاصلہ ہے۔ جو زمین و آسمان کے مابین ہے۔ حسینی قیام میں تو کوئی بھی آسکا ہے اور نہ آسکے گا۔ ایسا کون شخص ہے جس کی تحریک حرف اور جرف حق نصرت حق اور اللہ کے لیے ہو۔ جس کے قیام میں عظمت اور متانت ہو۔ فریب کاری اور حیلہ سازی نہ ہو۔ ظاہر و باطن ایک ہو جھوٹ اور مکاری نہ ہو۔ نت نئے روپ بدلنا نہ ہو۔ صفحات تاریخ شاہد ہیں ایسا قیام اور ایسی تحریک آج تک نہ مل سکی ہے اور نہ مل سکے گی۔ اس مقدس قیام کو ایسے انقلابیوں سے نسبت دینا جن کی وسیہ کاریاں آج بھی جبین ادمیت پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ امام حسین کے مقدس انقلاب کی سراسر توہین ہے۔

اس قسم کے قیام کا احیاء۔ حقیقی تاریخ واقعات سے آشنا کرنا اور تازہ بتازہ ایسے رنگ میں پیش کرنا کہ کہنگی ختم ہو جائے۔ اس سلسلہ میں نئے اشعار رکھنا اور مظلومیت امام کو اتنا عام کرنا کہ اسرکش کا عرش اقتدار لرز جائے انتہائی ضروری ہے۔ اور عزاداری اور مراسم عزا کے سلسلہ میں ایک استفتاء

کے جواب میں جو کچھ علامۃ العلماء مقدس نائینی نے فرمایا ہے۔ حق اور سچ ہے۔ امام حسین کی قربانی کے سلسلہ میں کیے جانے والے مراسم عزا شعائر اللہ ہیں۔ جو ہر دور میں ہر جگہ فرض نہیں تاکہ تاریکی کے منتظر افراد سامنے آئیں اور مجبور ہو کر ایسی تخریب کاریوں سے دستکش ہو جائیں اور ان کی یاوہ گوئی ختم ہو جائے۔

واللہ ھوالمستعان۔

الاحقر محمد کرمی۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

۷۸۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ مسلم ملکوتی سرائی دام ظلہ

باسمہ تعالیٰ:۔ واقعہ کربلا سے لے کر آج تک آئمہ اہلبیتؑ کے حکم کے مطابق شیعیان علی میں مراسم عزا اور عزاداری غریب کربلا کا سلسلہ باقاعدگی سے چلا آرہا ہے۔ اور آج تو یہ فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ کی ایک علامت خاص بن چکا ہے۔ جو عظیم شعائر مذہبی سے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ شیعہ مسلک کی طویل تاریخ میں بقاء کسی تغیر و تبدیلی کے بغیر تا حال اصول و فروع کا تحفظ انہی مراسم عزا اور عزاداری غریب کربلا کا مرہون منت ہے۔ انہی برکات میں سے ایک ہے۔

یہ جو تاریخ میں ملتا ہے کہ ملت شیعہ تحفظ ناموس قرآن اور عشق اسلام کے جذبات سے سرشار ہو کر ابرومندانہ شہادت کی تلخیوں سے انتہائی بامردی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور ہمیشہ حق و حقیقت کی علمبردار، صراط مستقیم کی اور دین محمدی کی کسی تعریف و تبدیلی کے بغیر محافظ و نگران رہی ہے۔ آج بھی ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گی اس کا راز یہی مراسم عزا اور عزاداری

خط مبارك علامه بزرگ محقق عالیقدر حضرت آیة اللّه آقای حاج شیخ حسین نوری همدانی دامت برکاته درباره مجالس عزاداری حضرت سیّد الشّهداء علیه السّلام

بسم اللّه الرحمن الرحیم

اقامه عزاء و تجدید خاطره حادثه کربلا بهمان نحوی که قرنها است در بلاد اسلام معمول است امری است مستحسن و راجح بلکه بعض مراتب آن لازم و واجب است

زیرا برای اعلاء کلمه حق و اقامه قسط و عدل اسلامی و در برابر قدرتهای جبار استعماری و استکبار جهانی که در هر زمان بشکل و قیافه مخصوصی در صحنه اجتماع ظاهر میشوند و انبوهی از انسانها را اسیر زنجیر استضعاف و اسارت میکشند راهی جز جهاد و شهادت که شعار نجات بخش مکتب اسلام است وجود ندارد

این نکته نیز روشن است که چنین مکتبی احتیاج به یک منبع فیاضی دارد که از آن تغذیه شود و الگوئی کامل و تمام عیاری که سرمشق قرار بگیرد دارد و این منبع فیاض الهی و الگوی تام عیار انسانی چیزی جز سیره و موضعگیری حماسه بخش و قدرت آفرین سالار شهیدان خامس آل عبا سید الشهداء حضرت حسین بن علی علیهما السلام نمیتواند باشد ولذا توجه باین لازم است که مفهوم کل یوم عاشورا و کل ارض کربلا [illegible] خاطره حیات بخش عاشورای خونین حسینی و کربلای پربار آنحضرت را نه فقط در هر سال بلکه در هر ساعت هر روز تجدید کنند. باشد که در سایه این مکتب فیاض الهی مستضعفین جهان از زیر یوغ استکبار جهانی آزاد گردند

صلای آزادی خواهی و استقلال طلبی از نخستین شهید این کاروان حضرت مسلم بن عقیل تا [illegible] در جهان طنین انداز است: اقسمت لا اقتل الا حرا وان رایت الموت شیئا نکرا

خداوند متعال بهمه ما توفیق پاسداری از مکتب درخشان اهلبیت علیهم السلام و طی مراحل شهادت عنایت بفرماید

۲۸ ذیحجه الحرام ۱۴۰۱ حسین نوری همدانی

ہی ہے۔ جس میں شہادت اور شہید کی عظمت جو قرآن و سنت میں ہے بیان کی جاتی ہے۔ اور ملت شیعہ اسے اپنا النصب العین قرار دے کر میدان عمل میں آگے بڑھتی ہے۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

مسلم ملکوتی

۷۹۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ حسین نوری قم المقدسہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراسم عزا اور حادثہ کربلا کے تذکرہ کی تجدید جیسا کہ شیعوں میں صدیوں سے تمام اسلامی ممالک میں ادا کیے جاتے ہیں نہ صرف مستحسن اور باعث ثواب ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض اعمال لازم اور واجب بھی ہیں۔

کلمہ حق کی سربلندی۔ عدل و انصاف کے قیام اور ہر دور کی جابر و ظالم حکومت کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا جو ہر دور میں مختلف روپ دھار کر مختلف طریقوں سے افراد اور اقوام کو ضعف اور کمزوری کی زنجیریں پہنا کر۔ پس دیوار زندان ڈالتی ہیں۔ کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر انسانیت کی نجات کے لیے مکتب اسلام میں بنائے گئے جہاد و شہادت کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ ایک واضح سی بات ہے کہ ایسی فکر کے لیے کسی ایسے مکتب اور مدرسہ کا ہونا ضروری ہے جو افراد اور اقوام کو درس شجاعت دے۔ اور ایسی فکر طویل تاریخ میں اگر کہیں مل سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف سالار قافلہ شہداء خاص آل عبا کی ذات گرامی صفات ہے۔ لہٰذا تمام امت مسلمہ کے لیے ضروری ہے کہ۔ کل یوم عاشورا

اور یہ کل ارض کربلا کے مفہوم پر توجہ دے۔ اور عاشور کے خونیں سانحہ کی یاد نہ صرف ہر سال بلکہ ہر لمحہ تازہ کرے۔ تاکہ اس مکتب فکر کے زیر سایہ مستضعفین عالم حریت فکر و عمل سے ہمکنار ہو سکیں۔ یوم عاشور کا پہلا شہید حضرت مسلم ابن عقیل ہے۔ جب سورج چمکتا رہے گا اور نسیم صبح لوریاں سناتی رہے گی اس وقت تک حضرت مسلم ابن عقیل کا یہ رجزیہ شعر کرہ ارض کے ہر باسی کے لیے مشعل راہ رہے گا۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ شرافت کی موت قبول کروں گا۔ اگرچہ خواہ نخواہ مرنا مجھے پسند نہیں ہے۔ دعا ہے خداوند عالم ہم تمام کو مکتب اہلبیت کے تحفظ کی توفیقات خاصہ سے نوازے۔

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

حسین نوری ہمدانی

نظر مبارك محقق عاليمقام حضرت مستطاب حجت الاسلام والمسلمين آيت الله آقای حاج شيخ مرتضی حائری يزدی دام ظله العالی در بارهٔ مجالس عزاداری امام حسين عليه السلام

باسمه تعالی شأنه

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی جمیع الانبیاء والمرسلین لاسیما خاتم النبیین وعلی جمیع اوصیائه

خیر الاوصیاء لاسیما خاتمهم حجة بن الحسن المهدی

بعض از آقایان اهل علم از این جانب خواستند که راجع به عزاداری حضرت ابی عبدالله الحسین علیه و علی آبائه الطاهرین و ابنائه الطیبین الصلاة والسلام چند کلمه به رشته تحریر درآورم اجابت با اعتراف بعظمت موضوع و عدم قابلیت اجابت نمود چنین میگوید.

ثواب گریه بر مصیبت آن مولی و سالار شهیدان در روایات زیادی وارد شده است علامه مجلسی طاب ثراه در کتاب بحار بابی باین عنوان ذکر فرموده و در آن تقریباً از چهل حدیث بلکه در حدود پنجاه حدیث تجاوز است که بسیاری از آنها معتبر است بنابراین استحباب گریه کردن بر آن حضرت مورد گواهی از ضروریات مذهب است و لازم استحباب گریه استحباب مقدمات آن می باشد چنانچه در معتبره هارون مکفوف وارد است که حضرت ابی عبدالله الصادق علیه السلام دستور فرمود که شعر مرثیه بخواند و خواند

امر علی جدث الحسین وقل لاعظمه الزکیه الحدیث

مرتضی حائری ۲۵ محرم ۱۴۰۲

مراسم عزا اور آیۃ اللہ مرتضیٰ حائری یزدی

باسمہ تعالیٰ شانہ — الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیاء والمرسلین لاسیما خاتم النبیین وعلی جمیع اصفیاء اللہ فی ارضہ الخلفاء الالٰہیۃ سیما خاتمھم حجۃ ابن الحسن المھدی ۔

بعض اہل علم احباب نے خواہش کی ہے کہ سلسلہ عزاداری میں چند الفاظ تحریر کروں ۔ میں عظمت موضوع اور اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ غریب کربلا اور تمام ائمہ اہلبیت کے غم میں آنسو بہانے کا ثواب متعدد روایات میں موجود ہے اس موضوع سے متعلق علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں جو روایات جمع کی ہیں ان کی تعداد چالیس پچاس ہے جن میں سے اکثر احادیث مستند اور معتبر ہیں ۔ بنابریں یہ کہا جا سکتا ہے کہ غریب کربلا پر گریہ کرنا ضروریات مذہب سے ہے اب ظاہر ہے کہ جب بکاء مستحب ہے تو مقدمات بکاء کا استحباب بھی لازمی ہوگا ۔ جیسا کہ ہارون مکفوف کی روایات معتبرہ میں ہے کہ جناب آل محمد نے اس سے مرثیہ پڑھنے کی فرمائش کی اور اس نے مرثیہ پڑھا ۔

امرر علی جدث الحسین ۔ اقل لاعظمہ الذکیہ

تربت حسین پر جاکر آپ کے پاکیزہ اور پارہ پارہ جسم سے کہنا ۔

مرتضیٰ حائری ۲۵ محرم ۱۴۰۲ھ

سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ عبد الکریم حائری موسس حوزہ علمیہ قم کے فرزند رشید آیۃ اللہ مرتضیٰ حائری نے اپنے والد محترم کی عزاداری اور مراسم عزا سے عقیدت کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ میرے والد محترم ہمیشہ جلوسہائے عزا میں آگے آگے بحالت سینہ زنی ہوتے تھے ۔ ایک مرتبہ ایام عزا میں ایک قافلہ عزاداری مدرسہ رضویہ سے حرم معصومہ کی طرف جا رہا تھا ۔ اور ایک دستہ مدرسہ فیضیہ سے حرم معصومہ کی طرف جا رہا تھا ۔ والد ان تمام کے آگے بحالت سینہ زنی جا رہے تھے ۔ میرے والد ہمیشہ یہ خیال رکھتے تھے کہ کبھی سادات کسے آگے نہیں بڑھتے تھے ۔ اس دور میں جب کہ بلدیاتی کمیٹیاں نہیں ہوتی تھیں ۔ اور گلیاں کوچے کچے ناہموار اور غیر محفوظ ہوتے تھے بھی جلوسہائے عزا کے تمام شرکاء پا برہنہ ہی جاتے تھے ۔ جو لوگ اپنی عمر کے اعتبار سے اس وقت کے حالات سے واقف ہیں انہیں معلوم ہے کہ راستہ میں کوئی شریک جلوس بچھو وغیرہ کے کاٹنے سے محفوظ نہیں ہوتا تھا ۔ اور اس دور میں بچھوؤں کی تعداد بھی بکثرت ہوتی تھی ۔ ایک عزادار کا بیان ہے کہ میں بچھوؤں کے ڈر سے جوتے نہیں اتارتا تھا ۔ ہوا یہ کہ جو لوگ پا برہنہ تھے ان میں سے کسی کو بھی بچھو نے نہیں کاٹا اور مجھے جوتوں میں بچھو نے کاٹ لیا ۔ وہ شخص میرے والد مرحوم کے زمانہ سے آج تک زندہ ہے اس سے اس واقعہ کی تصدیق کی جا سکتی ہے ۔

بنابریں مکتب اہلبیت کے ارادتمند کو چاہیئے کہ وہ اپنے بزرگ علمائے کے اس عمل کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں ۔

اس واقعہ کو آیت اللہ آقائی شیخ مرتضیٰ حائری نے ۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو مولف کے لیے بیان کیا ہے ۔

ایسے نہ ہو کہ عربی کی دو اصطلاحات جان لیں تو ایسی کتابیں لکھنا شروع کر دیں

کہ امام حسین کو آنے والے حالات اور واقعات کا علم نہ تھا ایسے کرنے کا انہیں کوئی حق حاصل نہیں جو ایسا کرتے ہیں۔ ایسے افراد کی طینت ہی ناپاک ہے ایسے لوگ مکتب اہلبیت کی راہ سے بہت دور ہیں دعا ہے۔ خداوند عالم ایسے گم کردہ راہ افراد کو ہدایت دے اور اگر قابل ہدایت نہیں ہیں تو انشاءاللہ انہیں نابود کر دے۔ آمین رب العالمین۔

۸۱۔ باسمہ تعالیٰ۔ بخدمت سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ سید رضا صدر دام ظلہ الوارف خدمت عالیہ میں مخلصانہ نیاز کے بعد عرض ہے کہ؛

عزاداری اور مراسم عزا از قبیل سینہ زنی، زنجیر زنی، سیاہ کپڑے پہننا۔ نیاز پکانا۔ وغیرہ جو شیعوں میں عرصہ سے مرسوم و معمول ہیں۔ ان کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ آپ کی نگاہ عالیہ میں ان کا مقام ہے کہ تا کہ حضرت حجت کے لیے باعث خوشنودی ہو۔

علی ربانی

باسمہ تعالیٰ :۔ غریب کربلا کے مقدس جہاد کی یاد کا تحفظ کٹھن سے کٹھن حالات میں اور ہر صورت میں امت مسلم کے اہم ترین وظائف سے ہے۔ خواہ یہ یاد سینہ زنی اور زنجیر زنی کی صورت میں ہو یا مجالس عزا کے انعقاد سے ہو یا بصورت نیاز ہو۔ اسی طرح ان کے ایام ولادت میں جشن سرور وغیرہ کا انعقاد ہو۔ کیونکہ اس قسم کی محافل کا انعقاد اور یوم عاشور کے جہاد کا تحفظ ایمان کی زندگی اسلام کی بقاء اور معرفت حقیقیہ کا ضامن ہے۔

۲۵ محرم ۱۴۰۲ھ سید رضا صدر

مراسم عزا اور آیۃ اللہ مصطفیٰ اعتمادی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزاداری سید الشہداء ایک صحیح راستہ اور الہٰی مبداء فیض ہے فضیلت عزاداری گریہ انبیائے عظام از حضرت آدم تا حضرت خاتم اور اہلبیت عصمت از علی و فاطمہ تا حضرت حجت سے توسل برائے قضائے حاجات کے سلسلہ میں متعدد روایات و احادیث موجود ہیں۔ اسی طرح ملائکہ کی مرثیہ خوانی۔ جنات و حوش و طیور اور دیگر چوپایوں کے علاوہ ارض و سما کا امام حسین پر گریہ کرنا تواتر کی حد تک مروی ہے۔ اور ہر صورت میں اس کا جواز غیر مبہم اور واضح ہے۔ اس حقیقت نورانیہ کا تحفظ لازمی ہے۔ دشمنان دین نے اپنی وسیع تر تبلیغات کے ذریعہ ہمیشہ عزاداری کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کبھی عزاداری کو افسانہ کہتے ہیں۔ تو کبھی تعصب کا مظاہرہ کہتے ہیں اور کبھی اسے پرانی رسم کہدیتے ہیں۔

ان کے یہ استدلال دیکھ اور سن کر سادہ لوح افراد ان سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ عزاداری اپنے روز اول کی طرح رو بہ ترقی ہے۔ کیا یہ انتہا نہیں ہے کہ پابند رسن اسیران اہلبیت جو عزاداری پر قادر نہ تھے۔ انہوں نے بھی چند دنوں کے بعد یزید کے کاخ ظلم و جور میں عزاداری کی۔ اور رفتہ رفتہ اس سلسلہ نے تمام شہروں اور محلات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور دشمن اندھا ہو گیا۔ عزاداری اسلام حیات کے ساتھ ساتھ اسرار جہانبانی کی بھی حامل ہے۔ عزاداری کے اعتبار سے شیعہ سٹیج انتہائی اہم ترین خصوصیات اور

حساس ترین اسرار کی حامل ہے۔ تنہا عزاداری ہی ان امور کے لیے کافی ہے۔ اور ترویج اسلام کا رکن رکین ہے۔ پھر اس عزاداری کے ساتھ جب حقیقت بیان اور حق گو وہ ذاکرین بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں جو جناب صدیقہ طاہرہ کی امیدیں شامل ہو جاتے ہیں اور اپنے علمی اور مجری العقول فلسفیانہ بیانات سے حیرت انگیز فلسفہ شہادت امام مظلوم کو صلاحیت سے بیان کرتے ہیں تو اس کی افادیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ البتہ بعض اوقات مجاہدین کی سرکوبی میں مطالب میں سقم اور مسامحہ بھی ہوتا ہے۔ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہرگز کمتر نہیں ہے۔ لہٰذا اسٹیج پر اس پہلو کو بھی فراموش نہ کیا جائے۔ یہ بھی دشمنوں کی خواہش ہے کہ جب وہ عزاداری کو کلیتہً ختم کرنے سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے یہ خواہش کرنا شروع کر دی کہ بس صرف مصائب ہی پڑھے جائیں (تاکہ اصول اسلام اور فروع دین بیان نہ ہوں)

بہر صورت عزاداری ایک فطری شئے ہے۔ جس میں یہ بتایا جانا ضروری ہے

۱۔ حسین کون تھا۔؟ (۲) آپ کا نصب العین کیا تھا؟

۳۔ واقعہ کربلا کیسے ہوا؟

اگر انسان ان نکات پر غور کرے تو وہ ہر وقت اپنے کو عزادار دیکھے گا۔

اے اللہ! بحق محمد و آل محمد ہماری اس تحریر کو قبول فرما۔

۲۵ محرم ۱۴۱۲ھ

مصطفیٰ اعتمادی۔

مراسم عزا اور آیۃ اللہ محی الدین ممقانی دامت برکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و افضل الصلوٰۃ و السلام علی عبدہ و حبیبہ و صفیہ محمد و آلہ اکبر برۃ المیامین الائمۃ المعصومین واللعن الدائم علی اعدائہم اجمعین الی یوم الدین اما بعد

بہت افسوس کی بات ہے۔ کہ زمانہ اس قدر آلودہ ہو چکا ہے۔ اور شیعہ مذہب کے خلاف اس حد تک تبلیغات کی جا چکی ہیں کہ اب شعائر قطعیہ اور امور مسلمہ کے متعلق سوال ہونے لگے ہیں۔ جن میں سے ایک عزاداری سید الشہداء علیہ السلام ہے۔ یہ بات اتفاقی نہیں ہے بلکہ دشمنان اسلام و دشمنان مذہب تشیع کے مخفی و ظاہر تبلیغات سے اس کی پشت پناہی ہوتی ہے۔

واقعہ کربلا امام حسینؑ اور اس کے جان نثاروں کی شہادت کے متعلق رسولؐ اکرم جناب امیرؑ حضرت صدیقہ طاہرہؑ اور امام حسنؑ کئی بار خبریں دے چکے تھے اور اس مصیبت عظمیٰ پر گریہ و زاری کر چکے تھے اور اس واقعہ کے بعد تمام آئمہ طاہرین مخصوص امام صادقؑ امام موسےٰ کاظمؑ امام رضاؑ نے مجالس عزاداری برپا کیں اور اس مصیبت پر شعر لکھنے والے شعراء کو تشویق دلائی تھی۔ اور رونے رولانے والوں کے لیے ثواب اور اجر عظیم بیان فرماتے رہے۔ زنجیر مارنا۔ ماتم کرنا اور اس قسم کے باقی چیزیں جو سوگواری کی عظمت ہوں۔

جائز ہیں اگر صاحب ضرر نہ ہوں۔ اور موجودہ دور میں چونکہ رمز تشیع مذہب کی حفاظت میں ہے اس لیے یہ چیز بھی لازم الاجراء بلکہ واجب کفائی ہیں بشرطیکہ عزاداری امام حسینؑ باطل کی ترویج کا مقدمہ نہ ہے البتہ اپنے مرجع تقلید کے فتویٰ پر عمل ضروری ہے۔

ایک شخص نے ایک شیعہ عزادار پر اعتراض کیا کہ اس عزاداری کا کیا فائدہ ہے جب کہ حضرت امام حسینؑ کو شہید ہوئے کئی صدیاں گذر چکی ہیں۔

اس نے جواب دیا کہ حضرت رسول اکرمؐ نے چالیس ہزار یا باختلاف روایات ایک لاکھ مسلمان حاج کے سامنے جناب امیرؑ کا بازو پکڑ کر ان کی خلافت کا اعلان کیا اور فرمایا۔ مَن کنت مولا فعلی مولاہٗ۔ اور ایک مفصل خطبہ بیان فرمایا اور تمام موجودہ مسلمانوں سے بیعت لی۔ لیکن رسول پاک کی رحلت کے بعد لوگوں نے اتنی جلدی فراموش کر دیا۔ اس لیے ہم سید الشہداء علیہ السلام کی عزاداری کرتے ہیں تاکہ مسلمان اس واقعہ کو فراموش نہ کر دیں۔ اور دشمنان اسلام یعنی بنی امیہ کے اصلی کردار کو تبدیل کر کے تقویٰ اور فضیلت کی صورت میں پیش نہ کیا جا سکے۔

خداوند عالم سے التماس ہے کہ وہ اس مظلوم فرقہ شیعہ امامیہ کو دشمنان اسلام کی تبلیغات سے محفوظ و مامون فرمائے۔ اور امام زمانؑ کا ظہور فرمائے۔ اور منافقین اگر قابل ہدایت ہیں تو ان کو ہدایت فرمائے۔ ورنہ انہیں نیست و نابود فرمائے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

۲۶ محرم ۱۴۰۲ھ

محی الدین معقانی

و مظلوم شیعه را از تبلیغات دشمنان اسلام که بصورت مدافعینی از اسلام هستند حفظ فرماید وعاجلا حضرت بقیه الله ارواحنا لتراب مقدمه الفداء ظاهر فرماید و منافقینی را اگر قابل هدایت هستند هدایت کند واگر فاقد قابلیت هدایت هستند نابود فرماید . ولا حول ولا قوه الا بالله واخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین . ۲۶ محرالحرام ۱۴۰۲ محی الدین معقانی

ولاحول ولاقوة الا بالله واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ الهج

محی الدین معقانی

نظر مبارک حضرت آیت الله الحاج شیخ اعظم ... در باره عزاداری امام مظلوم حسین بن علی علیه السلام

بسم الله الرحمن الرحیم ...

ما رقم فی ... المرحوم ...

... علیه فی ...

۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ هـ ق

احمد ... الشیخ ...

مراسم عزا اور آیۃ اللہ شیخ احمد سبط شیخ مرتضیٰ انصاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو کچھ اس فتوٰی میں مذکور ہے جو مرحوم حجت سرکار علامہ مرزا نائینی کی طرف منسوب ہے از روئے فتوٰی وہ قابل اعتماد اور موثق ہے۔

۲۶ محرم ۱۴۰۲ھ
احمد سبط شیخ مرتضیٰ انصاری

۸۵۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ آقائی حاج سید محمد کاظم موسوی قزوینی دامت برکاتہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعہ کربلا نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخ انسان میں اپنی نوعیت کا پہلا اور آخری واقعہ تھا اور ہے۔ کیونکہ امام حسین آپ کے ساتھ ذریت نبویہ اور انصار جو اپنے وقت میں روئے ارض کے باسیوں میں سے کامل ترین اور بہترین افراد تھے۔ انتہائی ظلم و جور سے شہید کیے گئے۔ اہلبیت طہارت کی مخدرات عصمت کو رسن بستہ شہر بشہر تشہیر کرایا گیا۔ اور ان تمام افراد نے اپنے ساتھ کیے جانے والے ہر انسانیت کش اقدام کو صرف اور صرف تحفظ ناموس اسلام کی خاطر قبول کیا۔ عظمت قرآن کے دفاع اور بقائے دین کے لیے یہ قربانی پیش کی۔

نظر مبارك حضرت مستطاب حجت السلام والمسلمين آيت اللّه آقای حاج سید محمد كاظم موسوی قزوینی دامت بركاه درباره عزاداری سید الشهداء علیه السلام

بسم الله وله الحمد

نظر باینکه فاجعه کربلا در تاریخ اسلام بلکه در تاریخ بشر بی نظیر بوده و هست زیرا حضرت سید الشهداء حسین بن علی سلام الله علیه و خاندان واصحاب بزرگوارش را که بهترین اهل زمین بودند بفجیع ترین کیفیتی شهید کردند و دختران وحی و رسالت را با کمال اهانت اسیر کردند و آن بزرگواران شهادت و اسیری را تحمل کردند در راه حفظ اسلام و دفاع از قرآن وبقاء دین خدا، لهذا سزاوار است عارفین بمقام امامت و مطلعین، از اهمیت فاجعه کربلا یاد آور مصائبی که براین خاندان مطهر، نازل شد فراموش نکرده و بهر وسیله ای که ممکن است زنده نگهدارند واقعه دلخراش کربلا را وعملا بجهانیان اعلان و اعلام کنند که فاجعه کربلا از جمیع حوادث خونین اسلام مهم تر و جانسوزتر است، و در تاریخ جنایات جنایتی مانند حادثه واقع نشده، بهمین جهت طرز بزرگداشت این فاجعه امتیاز خاصی دارد و اسلوب مخصوص در آن رعایت میشود تا اینکه جلب انتباه کند از همه طبقات و جهانیان بفهمند که مطلب فوق العاده بزرگ است و مستوجب تأثر عمیق واندوه بسیار است، ومجالس عزاداری و دسته های سینه زنی و زنجیرزدن و امثال ذلك ازمظاهر حزن و مصادیق تعظیم روز عاشوراء و فاجعه عاشوراء است. البته مطالب بیش از اینها است ولی بهمین مختصر اکتفا میشود.

وسلام الله علی الحسین واصحابه ۲۶ محرم / ۱۴۰۲

محمد كاظم القزوینی الموسوی وسلام الله علی الحسین واصحابه

۲۶ محرم ۱۴۰۲ محمد كاظم القزوینی الموسوی

اب اس قربانی اور ایثار کا تقاضا ہے کہ جو لوگ مقام امامت کی عظمت سے واقف اور سانحہ کربلا کی اہمیت سے مطلع ہیں وہ سانحہ کربلا کے مصائب کی یاد کو فراموش نہ کریں ۔ جیسے بھی ممکن ہو اس واقعہ کی یاد تازہ رکھیں ۔ کرہ ارض پر بسنے والے ہر دور کے ہر باسی کو کھلے عام اس واقعہ کے حقائق اور پس منظر سے آگاہ رکھیں جس طرح انسانیت کی تاریخ ایثار میں یہ واقعہ بے مثل ہے اسی طرح ستم کی تاریخ بھی فاجعہ کربلا کی نظیر لانے سے قاصر ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ اس واقعہ کے اثرات دور اس اور اس کے یاد کے مخصوص اور ممتاز ذرائع ہیں تا کہ ہر قسم کے افراد اس واقعہ سے اپنے اپنے مزاج اور افتاد طبع کے مطابق اثر قبول کریں ۔ چنانچہ مجالس عزا ، سینہ زنی اور زنجیر زنی کے جلوس وغیرہ جیسے تمام مراسم عزا حزن والم کے مصادیق اور یوم عاشور کی اظہار عظمت اور اہمیت کے لیے ہیں ۔ اگرچہ اس سلسلہ میں لکھنے کو بہت کچھ ہے لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں ۔

سلام اللہ علی الحسین و اصحابہ ۲۶ محرم ۱۴۰۲ھ

محمد کاظم قزوینی موسوی ۔

نظر مبارك حضرت حجة الاسلام والمسلمین آية اللّه آقای حاج شیخ محمّد واصف دامت برکاته درباره مجالس عزاداری امام حسین (ع)

بسم الله الرحمن الرحیم

جهت لزوم عزاداری یک حدیث که باب ثواب گریستن بر حسین علیه السلام از کتاب بحار الانوار نقل کرده میشود

هر چیز حتی آسمانها و زمین و مرغان و ماهیها برای حضرت گریسته اند صحیح و شنیدنی گریه آنان مانند گریه پیامبران در امر حسین ع در کتب معتبره مسطور است . امام هشتم علیه السلام به ریان بن شبیب فرمود : « ان کنت باکیاً لشیء فابک للحسین ع » یعنی اگر برای چیزی خواستی گریه کنی یا بکنی ، پس بر حسین گریه کن ... بنابرین ... عزاداری حسین ع از مصادر عصمت قابل انکار نیست . اما رمز عزاداری آنحضرت امریست که تنها بعضی در شان آن نوشته نشد مقصود در سهام باین چند شعر از ارجوزه اسرار الشهادة الکنی می نمایم

واذ غدی الاسلام دون حایط ، مثل القیاس فاقد الشرایط
فلتجب الفدیة للهدایة ، من اهل الایمان ذی الولایة
اذ الفداء واجب کفائی ، مع الوجودات بحکم عالی
فقام بالقوم امام الامة ، علی فداء الانفس المهمة
لاول آل الله من عصبته ، ما اشرقت الارض بنور ربه
طه بحق الاعراف بالشهادة ، الدین والدنیا مع السیادة
یا لیت کنا معهم رمیمة ، حتی نفوز فوزة عظیمة
فلینبغی البکاء للصیانة ، نقض البکاء اثر الامانة

قم ۲۶ الاحقر محمد بن ابی القاسم المدعو بواصف

۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲

مراسم عزا اور آیۃ اللہ محمد واصف دامت برکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے خیال میں اگر بحار الانوار میں گریہ بر امام حسینؑ کے ثواب سے مسنون باب کا مطالعہ ہی کر لیا جائے تو عزاداری کے لازم ہونے کے لیے کافی ہوگا۔

ارض وسما۔ پرند اور مچھلیوں تک نے ساحۂ کربلا پر گریہ کیا ہے۔ ملائکہ جناب۔ اور انبیاء کا گریہ بر امام حسینؑ بھی کتب میں مذکور ہے۔ امام رضاؑ نے ریان ابن شبیب سے فرمایا تھا اگر تو کسی چیز پہ رونا چاہے تو پھر امام حسینؑ کے غم میں رویا کر۔ بنابریں عزاداری امام حسینؑ کا جواز مصادر عصمت وطہارت سے ناقابل انکار حقیقت ہے۔ قربانی امام حسینؑ وہ معاملہ ہے جس پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ میں اسرار الشہادۃ کے موضوع پر ذیل کے چند اشعار سے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

• جب سبزہ زار اسلام کی چار دیواری گر جائے۔ اور اسلام قیاس کی مانند مفقود الشرائط رہ جائے۔

• ایسے حالات میں ہر صاحب ولایت اور صاحب ایمان کے لیے بقائے ہدایت کی خاطر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

• کیونکہ از روئے حکم غایت تمام موجودات کے لیے ایسے حالات میں ایثار واجب کفائی ہوتا ہے۔

• ایسے حالات میں امام امت نے اپنے عظیم ترین نفوس کی قربانی کا فیصلہ کیا۔

• آل محمد کیسے مصائب سے دوچار ہوئی۔ اور سرزمین کربلا اس قربانی سے کیسی مشرف ہوئی۔

• اس شہادت سے دو چیزوں کو بقاء نصیب ہوئی۔ دین۔ دنیا اور سیادت۔

• کاش میں بھی ہوتا اور ان کے ساتھ دفن ہو کر فوز عظیم سے بہرہ ور ہوتا۔

• اس قربانی کے تحفظ کی خاطر عزاداری انتہائی ضروری ہے۔ اور یہی عزاداری ہی دیانت کی علامت ہے۔

۲۶ محرم ۱۴۰۳ھ محمد واصف

۸۷۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ عبد اللہ جوادی آملی دامت برکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ اولیاء اللہ کی درس آموز زندگی کی یاد وہ سنت ہے جو ذات احدیت نے جاری کی ہے اور ہر بعد میں آنے والے نبی کو اپنے پیشرو نبی کی یاد دیوں دلائی ہے۔ ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق۔ ۔ ۔ ۔ کو یاد کرو۔

۲۔ ذریت رسول کے غم میں مراسم عزا اور ماتم معارف دینیہ کے نشر اور بقائے دین کا سبب ہیں۔ کیونکہ از روئے ارشاد نبوی قرآن اور عترت ہی وہ دو گرانقدر ساتھی ہیں جو حوض کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

۳۔ غم مظلوم کربلا میں دل کا متاثر ہونا فطری بات ہے جو زبان حال سے ہر ایک سے مخاطب ہے کہ۔ جو اثر اس میں ہے اور کسی میں نہیں۔

۴۔ سید الشہداءؑ کی دردناک کہانی آج بھی عقل سے کہتی ہے کہ معرفت کا ثمر درس و تدریس ہی میں ہے۔

۵۔ خامس آل عبا کی غم انگیز داستان کی یاد شجاعت پر آمادہ کرنے کے لیے ہر سال سے یوں مخاطب ہے کہ کسی حکمران کی بدترین عادت دشمن سے خوف ہوتی ہے

۶۔ عزاداری امام حسینؑ میں سینہ زنی اور پا برہنہ چلنا تشویق حریت اور کسی بھی سازش نا قبول شخص کے لیے مشعل راہ ہے جو ہر جابر سے یوں خطاب ہے میں نہ تو کسی ذلیل کی طرح اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دوں گا۔ اور نہ ہی غلاموں کی طرح بھاگ جاؤں گا۔

۷۔ امام حسینؑ کی شہادت پر آنسو بہانا وہ امام حسینؑ جس نے ناموس اسلام کے تحفظ کی خاطر بیانگ دہل کہدیا تھا۔ اگر روئے ارض پر میرے لیے کوئی جائے پناہ نہ رہے تب بھی یزید ابن معاویہ کی بیعت نہ کروں گا۔

یہ تمام امور اسلام کی بہترین سنتوں میں سے ہیں۔ اے مولا جسے آپ نے حق فرمایا ہے میں بھی اسی کو حق سمجھتا ہوں اور جسے آپ نے باطل قرار دیا ہے میں بھی اُسے باطل سمجھتا ہوں۔

۲۶ محرم ۱۴۰۲ھ
عبداللہ جوادی آملی

ارشاد نبوی ہے۔

- جو آل محمدؐ کی محبت پر مرا شہید ہوا۔
- جو آل محمدؐ کی محبت پر مرا تائب ہو کر مرا۔
- جو آل محمدؐ کی محبت پر مغفور ہو کر مرا۔

- جو آل محمدؐ کی محبت پر مرا کامل الایمان مومن ہو کر مرا۔

ولاءها وولايتها شہید مطہری
منقول تفسیر کشاف زمخشری متوفی ۵۳۵ھ

۸۸۔ مراسم عزا اور آیۃ اللہ محمد تقی جعفری تبریزی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء ورسلہ محمد وعلی آلہ الطیبین الطاہرین۔

امام حسین اپنی زندگی کو دست قدرت میں فروخت کر رہے ہیں اپنے ذرا متاع جان۔ فروخت کنندہ اور خریدار کو دیکھ لیجیے۔

انبیاءؑ۔ اوصیاء اور اولیاء اللہ نے حصول کمال اور تبلیغ ہدایت میں جو کام سر انجام دیئے ہیں۔ ان کی بدولت وہ بارگاہ رب العزت میں عظمت کے آخری درجہ پر فائز ہو چکے ہیں۔ اور آپ کی سیرت جسم ہستی میں دھڑکتے دل اور بحر زیست میں تیرنے والی کشتی کے قطب نما کی ہے۔

بالعموم ملت مسلمہ اور بالخصوص فرقہ شیعہ حقہ کی نگاہ میں امام حسین کا وہی مقام ہے جسم اسلام کے لیے آپ دھڑکتا دل ہیں۔ اور بحر اسلام کی کشتی نجات کا آپ قطب نما ہیں۔ اور اس بحر اسلام کا ساحل بارگاہ خالق میں حضور ہے۔

ہر امام صفت باری کے اس عظیم کارخانہ میں اللہ کی حکمت کاملہ کے مطابق ایک مخصوص راہ اور مخصوص کاموں اور سالک ہوتا ہے۔ اللہ کی مشیت کاملہ اور لطف الٰہی کا وہ تقاضا جو حیات انسان سے حجت خالق سے مربوط ہوتا ہے

وہی حجت باری ہی جسم کائنات میں دھڑکتا دل اور ساحل قیامت تک لے جانے والی کشتی حیات کا قطب نما ہوتا ہے۔

جب بھی کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون کے الٰہی ابدی اصول کے پیش نظر ایک نمائندہ خالق اس دنیائے فانی سے آنکھیں بند کرتا ہے۔ اور اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔ تو اس کا جانشین اپنے عہدہ راہبری اور منصب راہنمائی کی مسند پر جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ انہی حجج الٰہیہ میں سے علمائے ربانیین بھی ایک ہیں جن کے متعلق ارشاد معصوم ہے۔

ایسا عالم جو اپنے دین کا محافظ ہو۔ اپنے نفس کا نگران ہو۔ اپنی خواہشات کا مخالف ہو اور حکم مولیٰ کے تابع ہو۔

ایسے علماء بھی اللہ کی طرف سے دین الٰہی کی پیشرفت کے لیے دھڑکتے دل اور قطب نمائے کشتی حیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

لیکن دوسرا جانشین پیغمبر (امام معصوم) ہر فکری سوچ سے آگاہ ہوتا ہے اس کا دل پاکیزہ اور مقدس جذبات کا مسکن ہوتا ہے۔ یہ نائب نبی اور امور نبوت کی پیشرفت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسی کو ہم جسم کائنات کا حقیقی قلب حساس اور کشتی حیات کا حقیقی قطب نما سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ دونوں فعال اور ذمہ دار عامل ہیں۔ جو اسلامی زندگی کی بقاء کے ضامن ہیں۔ امام حسین کا سرخ نزین سانحہ جو عالم اسلام میں بالعموم اور عالم شیعت میں بالخصوص فکر انسان کو عظمت حق اور اہمیت عدالت کا درس دیتا ہے۔ انسانی پاکیزہ دلوں کے مقدس جذبات کو بلند سے بلند کرتا ہے گذشتہ صدیوں میں صدلئے۔ یا حسین ۔ سے یا حق ۔ اور یا عدل کی آواز بلند ہوتی ہے جو فضائے عالم میں لرزاں ہے۔

یا حسین کی یہ بامعنی صدا جو یوم عاشور یا ایام عزا میں جنہیں ایام حسین یا۔ ایام اللہ بھی کہا جاتا ہے عاشقان حق کے منہ سے نکل کر چاردانگ عالم میں پھیلتی ہے استمرار حق کی موجب ہے۔ انسانوں کی یہ فریاد بقائے انسانیت کی ضامن ہے۔ بنابریں آج یہ سوال کرنا کہ۔ کیا عزاداری اور مراسم عزا جو دلی جذبات کے اظہار کی آواز ہے۔ اور جسے حسینی ایام میں برپا کیا جاتا ہے۔ ان ایام حسینی میں جو ناموس اسلام سے دفاع کے نام پر آج بھی جبین تاریخ کا جھومر بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ پوچھنا کہ۔ یہ مراسم عزا جائز ہیں یا نہیں ؟

یہ سوال بالکل ایسا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ۔۔ کیا ناموس حق سے دفاع احیائے عدالت کی جنگ۔ ظالم کے خلاف قیام۔ اور سرکش سے مقابلہ جائز ہے یا نہیں ؟

اس سوال کا جواب خود سوال میں موجود ہے سوال یہ ہوگا۔ آیا حق اور حامیان حق کی نصرت جائز ہے یا نہیں ؟ اس علت کے پیش جواب یوں ہوگا کہ۔

بصورت جلوس اور بصورت منظم حامی حق امام حسین ابن علی کی عظیم تر قربانی کی نصرت اور اس کا پرچار نہ صرف ایک جائز کام ہے بلکہ مطلوب موکد ہے۔ اور ضروری ہے۔ عقلائی جذبات کو تقاضائے عقل کے مطابق ایسے پاکیزہ احساسات سے اجاگر کیا جائے کہ انسان کی اعلیٰ ترین صلاحیتیں ایام عزا میں نمایاں ہوسکیں۔

۷ صفر ۱۴۰۲ھ

محمد تقی جعفری

نبی اکرم نے فرمایا ہے۔ میں اس قوم کو خوش آمدید کہتا ہوں۔
جو جہاد اصغر میں کامران ہو کر واپس آتی ہے۔ اور اب نفس
سے جہاد اکبر ان کے سامنے ہے۔

وسائل الشیعہ ج ۶ ص ۱۲۴

۸۹۔ مراسم عزا در ایۃ اللہ سید مہدی لاجوردی :

باسمہ تعالیٰ :-

یقین کیجیے کو چہ حسین ہی رمز ازلی ہے۔

چہرہ حسین ہی ابدی عشق ہے۔

اگر تجھے شاہی آئینہ جمال کی ضرورت ہے۔

تو وہ صرف اور صرف روئے حسین ہی ہے۔

اس اللہ کی حمد ہے جس نے مراتب شہدا کو اعلیٰ مدارج عنایت فرمائے اور ان کے شیعہ کو شہدا پر روئے رلانے اور رونے کی صورت بنانے کے عوض آتش جہنم سے نجات دی اور نصرت مظلومین اور مستضعفین کے صلہ میں انہیں اعلیٰ ترین صفات کا مکین قرار دیا۔ حضرت محمدؐ اور ان کی آل پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ خصوصاً اس یگانہ روزگار پر رحمت خدا ہو جس کی ذریت میں نور امامت ودیعت فرمایا۔ جس کی مٹی کو شفا قرار دیا۔ جس کی ضریح کو اجابت دعا کا مقام بنایا جس پر آسمانوں نے خون کے آنسو بہائے جو ساکنان یثرب و بطحاء کا فخر تھا۔ اس کے نو امام بیٹوں پر اور خصوصاً امام زمانہ حجت ابن حسن پر رحمت باری ہو

سانحہ کربلا درس گاہ توحید ہے۔ پاسبان قرآن ہے۔ حقائق اسلام کا نگران ہے۔ استقلال و آزادی کا محافظ ہے۔ تکمیل دین کا امین ہے۔ فاجعہ کربلا مادیت پر روحانیت کی فتح ہے۔ تلوار پر خون کا غلبہ ہے۔ نفاق پر وحدت کی کامرانی ہے۔ ظلمت پر نور کی کامیابی ہے۔ جہالت پر علم کی سبقت ہے اور کمزور کے مقابلہ میں جابر کی شکست ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قیام امام حسینؑ سے قبل اور سانحہ کربلا کے بعد سینکڑوں انقلاب کرہ ارض نے دیکھے ہیں۔ اور سینکڑوں انقلاب آئیں گے۔ لیکن انقلاب کربلا سے عظیم تر ایسا انقلاب آج تک چشم فلک نے نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھیں گی جس کے ثمرات انقلاب کربلا سے زیادہ دیرپا اور دور رس ہوں۔ اکثر مورخین کے نزدیک کرہ ارض پر ہونے والے تمام انقلابات خواہ وہ یورپین خونریزیاں ہوں۔ یا صلیبی جنگیں۔ مغلوں کی لشکر کشی ہو یا کوئی جنگ بیرونی یورشیں ہوں۔ یا داخلی بغاوتیں ان تمام کا مقصد حصول اقتدار۔ جلب شہرت۔ حب ریاست اور خواہش سربرآرائی رہا ہے اور رہے گا۔ جب کہ انقلاب کربلا سو فیصد اللہ کے لیے تھا یہی وجہ ہے کہ اس کا اثر اور ثمرات تا قیامت رہیں گے۔

جب تک اللہ کی خدائی موجود ہے۔ شاہ کربلا کا پرچم لہرا رہا ہے جو لوگ عزاداری امام حسینؑ کے مراسم عزا اور آپ سے متعلق انجمنوں پر زبان طعن دراز کرتے ہیں وہ احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔ اعتراض برائے اعتراض کرتے ہیں۔ دشمنان دین ہیں اور اعدائے آئین ہیں۔ ایسے لوگ درسگاہ شرف و کمال سے اعلان جنگ کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ قرآن و دین حق کے راہنمایاں حقہ کی لعنت کا طوق گلے میں ڈال رہے ہیں۔

یہ حسین لاریب متقین اور مجاہدین کے لیے ہدایت ہے۔

۵ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

احقر مہدی لاجوردی

(شہید حزن وقیام قم)

۹۰ - مراسم عزا اور آیۃ اللہ حسین وحید خراسانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزاداری اور مراسم عزا سے امام آئمہ معصومینؑ کی سیرت ہے۔ آپ کے فضائل ومصائب کا تذکرہ مشن آل محمد کا احیاء ہے جس کا استحباب روایات متواترہ سے مستفاد ہے۔

۴ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

حسین وحید خراسانی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ عبداللہ مجید فقیہی بروجردی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد والہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین۔

خلاق عالم نے آیۂ مودت میں اجر رسالت کو محبت فی القربیٰ میں محصور کر دیا ہے۔ جس طرح نبوت۔ امامت۔ قیامت اور وجوب تکلیف عدل الٰہی کے فروع سے ہیں اسی طرح ذی القربیٰ سے محبت ولایت کے فروع سے ہے اور پیغام رسالت کی امین ہے۔ جس طرح انکار عدل فی الواقع انکار توحید ہوتا ہے اسی طرح مودت فی القربیٰ ایمان کی اساس اور شرط ہے علمائے کلام نے اپنے مقام پر عدل اور امامت کو اصول مذہب سے نہیں بلکہ اصول دین سے ثابت کیا ہے۔ امام شافعی نے وجوب محبت کی تشریح یوں کی ہے۔

اے اہلبیت رسول آپ کی محبت۔ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے۔ جو قرآن میں موجود ہے رآپ کی عظمت اور جلالت قدر کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جو شخص آپ کی ذوات قدسیہ پر صلوات نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محبت ہو یا مودت دونوں دلی معاملات ہیں حدیث میں ہے۔ ہمارے شیعہ ہماری فاضل طینت سے پیدا کیے گئے ہیں۔ ہماری خوشی میں مسرور اور ہمارے غم میں محزون ہوتے ہیں۔ جس نے تم سے محبت کی گویا اللہ سے محبت کی۔ جس نے تم سے بغض کیا۔ گویا اللہ سے بغض کیا۔ جس نے تمہاری اطاعت کی گویا اللہ کی اطاعت کی۔ نبی اکرمؐ

نے محبت واطاعت اہلبیتؑ کو محبت واطاعت الٰہیہ قرار دیا ہے۔

بنابریں فضائل ومصائب اہلبیت کی کتب کا لکھنا نشر کرنا۔ اور ان کے مصائب میں رونا محبت ہی کے افراد سے ایک فرد ہے۔ مجالس عزا کا انعقاد ان کی ولادات پر جشن مسرت منانا۔ اما مبارگاہیں بنانا۔ ان کی محبت میں کھانا کھلانا نوحہ خوانی کرنا۔ مرثیہ سرائی۔ سینہ زنی۔ زنجیر زنی۔ شبیہ سازی۔ سیاہ لباس پہننا جلوسہائے عزا مرتب کرنا۔ چاقو زنی۔ ایشیا اور افریقہ میں مرسوم آگ پر ماتم کرنا اور خون بہانا۔ وغیرہ تمام مراسم عزا شعائر اللہ سے ہیں اور شعائر اللہ کی تعظیم تقویٰ ہے۔ علاوہ ازیں ارشاد خالق ہے۔ زیادہ روؤ اور کم ہنسو کے مطابق رونا حکم خدا ہے۔ اسی طرح۔ جو رویا۔ رلایا یا رونے کی شکل بنائی وغیرہ جیسی احادیث میں بھی رونے کو مامور شرعی بتایا گیا ہے ان تمام امور سے عزاداری مظلوم کربلا کا جواز ہی ثابت ہوتا ہے۔ آیات واحادیث میں مذکورہ عقل کے مطابق ہیں۔ بنابریں۔ عقل۔ نقل۔ شریعت عرف عام۔ سیرت آئمۂ اہلبیت فتاوائے علمائے اسلام اور عمل خواص وعوام جو صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ یہ سب قریب الوجوب استحباب کی دلیل ہیں۔ کیونکہ قیام امام حسینؑ اللہ کے لیے دین خدا کے لیے حکم توحید کی سربلندی کے لیے۔ کفر وظلم وجور سے نبرد آزمائی کے لیے تھا۔ روئے ارض پر ہونیوالے تمام انقلابات کے لیے مشعل راہ ہے۔ اور الحسین منی وانا من الحسین کا ترجمان ہے۔

دعا ہے خداوند عالم ہمیں اور آپ کو انصار امام حسینؑ سے شمار فرمائے۔

۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

عبداللہ مجید فقیہی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ آقای شیخ ابوطالب تجلیل دامت برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزاداری امام مظلومؑ مذہب شیعہ کی بنیاد اور شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ آپ کے غم میں گریہ اور مجالس عزا کا انعقاد آنحضرت سے محبت اور الفت کا آئینہ دار ہے۔ ناجیوں کے علاوہ تمام فرق اسلامیہ کے نزدیک محبت اہلبیت ضروریات اسلامیہ سے ہے۔ کتب اہلسنت میں تواتر کے ساتھ ایسی احادیث صحیحہ منقول ہیں جن میں محبت اہلبیتؑ کی رغبت اور بغض اہلبیتؑ سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔

مستند اور معتبر تفاسیر اہلسنت میں موجود ہے کہ جب آیۂ مودت کا نزول ہوا تو اصحاب نے آنحضور سے سوال کیا کہ۔ یہ کون افراد ہیں جن کی مودت فرض کی گئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرے ذوی القربیٰ۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن اور حسین ہیں۔ دعا ہے خدائے قدوس ہمیں ان کی محبت پر ثابت قدم رکھے۔

۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

ابوطالب تجلیل تبریزی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ آقائی حاج سید حسین موسوی کرمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے ایمان والو۔ متقی بنو۔ بارگاہ خالق کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔ راہ خدا میں جہاد کرو تاکہ کامران بنو۔

ذات احدیت نے کامیابی کے لیے دو اسباب بتلائے ہیں۔

۱۔ تقویٰ، جد و جہد و جہاد۔

۲۔ وسیلہ۔ یعنی ہر ناقص کا اپنے نقص اور نقائص کے لیے کسی کامل کو واسطہ قرار دینا۔ گویا انسان اپنے مقام پر خواہ کتنا ہی متقی اور صاحب اعمال صالحہ ہو پھر بھی مقام قرب میں وہ ناقص ہے اور کسی کامل کے واسطہ بنانے کا محتاج ہے۔ اس کی تشریح مفصل کتب میں اپنے مقام پر موجود ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مراتب کمال میں آل محمد سے کامل تر کوئی بھی نہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔ تم سبیل اعظم اور صراط مستقیم ہو۔ اللہ نے آغاز کائنات تم سے کیا اور اختتام عالم بھی تم ہی سے کرے گا۔ اے اللہ اگر مجھے تیری بارگاہ میں محمد و اہل بیت محمدؐ سے زیادہ قریب کوئی شفیع ملتا تو میں ضرور اسی کو اپنا شفیع بناتا۔ ارشاد نبوی ہے۔ میرے اہلبیت کشتی نوح کی مانند ہیں۔ خصوصاً امام حسین کے متعلق ارشاد ہے۔ الحسین منی وانا من الحسین ان الحسین مصباح الھدیٰ وسفینۃ النجاۃ۔ علاوہ ازیں تمام انبیاء اور اولیا نے اپنے مصائب میں بالعموم تمام آل محمد کو اور بالخصوص غریب کربلا کو وسیلہ بنایا اور ان کے مصائب میں گریہ کیا۔ حضرت آدم کو اللہ نے فرمایا۔ اے آدم اگر تو یوم عاشور اسے دیکھتا الخ

حضرت موسیٰ سے فرمایا۔ اے موسیٰ آپ کے بچوں کو پیاس مار ڈالے گی حتیٰ کہ ملائکہ اور ملکوت اعلیٰ کے باسیوں نے بھی آپ کو وسیلہ بنایا۔ فطرس کا واقعہ معروف ہے۔ آئمہ اہلبیتؑ ہمیشہ مصائب مظلوم کربلا پر آنسو بہاتے رہے امام سجاد تو اتنا روئے کہ ان کا شمار چند رونے والوں سے ہوتا ہے۔ امام صادق امام کاظم۔ امام رضا تا حضرت حجت ہر امام اہلبیت عزادار رہا۔ روایات متواترہ میں امام مظلوم کے لیے رونے۔ مرثیہ خوانی اور نوحہ خوانی کا بے شمار ثواب موجود ہے۔

علاوہ ازیں مجالس عزا میں اصول دین۔ فروع دین، مواعظ۔ نصائح اور دیگر مفید معلومات ہوتی ہیں۔ بلکہ مجالس عزا کی حیثیت ایک عمومی مدرسہ کی ہے جس میں زن و مرد اور صغیر و کبیر سب شامل ہوتے ہیں بشرطیکہ سامعین توجہ سے سنیں۔ آج تو مشرق و مغرب کے باسی جو انسانیت سے دور۔ اور ہر قسم کی اخلاقی اقدار سے پرے ہیں بھی گم نام سپاہی۔ کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں۔ اور اس کے کارناموں کی فرضی داستاں سناتے ہیں۔ مگر انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ ایمان کے ضعیف۔ مغرب گزیدہ۔ آج کہتے پھرتے ہیں کہ مجالس عزا ذکر مصائب اور مراسم عزا کو اب ختم ہونا چاہیئے۔ یہ میز یا ڈائس کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہیں۔ لمبی لمبی تقریریں جھاڑتے ہیں۔ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب پر ہونے والے مصائب کو بیان نہیں کرتے۔ لیکن جو شخص بھی تعصب کی پٹی اتار کر ان تقاریر کے اندر جھانکے

اسے تمام تر تقریریں نتیجہ بے ثمر اور بے سود نظر آئے گی۔

حالانکہ مجالس و مراسم عزا کا انعقاد امور دین میں سے اہم ترین امر ہے۔
امام مظلوم ہرگز یہ نہ صرف اسلام پر عالم انسانیت کی سربلندی کا موجب ہے
نبی اکرم اور آپ کی مقدس آل ہی تو۔ علت غائی تکوین۔ لولاک لما خلقت
الا فلاک کا مصداق رشد و ہدایت کا وسیلہ اور بنا عرق اللہ الخ کا مصداق
ہیں۔ میں اپنی اس تحریر کا اختتام چند اشعار پر کرتا ہوں۔

- بقائے دین کا سبب قیام امام حسین ہے۔ کربلا کی تمام تر تاثیر نام حسین کی بدولت ہے۔
- کٹ جانا مگر ظلم کے سامنے نہ جھکنا۔ کرہ ارض پر صرف مقصد حسین ہی تھا۔
- گویا آپ نے بتا دیا کہ انسان کے لیے ذلت نا قابل برداشت ہے۔ یہ صرف حسین ہی کا کلام ہے۔
- قیام حسین کا راز عقل کہاں پا سکتی ہے۔ مقام حسین ادراک عقل سے ماوراء ہے۔
- تن پارہ پارہ کو پامال سم اسپان کرانا۔ اور پھر زندہ رہنا یہ حسین ہی کا کام ہے۔ قائد انقلاب ایران آیۃ اللہ العظمٰی امام خمینی نے فرمایا ہے کہ مجالس عزا کا انعقاد اور غم مظلوم کربلا میں رونا احیائے دین مبین ہے۔ خادم اہلبیت

السید حسین موسوی کرمانی

و گریه به حضرت امام حسین علیه السلام احیاء دین مبین
اسلام است . کتبه بمیناه الداثره خادم اهل البیت ،

السید حسین الموسوی الکرمانی نزیل قم

السیّد حسین الموسوی الکرمانی نزیل قم المشرفة
علی مهاجرها آلاف التحیة والسلام

نظر مبارك حضرت آیت الله آقای حاج شیخ محسن حرم
پناهی دامت برکاه درباره مجالس عزاداری امام حسین (ع)

بسمه تعالی

اقامهٔ عزا بانواع مختلف منتی آن که مشتمل بر فعل حرام
نباشد برای حضرت ابی عبد الله الحسین (ع) واطعام عزاداران
آن حضرت جایز است بلکه از نظر اینکه اقامهٔ عزاء حسینی
تعظیم شعائر و احیاء امر امامت و ترویج شریعت میباشد
میبایست مورد عنایت و اهتمام عموم شیعیان و دوستداران
اهلبیت (ع) واقع شود . ۷/ جمادی الثانی ۱۴۰۲
والسلام علی من اتبع الهدی

الاحقر محسن حرم‌پناهی

۱۴۰۲

والسلام علی من اتبع الهدی، الاحقر محسن حرم‌پناهی ۷ جمادی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ محسن حرم پناہی قم المقدسہ

باسمہ تعالیٰ۔ ہر قسم کے مراسم عزا کا انعقاد عزائے امام حسینؑ بشرطیکہ افعال محرمہ سے پاکیزہ ہوں۔ اور عزاداروں کو کھانا کھلانا تمام جائز ہے۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ عزائے امام مظلوم تعظیم شعائر احیائے دین اور ترویج شریعت ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیئے اور محبان آل محمد کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔

جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

احقر محسن حرم پناہی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ ابراہیم امینی نجف آبادی قم المقدسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سانحہ کربلا ایسے مخصوص آثار کا حامل ہے جن کی نظیر کم از کم تاریخ اسلام میں ملنا مشکل ہے۔ حادثہ کربلا آسانی سے فراموش ہونے والا نہ تھا فاجعہ کربلا شخصی اقتدار کی جنگ نہ تھی۔ بلکہ حق و باطل۔ ایمان و نفاق۔ شرافت و ذلت حریت و غلامی اور تواضع و تکبر میں جنگ تھی۔ واقعہ کربلا ایک تاریخی داستان نہیں ہے بلکہ۔ خون اور شہادت۔ ایثار و جانبازی۔ حریت فکر و غربت دین اور نصب العین۔ جابر اور متکبر سے نبرد آزمائی۔ خود چل کر دوسروں کو درس دینے تا شہادت جنگ۔ تسلیم و رضا اور دین و عقیدہ کے تحفظ کی درسگاہ ہے کربلا کے خونی حادثہ نے روئے شیعیت کو سرخ کیا ہے جسم۔ شیعیت میں خون کو حدت دی ہے۔ وقت کے پر متکبر کے دور میں تمام علوی انقلابی کوششوں کا سرچشمہ واقعہ کربلا ہی تھا۔ ایسا واقعہ جو زندگی کی ضامن اور انسان سازی کی درس گاہ ہو ذہن سے مٹنے والا نہیں ہوتا۔ بلکہ کل ارض کربلا اور کل یوم عاشورا کا مصداق بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام آئمہ اہلبیت نے اپنے اپنے دور میں عزاداری اور مراسم عزا کو زندہ رکھا۔

آئمہ اہلبیتؑ مجالس عزا منعقد کرتے تھے۔ شعرا کو مرثیہ خوانی پر آمادہ فرماتے تھے۔ انہیں انعامات سے نوازتے تھے۔ مجالس عزا میں شرکت فرماتے تھے۔ روتے تھے۔ زیارت مزار غریب کربلا کو جاتے تھے۔ اسلام کی طویل تاریخ میں واقعہ کربلا ہی انسان سازی کا محرک رہا ہے۔ کیا ایران کا اسلامی انقلاب عزاداری کا ممنون احسان نہیں ہے؟

کیا اسی صدائے یا حسین نے ملت ایران کو انقلاب سے نہیں نوازا؟

کیا آپ چند لوگ انقلاب ایران کے چند سالہ دور میں افادیت عزاداری کو لوگوں کے ذہن سے محو کر سکتے ہیں؟ کیا ایران کے اسلامی سپاہیوں نے یا حسینؑ کے حیرت انگیز نعرہ سے دشمن کی صفوں کو پراگندہ نہیں کیا۔

یقین کیجئے درس گاہ حسینؑ ایک عظیم درسگاہ ہے اور ملت شیعہ ایسی درسگاہ کو کبھی نہیں بھول سکتی۔ بلکہ ملت شیعہ کا ہر فرد ہمیشہ اس سعی میں رہے گا کہ اس درس گاہ حسینی کو زیادہ سے زیادہ پر عظمت اور شکوہ مند بنائے اور کبھی بھی امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب واقربا کی عظیم قربانی فراموش نہ ہو جائے۔ امت مسلمہ کو اسی درسگاہ سے جانبازی اور دینداری کا درس ملتا ہے۔ یہی درسگاہ ہے جہاں سے مستضعفین عالم کی مدد ہوتی ہے۔ اور متکبرین روئے الرض سے مقابلہ ہوتا ہے۔

ا جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ
قم ابراہیم امینی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ سید محمد علی کاظمینی بروجردی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین ــ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ (قرآن)

ہاں! جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے نہ صرف مراسم عزا جائز ہیں۔ بلکہ مستحب ہی نہیں بلکہ لازمی ہیں کیونکہ رونے رلانے اور رونی صورت بنانے کے مذہبی شعائر واسباب ہیں:۔

کتاب وسنت سے منقول دلائل جن رونے رلانے اور رونی صورت بنانے کے اجر کا تذکرہ ہے۔ ارشاد قدرت بھی ہے۔

زیادہ رونے کا مقتضی درحالت حلبیت اور مراسم عزا کے جواز و لزوم کی دلیل میں قوت کا ہے نیز ارشاد ربانی ہے۔ انہیں کہدے مودت فی القربیٰ کے علاوہ میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا۔

اس مودت اور محبت کے مصادیق میں سے عزاداری بھی ایک مصداق ہے۔ مثلاً رونا۔ سینہ زنی کرنا۔ زنجیر زنی کرنا۔ سیاہ لباس پہننا۔ وغیرہ جن کے نہ صرف جواز کے دلائل موجود ہیں بلکہ رجحان کے براہین بھی موجود ہیں۔ علمائے اعلام کی سیرت جاریہ بھی استحباب مراسم عزا کی دلیل ہے۔ جناب زینب کبریٰ کا پیشانی کو زخم کرنا اور خون بہانا بھی مراسم عزا کے جواز کی اہم دلیل ہے۔

والسلام علی الثقلین القرآن والعترۃ

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ سید محمد علی کاظمینی بروجردی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ مصطفیٰ انورانی اردبیلی دامت برکاتہ

باسمہ تعالےٰ؛

قیام امام حسین کے سلسلہ میں یوں تو بالعموم کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن ان آخری سالوں میں سینکڑوں ایسی کتابیں معرض وجود میں آئی ہیں جن میں قیام امام کے مخفی اسرار کو طشت ازبام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس حقیر نے بھی اس سلسلہ میں کچھ کام کیا ہے۔ چنانچہ اس جگہ چند ایک نکات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

• امام حسینؑ کے قیام نے حریت فکر کے خواہشمندوں اور پیشرفت اسلام کے لیے تا قیامت ایک ایسی درس گاہ کی بنیاد رکھی ہے جس پر رہتی دنیا تک تحقیق و تبصرہ ہوتا رہے گا۔

مملکت حریت کے اس تاجدار نے تحفظ صلح وحدت اسلامی قیام امن و سکون کے لیے اور حفاظت ناموس اسلام کے لیے ایسی راہ عمل اختیار کی جس میں جابرانہ ڈکٹیٹرشپ ظالمانہ نظام حکومت عسکری قوت۔ ابلیسی لشکر کشی اور اسلامی قانون شکنی سے نبرد آزمائی کا درس تھا۔ آپ نے اس سلسلہ میں عملاً کوشش کی ہے کہ انسان مکمل حریت فکر کے ساتھ باآبرو جاہ و آزادی ہو۔

اپنے وقت میں پورے جزیرۃ العرب اور تمام عالم اسلام پر چھائے ہوئے وحشت ناک اور خوف آلود سکوت کو توڑا۔ وہ حکومت جو ضد قرآن و سنت تھی کے

سامنے سر نہ جھکایا اور شہادت قبول کی۔

بنا بریں قیام امام حسینؑ کی کرنیں صرف مسلک شیعہ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے درس ہے اور حق یہ ہے۔ ان کی کرنوں کی روشنی میں پورے کرہ ارض کو اپنی راہ تلاش کرنا چاہیئے۔

کیونکہ امام حسینؑ نہ صرف حریت فکر کا علمبردار ہے بلکہ الٰہی نمائندہ اور ان اصحاب کساء سے ہے جن کے حق میں آیۃ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ بنا بریں یہ بھی حق ہے کہ قیام امام حسینؑ کی بحث کو تاریخ۔ تفسیر۔ فقہ اور فلسفیانہ نقطہ نگاہ سے دیکھ کر حریت فکر کی اساس کے بطور پیش کیا جائے۔ اسی لیے اس سال ١٣٦١ھ شمسی کے ایام عزا میں بابائے ایران آیۃ اللہ خمینی نے مجالس و مراسم کے سلسلہ میں خصوصی حکم دیا ہے۔ کہ مراسم و مجالس عزا جیسے سابقاً تھیں انہیں ویسے ہی بحال رکھا جائے۔ کیونکہ شہادت کی موت ہی اس راہ کے ہر سالک کا نصب العین ہوتی ہے۔ اور ظالم کے ساتھ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت ہی میں عزت اور سعادت ہے۔ امام حسین ہی نے فرمایا تھا۔ میں ظالموں کے ساتھ ذلت کی زندگی کو موت اور عزت کی موت کو ہی زندگی سمجھتا ہوں۔

یہی حسینی فلسفہ حیات ہی تھا جس نے مملکت ایران کی کئی ملین آبادی کے دلوں میں جذبات کو حدت دی اور کلمہ حق اور سربلندی دین کے لیے یہ لوگ جانباز بن کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں اپنی موت کا یقین ہوتا تھا پھر بھی آگے ہی بڑھتے تھے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہوا جیسا کہ امام حسین کو اپنی شہادت کا یقین تھا۔ لیکن بدکاروں کے دست بد سے دین کو آزاد کرانے۔ ولایت حقہ کی تفسیر کو ان لوگوں کے دلوں میں روشن کرنے جو فاسقوں کو اپنا ولی و مرشد اور حاکم و آقا سمجھ بیٹھے تھے کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ اور یہ ثابت کر دیا

کہ مخالف قرآن وسنت پر حکومت غلط ہے اور آپ نے اپنی قربانی سے تنگنائے
فکر۔ جابرانہ ظلم۔ انسانیت سوز استبداد اور ہر قسم کی ہر مجبوری کے باوجود سعادت
اور حریت فکر کی سد دِ راہ کو کھول دیا۔ اور ہر شخص کو آزادی فکر سے ہمکنار کر دیا۔
ہاں یہ وہ راز ہے جس نے صدیوں سے اسے زندہ رکھا ہوا ہے۔ اور وہ
درس ہے۔ جو ہر سال نیا ہوتا ہے۔ ہر سال لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ
مکتب امام حسین ع کے پیروکار تا زندگی اس درس کی تجدید کرتے رہیں گے۔
ظالمان عالم کے ظلم کے خلاف احتجاج کرتے رہیں گے۔ اور آپ کے فرزند
ارجمند امام مہدی کے ظہور تک یہ سلسلہ برابر جاری رکھیں گے وہ امام مہدی ع
جو اپنے ظہور سے ظلم وستم کا خاتمہ کرے گا۔ دوئیت اور جور کا عفریت فضائے
عالم سے نابود ہوگا۔ فرشتہ عدالت وانسانیت اپنی مسند عدالت پر جلوہ گر ہوگا

۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۴۰۲ھ

قم مصطفیٰ نورانی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ عباس محفوظی گیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجالس عزائے امام حسین ع کا انعقاد سیرت آئمہ معصومین ع سے جیسا کہ امام
باقر ع نے دم آخر وصیت فرمائی تھی کہ ایام حج میں مقام منیٰ پر امام باقر ع اور امام سجاد ع
کے لیے مراسم عزا منعقد کیے جائیں۔ اسی طرح مجالس عزا میں ذکر فضائل ومصائب
آل محمد اور ان کے مشن کا احیاء ہے۔ جس کا استحباب روایات متواترہ سے ثابت
ہے۔ یہی مجالس عزا ہی ہیں جنہوں نے صدیوں سے ہمارا تحفظ کر رکھا ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

۲۴ جمادی الثانی سنہ ۱۴۰۲ھ

عباس محفوظی

مراسم عزا اور آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا خلیل

جناب والا آیۃ اللہ العظمیٰ دام ظلہ الوارف

مخلصانہ تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ غریب کربلا کی شہادت کے بعد سے ہمیشہ مجالس عزا منعقد کی جاتی رہی ہیں اور آج بھی کی جا رہی ہیں۔ انہی مجالس عزا کے طفیل ہر دور میں ظلم ظالمین سے عوام کو آگاہ کیا جاتا رہا اور امت مسلمہ میں سے حاضرین مجالس خواب غفلت سے بیدار ہوتے رہے۔ مگر بعد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ چند جاہل۔ یا۔ مفاد پرست افراد آج ان مجالس عزا کی مخالفت کر کے انہیں بے سود اور لغو قرار دیئے ہیں۔ براہ نوازش جناب والا اپنے نظریات کا اظہار فرمائیں تاکہ مفسرین اور منکرین کے خلاف دلیل و حجت ہو۔

الاحقر علی ربانی خلخالی

۳ شعبان ۱۴۰۲ھ

جواب: ھو اللہ تعالیٰ

چونکہ بندہ آج کل بیماری کے سبب صاحب فراش ہے اس سلسلہ میں میرے دل میں ایک بحر مواج ہے اس میں سے صرف ایک قطرہ ہی پیش کر سکتا ہوں۔ حسین کشتی نجات اور چراغ ہدایت ہے۔ میرے خیال میں اتنا کافی ہے۔ اگر تفصیل مطلوب ہو تو میری کتاب۔ امام عظیم حسین ابن علیؑ[1] سے ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ سے توفیق کا متمنی ہوں۔

۳ شعبان ۱۴۰۲ھ میرزا خلیل

[1] موصوف کی یہ کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۱/۲ ۱۰ بجے صبح ۸۸/۶/۶

حجۃ الاسلام آقائی السید حسن ابطحی کی شہرۂ آفاق تصانیف کا اردو ترجمہ

مصلح غیبی
امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ سے متعلق ۷۰ سوالات اور ان کے جوابات

ملاقات بہ امام زمانہؑ
حصہ اول و دوم
امام زمانہؑ سے ملنے والے خوش نصیبوں کے حالات
(زیر طبع)

انوارِ زہراؑ

پروازِ روح
(زیر طبع)

عالم ارواح عجیب